العطایا الالہیۃ فی الفتاوی البرکاتیۃ

المعروف بہ

فتاوی برکات

حصہ سوم



شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی

مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا

اَلْعَطَایَا الْاِلٰھِیَّۃ فِی الْفَتَاوٰی الْبَرَکَاتِیَّۃ

اَلْمَعْرُوْف بِہٖ

فتاویٰ برکات

(حصہ سوم)

تالیف

قاضی القضاۃ تاج الاسلام شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی
شیخ الجامعۃ صاحب سجادہ، خانقاہ برکات، لھنہ شریف (نیپال)

ناشر

مجمع البرکات اکیڈمی
خانقاہ برکات لھنہ شریف نیپال

کتاب : فتاویٰ برکات (حصہ سوم)

مصنف : قاضی القضاۃ، تاج الاسلام، شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی، برکاتی شیخ الجامعہ، صاحب سجادہ خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

تصحیح : خلیفہ مفتی اعظم نیپال حضرت علامہ مفتی محمد احمد حسین برکاتی سربراہ اعلیٰ دارالعلوم غریب نواز باسکی بہاری

ترتیب جدید : حضرت مولانا مفتی محمد عبدالسلام امجدی، برکاتی (تاراپٹی، نیپال) استاذ جامعہ غوثیہ غریب نواز، کھجرانہ (اندور، ایم پی)

تعداد : ۱۱۰۰

طبع اول : ۱۴۳۷ھ

ناشر : مجمع البرکات اکیڈمی

ملنے کے پتے

- مجمع البرکات اکیڈمی لہنہ شریف
- برکاتی منزل بکھری، سرسنڈ، سیتامڑھی (بہار)
- دارالعلوم غریب نواز، باسکی بہاری

فہرست فتاویٰ برکات۔ سوم

شرف انتساب

بنام نامی

جملہ ائمہ دین متین، فقہاء مجتہدین، فضلاء مفسرین، کملاء محدثین، علماء صالحین، اولیاء کاملین، صوفیاء عارفین، نبلاء معتبرین

و

امام الائمہ، سراج الامہ، کشف الغمہ، صاحب مناقب جمیلہ و مآثر جلیلہ، فقیہ اقدم، افضل فضلاء عالم سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

و

امام السلسلہ، قدوۃ البرکاتیہ، ذوالکرامات، صاحب البرکات، قطب الاعالی، فلک المعالی سیدنا شاہ سید برکت اللہ مارہروی قدس سرہ العزیز

و

امام اہل سنت، مجدد دین وملت، مؤید کتاب وسنت، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ المولیٰ القوی

فیوض وبرکات کا طالب

جنیش محمد صدیقی برکاتی

نذرانہ عقیدت

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، شیخ المشائخ حضور سید العلماء، سند الحکماء، علامہ حافظ قاری مفتی مولانا الحاج الشاہ سید مصطفیٰ قادری برکاتی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ

اور

نمونہ اسلاف، افتخار اخلاف، شیخ طریقت، رہنمائے شریعت، جانشین حضور تاج العلماء، زیب سجادہ سرکار کلاں حضور احسن العلماء، حافظ قاری مفتی سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ

اور

اولاد رسول جگر گوشہ بتول حامی سنت، ماحی بدعت، قاطع کفر وضلالت جانشین حضور سید العلماء رضی المولیٰ تعالیٰ صاحب سجادہ سرکار کلاں درگاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مخدومی علامہ سید شاہ آل رسول حسنین میاں قادری برکاتی کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

غلام اولاد رسول

جیش محمد صدیقی برکاتی

نذرانۂ خلوص

بحضور

- تاجدار اہل سنت حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان مفتی اعظم ہند
علیہ الرحمۃ والرضوان
- برہان ملت شیخ طریقت حضرت مولانا برہان الحق صاحب جبل پوری
علیہ الرحمۃ والرضوان
- شان ملت حضرت سید محمد اشرفی محدث اعظم ہند کچھوچھوی
علیہ الرحمۃ والرضوان
- حافظ ملت رہنمائے شریعت حضرت مولانا عبدالعزیز
علیہ الرحمۃ والرضوان
- امین شریعت سلطان المناظرین مولانا رفاقت حسین صاحب
علیہ الرحمۃ والرضوان
- مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رئیس اڑیسہ
علیہ الرحمۃ والرضوان
- شہید حق وصداقت حضرت حافظ محمد خلیل صاحب صدیقی برکاتی
علیہ الرحمۃ والرضوان

گر قبول افتد زہے عز وشرف

توجہ خاص کا محتاج

محمد جیش صدیقی برکاتی

تقریظ جلیل

تاجدار مشائخ حضور احسن العلماء حضرت علامہ الشاہ حافظ وقاری
مفتی مصطفیٰ حیدر حسن میاں علیہ الرحمۃ والرضوان (مارہرشریف)

۹۲/۷۸۶

اس فقیر ہیچ مداں و ہیچ میرز بے بضاعت نے اس کتاب میں درج دینی فتاوائے مبارکہ کی نقول کی زیارت کی جواخی فی اللہ ذی المجد والجاہ مولانا مفتی حافظ محمد جیش صاحب صدیقی برکاتی زید مجدہم السامی شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ شہر دھنکپور رجام راج نیپال کے قلم حق رقم کی کاوش کا ثمرہ ہیں۔ اپنے ٹوٹے پھوٹے علم کے مطابق ان مبارک فتاویٰ دینیہ کو میں نے مسائل صحیحہ حقہ رجیحہ پر مشتمل پایا اور اپنی کم نظری کے پیش نظر اغلاط شرعیہ سے پاک اور صاف۔ رب قدوس جل جلالہ بطفیل حبیب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سب کو توفیق خیر رفیق فرمائے۔ ہم ان پر سچے دل سے عمل کریں اور اپنے لئے انہیں مشعل راہ بنائیں

هذا ما عندي والله تعالیٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب. وانا الفقير الحقير الحافظ السيد الشاه مصطفےٰ حيدر المعروف بحسن البركاتي عفي عنه۔

سجادہ نشیں درگاہ برکاتیہ مارہرہ ضلع ایٹہ نزیل بمبئی دوم شوال ۱۴۰۷ھ۔

ارشادات عالیہ

بقیۃ الاکابر، قدوۃ الاواخر، حامی السنن، ماحی الفتن، کبیر العلماء، کریم الفضلاء مولانا مفتی محمد فضل کریم صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ قاضی القضاۃ ادارہ شرعیہ سلطان گنج پٹنہ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

حضرت علامہ مفتی محمد جیش صاحب مفتی نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، آپ ایک متبحر عالم وسیع النظر مفتی، باکمال خطیب، صاحب درس وتدریس ہونے کے ساتھ ہی رموز شریعت واسرار طریقت سے واقف کار بھی ہیں۔ مولانا نے زبان قلم کی خداداد صلاحیتوں سے کام لے کر قوم وملت کی جو خدمات انجام دی ہیں یقیناً وہ قابل دادو لائق تحسین ہیں۔ موجودہ انقلاب انگیز دور میں جب کہ روحانیت پر مادیت کا غلبہ روز بروز بڑھتا جارہا ہے، دین ومذہب کی ازلی صداقت اور کتاب وسنت سے ناآشنائی ومسائل شرعیہ سے بےخبری وبے تعلقی کا نتیجہ یہ ہے کہ خدا ورسول جل جلالہ و ﷺ کی محبت وعقیدت اور یقین واعتقاد کی متاع عزیز لٹتی جارہی ہے اور شریعت کو طبیعت کے تابع کرنے کا عام رجحان بڑھتا جارہا ہے۔ ایسے پرآشوب دور میں مولانا نے دین وملت کی خدمت اور قوم کی اصلاح ورہنمائی کے لئے فتویٰ نویسی کا کام کر کے ایک بہت بڑی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ کثرت کار وہجوم افکار نے مولانا کے پورے فتاویٰ کو بالاستیعاب دیکھنے کا موقع نہ دیا پھر بھی کچھ جوابات کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ مولانا موصوف نے جو کچھ لکھا ہے اس میں کتاب وسنت واقوال ائمہ عظام وفقہاء کرام سے دلائل لامعہ وبراہین قاطعہ کے ساتھ نہایت ہی سادہ وعام فہم زبان میں تحریر فرمایا ہے، جو لائق مطالعہ ہونے کے ساتھ قابل عمل بھی ہے۔ مولائے قدیر مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق رفیق بخشے اور مولانا کی اس مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور ان کی ظل عاطفت کو تادیر دائم وقائم رکھے۔

خادم قوم وملت محمد فضل کریم عفی عنہ

خادم دارالقضا ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ۔٦

ہدیہ تشکر

- جدالجد حضرت شیخ محمد دلاور حسین صدیقی لہنوی رحمہ اللہ القوی
- ابوالجد حضرت شیخ الحاج محمد اکبر علی صدیقی لہنوی رحمہ اللہ القوی
- جدامجد حضرت شیخ الحاج محمد اصغر علی صدیقی لہنوی رحمہ اللہ القوی
- عم محترم حضرت شیخ محمد شمس الدین صدیقی لہنوی رحمہ اللہ القوی
- ولی نعمی استاذ گرامی حضرت شیخ مولوی محمد جشید علی صدیقی لہنوی رحمہ اللہ القوی
- ولی نعمی حضرت والد ماجد شیخ محمد جاشم صاحب صدیقی لہنوی رحمہ اللہ القوی
- عم محترم جناب شیخ محمد سراج الدین صاحب صدیقی لہنوی رحمہ اللہ القوی
- برادر مکرم حضرت مولانا مولوی محمد زبیر احمد صدیقی لہنوی برکاتی مدظلہ العالی کے

الطاف کریمانہ کا شکریہ ادا کرنے میں فرحت وانبساط محسوس کرر ہا ہوں۔

جیش محمد صدیقی برکاتی

مقدمہ بقلم مصنف

الحمدلله العلی العلیم العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسوله
اعلم الخلق الرؤف الرحیم وعلیٰ اٰله الطیبین الطاهرین
واصحابه المکرمین المعظمین اما بعد!

واضح ہو کہ فتاویٰ برکات مختلف مقامات سے آمدہ سوالات کے جوابات کا ایک مختصر مجموعہ ہے جو مسائل قویہ رجیحہ مفتیٰ بہا اقوال پر مشتمل ہے۔ اپنے تئیں سوالوں میں غایت درجہ غور وفکر کے بعد آیات قرآنیہ، احادیث کریمہ، اقوال مجتہدین وعلماء صالحین کی روشنی میں جوابات معرض تحریر میں آئے ہیں۔ اگرچہ قلت وسائل اور کثرت مشاغل، درس وتدریس، اشاعت وتبلیغ، عوام وخواص سے ملاقات، بات، جامعہ کے انتظامات، دعوتوں، جلسوں کی شرکت کے باعث کما حقہ اجابت سے معذور رہا۔ تاہم اکثر فتاوے مبرہن ومدلل ہیں۔ محنت کی ہے، غفلت سے کام نہیں لیا ہے۔ باوجود اس کے خطا ونسیان کا احتمال ہے، کیونکہ خطا ونسیان انسان کا لازمہ ہے۔ کوئی انسان اس سے بری نہیں۔ میں بھی ایک انسان ہوں اس لئے ناظرین مخلصین سے التماس ہے کہ جہاں خطا ونسیان پائیں تو لعن وطعن سے دامن کو داغدار کرنے کی بجائے اصلاح سے کام لیں اور قلیل البضاعۃ کو اطلاع کریں ان شاء اللہ سماعت ہوگی۔

عزیز مکرم مولانا احمد حسین برکاتی ومولانا مجیب الرحمٰن برکاتی دونوں جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور کے نیک سیرت، نیک خصلت باصلاحیت استاذ نے فتاویٰ کے نقول اور احیانا دلائل و براہین کے تفحص وتجسس میں میرا بہت ساتھ دیا ہے۔ اور اس کی اشاعت میں (یعنی قدیم نسخہ کی پہلی اشاعت میں۔ امجدی) قابل فخر حوصلہ مند جناب سید ولی الدین رضوی ناظم اعلیٰ الجامعۃ الرضویہ مغلپورہ پٹنہ نے معاونت کی ہے۔ میں ان تینوں اشخاص کا صمیم قلب سے

بہت بہت مشکور ہوں اور دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ ہمیں اور انہیں جزائے جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے اور سب کی دینی و دنیوی مرادیں پوری فرمائے اور ہر آفات و بلیات سے اپنی حفاظت میں رکھے اور اخلاص کے ساتھ خالصاً لوجہ اللہ اشاعت دین متین کی مزید در مزید توفیق رفیق عطا فرمائے اور اس تالیف کو مقبول انام کردے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ و آلہ افضل الصلوٰت و اکرم التسلیمات و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

امیدوار مغفرت و رحمت بدرگاہ رب العزۃ

جیش محمد صدیقی برکاتی حوفظ عن المعاصی

۲۶ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ، شنبہ نزیل پٹنہ

مختصر تعارف

صاحب فتاویٰ حضور مفتی اعظم نیپال دام ظلہم العالی

تحریر: خلیفہ حضور مفتی اعظم نیپال حضرت مفتی احمد حسین برکاتی استاذ جامعہ حنفیہ غوثیہ، جنکپور (نیپال)
تلخیص: ابوالعطر مفتی محمد عبدالسلام امجدی برکاتی (تاراپٹی نیپال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مفتی اعظم نیپال کی عظیم شخصیت دنیائے سنیت میں محتاج تعارف نہیں۔آپ کی شخصیت مہر نیم روز کی طرح آشکارا ہے۔استقامت فی الدین میں آپ کا مقام ممتاز ہے۔اس ارفع واعلیٰ مقام پر بہت کم علمار فائز ہوتے ہیں، دین کی صداقت وحقانیت ایسے ہی علمار سے جانی اور پہچانی جاتی ہے۔ملت ایسی ہی شخصیت پر ناز کرتی ہے،طریقت ایسے ہی مرد کامل اور شیخ طریقت پر فخر کرتی ہے،شریعت ایسی ہی ذات بابرکات سے فروغ پاتی ہے۔آپ دینی صلابت ،رشد وہدایت، اخلاص وعمل ،تقوی وطہارت ،عمل بالشریعۃ سے ایسے معمور ہیں جس کی دور حاضر میں کوئی مثال نہیں ملتی۔آپ کی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ دین متین کی ترویج واشاعت اور مذہب مہذب کی حمایت وتائید میں مصروف ہے اور زندگی تابندگی کی ایک ایک ساعت فرق باطلہ وگروہ ضالہ کے ردوطرد اور کفر وشرک کے ابطال وتردید میں گذر رہی ہے۔آپ کی ذات جامع صفات، منبع فیوض وبرکات اور تبحر علمی وتفکر اسلامی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے، جو اپنی خصوصیت میں علمی وقار اور عالمانہ شان رکھتی ہے۔آپ کی ذات میں فکر وفن کی گہرائی ،تبحر علمی ،تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت اور دین میں کامل بصیرت پائی جاتی ہے۔

حضور مفتی اعظم نیپال نے اپنے زمانے کے جن علمار راسخین ومشائخ کاملین سے فیوض وبرکات حاصل کیا ہے ان میں خاص طور پر قابل ذکر تاجدار اہل سنت ،شہزادہ اعلیٰ

حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان ، بحر العلوم حضرت علامہ سید افضل حسین صاحب مونگیری، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، حضرت علامہ حافظ عبدالرؤف صاب نائب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مولانا کاظم علی بستوی شیخ الحدیث دارالعلوم علیمیہ دامودر پور، حضرت علامہ مولانا قاری محمد ظہیر الدین صاحب اعظمی علیہم الرحمۃ الرضوان سے بہت زیادہ علمی فیضان اور رشد وہدایت اور استقامت فی الدین حاصل فرمایا اور اس قیمتی سرمایہ کو اپنے سینہ بے کینہ میں مثل نگینہ محفوظ رکھا اور اپنے زمانے میں انہیں خصوصیات کی وجہ سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ آپ نے اپنی ذات کو جس رنگ میں رنگ لیا ہے اپنے معتقدین ،متوسلین اور تلامذہ کو بھی اسی رنگ میں رنگنے کی سعی شب و روز کر رہے ہیں۔ اپنوں کی محفل ہو یا غیروں کی بزم، نرغہ اغیار ہو یا دشمنان دین و مذہب کی سازشیں جب بھی کسی نے شریعت مطہرہ کے خلاف زبان کھولا یا مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف بکواس کیا تو اسی وقت اس شیر سنیت کی للکار نے مخالف کا جبڑا چیر دیا اور باطل کا کلیجہ پھاڑ دیا ہے۔ غرض ہر طرح سے آپ نے دین وملت اور مذہب و مسلک کی بے لوث خدمت وحفاظت کی ہے۔

ولادت باسعادت

وسط ملک نیپال کے ایک مشہور ومعروف شہر جنکپور سے چار کلو میٹر دور جنوب مشرق میں سرحد بہار سے قریب معزز مسلمانوں کی ایک بستی ہے جس کا نام لہنہ بھنگاواں شریف ہے۔ دینی دنیوی دونوں لحاظ سے وہاں کے مسلمان نسبۃً معزز ہیں۔ ارباب علم ودانش کا ایک عظیم قافلہ وہاں موجود ہیں۔ زیور علم دین سے آراستہ علمائے کرام وحفاظ عظام کی ایک بڑی جماعت ہے ، وہیں علوم دنیا سے بھر پور ماسٹر ڈاکٹر ، پروفیسر، انجینیر کی کثرت ہے۔ پوری آبادی میں چار مسجدیں ہیں اور ایک قدیم وکبیر مکتب۔ یہ بستی تین محلوں پر مشتمل ہے: (۱) جنوبی (۲) شمالی (۳) دائرہ برکات۔ اس دائرہ میں ایک عظیم الشان مضبوط و مستحکم فلک بوس سہ منزلہ عمارت بنام خانقاہ برکات ، دوسری خوبصورت سہ منزلہ مسجد بنام شاہ

برکات جامع مسجد تیسری وسیع وعریض بنام جامعہ برکات الزھرا۔ یہ تینوں عمارتیں محلہ دائرہ برکات میں واقع ہیں اور جامعہ برکات الزھرا کی ایک منزلہ تیار اور دوسری ابھی زیر تعمیر ہے ۔ان سب کے بانی و مہتمم خود بنفس نفیس وقار ملت، رہبر شریعت و طریقت، واقف اسرار وحقیقت مخدوم گرامی منزلت حضور مفتی اعظم نیپال اور مسند خانقاہ برکات کے سجادہ نشین بھی ہیں۔

اسی لہنہ شریف سے متصل بھنگاواں میں آپ کی ولادت باسعادت ماہ مبارک ۲۸ر صفر المظفر ۱۳۶۲ھ، مطابق ۵ مارچ ۱۹۴۳ء کے عشرۂ اخیرہ نصف شب جمعہ مبارکہ کو رئیس دیار، علما نواز، غربا پرور، اعلیٰ خاندان کے علمی ماحول میں ہوئی۔

نام ونسب

پیدائشی نام محمد جیش ہے لیکن مرشد برحق حضور سید العلماء الحاج سید شاہ آل مصطفیٰ قادری برکاتی سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ مقدسہ وصدر الصدور آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ نور اللہ مرقدہ جیش محمد سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ اور اب یہی نام مشہور ومعروف ہے اور جب پہلی بار ۱۹۹۳ء میں حج وزیارت حرمین شریفین کو تشریف فرما ہوئے تو معلم حج آپ کو محمد جیش محمد فرماتے تھے۔

آپ کا نسب عالی امیر المومنین خلیفۃ المسلمین امام المشاہدین حضرت سیدنا ومولانا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا سے معروف ہے اور اباً وجداً امامت وریاست علاقہ بھر میں طرۂ امتیاز ہے۔

سلسلۂ نسب: جیش محمد ابن الحاج شیخ محمد جاشم علی ابن الحاج شیخ محمد اصغر علی ابن شیخ محمد اکبر علی ابن شیخ محمد دلاور حسین۔

تحصیل علم

بسم اللہ خوانی والد گرامی وعم محترم و معظم مولانا المولوی محمد جمشید علی صدیقی برکاتی لہنوی

قبلہ سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ نے کرائی، پھر حسب معمول بستی کے مکتب میں تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ قرآن شریف ناظرہ، اردو، کچھ ہندی مکتب میں پڑھی۔ عم محترم کے استاذ شفیق مولانا عبدالحفیظ متوطن باسوپٹی علیہ الرحمۃ والرضوان نے حفظ کلام اللہ شریف کا مشورہ دیا ان کا یہ نیک مشورہ سب کو پسند آیا اور حفظ کلام اللہ شروع کرا دیا گیا۔ دس گیارہ پارے آپ نے دولت خانہ کے مکتب میں آناً فاناً حفظ کر لئے۔ پھر علی پٹی پھر اشرف العلوم کنھواں ضلع سیتامڑھی میں داخلہ لیا اور وہیں حفظ کلام اللہ مکمل فرمایا۔ یہ شعبان المعظم تھا مدرسہ میں تعطیل کلاں ہوئی حضرت اپنے وطن تشریف لائے خیال فرمایا کہ ختم تراویح پڑھانی ہے اور اس کی تیاری شروع کر دی۔ عموماً حافظ کو حفظ کلام اللہ شریف ختم کرنے کے فوراً بعد دور سنائے بغیر اسی سال ختم تراویح کی ہمت نہیں ہوتی، مگر حضرت نے برائے تراویح قرآن شریف سے ایک معین مقدار روزانہ یاد کر کے تراویح پڑھانا شروع فرمایا اور الحمدللہ ثم الحمدللہ حضرت شب بست ونہم ۲۹ ر(رمضان) اپنے ہی دولت کدہ کی مسجد میں پہلی بار ختم کلام اللہ فرمایا۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء.

عربی فارسی کی تعلیم

تحصیل علم دین کا یہ دوسرا سفر تھا جو اپنے مادر وطن لہنہ شریف سے شروع ہو کر اسی ادارہ مذکور پر منتہی ہوا۔ ابتدائی فارسی مثلاً فارسی کی پہلی، فارسی کی دوسری، حکایات لطیف، رقعات عالمگیری، حضرت شیخ سعدی شیرازی کی گلستاں، مفتاح القواعد، میزان وہیں مکمل کیا۔ جب بحیثیت معلم مولانا محمد داؤد باڑاوی لہنہ شریف تشریف لائے تو ان کا مشورہ ہوا کہ ان دونوں (حضرت مفتی اعظم نیپال اور حضرت کے چچازاد برادر بزرگ حضرت مولانا محمد زبیر احمد صاحب) کو اہل سنت کے مدرسوں میں پڑھنا چاہیئے۔ ان کی حکیمانہ رائے کے مطابق دونوں بھائی مدرسہ اہل سنت دارالعلوم علیمیہ دامودر پور ضلع مظفر پور بھیج دیئے گئے۔

پھر وہاں سے بریلی شریف کا رخ فرمایا اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کے قائم کردہ مدرسہ منظر اسلام میں داخلہ لیا۔ بریلی شریف کی تعلیم وتربیت بڑے

عروج پر تھی، بڑی تحقیق وتدقیق کے ساتھ تعلیم ہوتی تھی درمیان اسباق فرق باطلہ بالخصوص دیابنہ کی تردید ہوتی تھی۔ مشکوۃ شریف، تفسیر جلالین شریف، ہدایہ اولین، مرقات الفرائض، میبذی وغیرہ وہاں پڑھی اور اسی میں جماعت سادسہ کی تکمیل فرمائی۔ اس زمانہ میں مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان حضرت علامہ ابرہیم جیلانی میاں سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ بریلی شریف منظر اسلام کے مہتمم تھے بحر العلوم حضرت علامہ مولانا مفتی سید افضل حسین صاحب مونگیری، حضرت علامہ مولانا مفتی احسان علی صاحب فیض پوری، حضرت علامہ مولانا مفتی جہانگیر خان علیھم الرحمۃ والرضوان درس وتدریس اور افتاء کے منصب پر فائز تھے۔ یہ حضرات اوقات مدرسہ کے بڑے پابند اور علم وعمل میں سب کے سب یکتائے روزگار اور آسمان علوم کے ماہ ونجوم تھے۔

حضرت مفتی اعظم نیپال اکثر وبیشتر تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ و الرضوان کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اکتساب فیض فرماتے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔ ایام تعلیم میں امام النحو حضرت علامہ مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی، رئیس اڑیسہ مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمٰن، سلطان المناظرین حضرت علامہ مولانا رفاقت حسین صاحب اشرفی، حضرت علامہ قاضی شمس الدین جونپوری، حضرت علامہ مولانا سلیمان صاحب بھاگلپوری وغیرھم بزرگان دین اکابر اہلسنت کی زیارتیں نصیب ہوئیں اور ان کی قیمتی نصیحتیں بھی سننے کے مواقع بفضلہٖ تبارک وتعالیٰ خوب میسر آئے اور پھر اشرفیہ مبارکپور کے فارغین اساتذہ کرام کے مشورہ پر بریلی شریف سے مبارک پور دارالعلوم اشرفیہ تشریف لائے ،جماعت سابعہ، ثامنہ کی تکمیل یہیں فرمائی۔

فراغت: ماہ مبارک شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ کی دسویں تاریخ کو دستار فضیلت کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا یہ جلسہ مبارک پور کی بیچ آبادی غلہ منڈی میں تھا اور اس سال فارغ ہونے والے علماء وحفاظ کی کل تعداد چالیس تھی۔ مگر جب ان کے سروں پر دستار لپیٹنے کا وقت آیا تو حافظ ملت علیہ الرحمہ نے یہ کہتے ہوئے پکارا آپ مقدمۃ الجیش ہیں آپ پہلے آئیں اور اپنے مقدس ہاتھوں سے حافظ ملت اور حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب اشرفی

کچھوچھوی علیہما الرحمۃ والرضوان نے آپ کے سر مبارک پر دستار باندھا، اس کے بعد آپ جلسہ گاہ سے نکل کر مبارکپور کی مسجد میں تشریف لائے اور سجدۂ شکر ادا فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقہ وطفیل نعمت عظمیٰ سے نوازا ہے۔

درس وتدریس

۱۳۸۶ھ میں اپنے استاذ محترم حضرت علامہ مولانا محمد کاظم علی مرحوم کے حکم پر دارالعلوم علیمیہ دامودر پور ضلع مظفر پور میں بحیثیت مدرس مقرر ہوئے اور اس وقت آپ کے زیر تدریس بخاری شریف، مسلم شریف، بیضاوی شریف وغیرہ تھی۔ اور جب تعطیل کلاں کے موقع پر آپ اپنے وطن لہنہ تشریف لائے اور جنکپور والوں کو معلوم ہوا کہ حضرت دولت خانہ پر آچکے ہیں تو ایک عرضی نامہ لکھا گیا اراکین وممبران کے دستخط ومہر ثبت ہوئے، ماسٹر مجیب چتروی جو جنکپور مدرسہ کے مدرس تھے اس عرضی نامہ کو لیکر حضرت کے در دولت پر حاضر ہوئے چونکہ زمانہ تعلیم سے ہی آپ کا ارادہ جنکپور میں ایک مرکزی ادارہ قائم کرنا اور دین کی خدمت کرنا تھا آپ نے انشراح قلب کے ساتھ عرضی نامہ قبول فرمالیا اور اس کی پشت پر ایک منظوری نامہ تحریر فرمادیا۔ وعدہ کے مطابق ۲۳ رشعبان المعظم ۱۳۸۷ھ بروز پنج شنبہ بوقت مغرب جنکپور تشریف لائے۔ سبحان اللہ آپ کی آمد تھی کہ لوگوں کا دل باغ باغ ہوگیا ہر طرف خوشیوں کی لہر دوڑ پڑی، آپ نے بجھتے ہوئے چراغ کو روشن کیا، مردہ دلوں کو زندگی بخشی، مکتب میں جان آگئی، پورے علاقہ میں بہار آگیا۔ مکتب سے مدرسہ بنا، اور مدرسہ سے دارالعلوم۔ دارالعلوم کا پرانا نام اصلاح المسلمین تھا۔ اور یہ ایسا نام تھا جس سے مذہب ومسلک کا امتیاز نہیں ہوتا ہے۔ اور اس دور میں اس پورے علاقہ میں سلفیوں کا سیاہ بادل چھایا ہوا تھا۔ آپ نے دارالعلوم کے آگے "حنفیہ" کا اضافہ فرمایا تاکہ نام سے ہی مذہب کا امتیاز اور سلفیوں کی کاٹ ہو جائے اور بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا۔ اصلاح کے نام پر اضلال المسلمین کرنے والے سلفیوں کا ابر سیاہ چھٹنے لگا۔ اور مذہب حنفیہ ومسلک اعلیٰ حضرت کی تائید میں جب آپ کا نعرۂ شیرانہ گونجنے لگا تو قلب نجدی بھی پارہ پارہ ہونے

لگا۔اور مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگنے لگا،حنفیوں کا بول بالا ہونے لگا اور دور دور تک اجالا پھیلا اور پھیلتا ہی چلا گیا۔پھر آپ نے اس کا نام دارالعلوم حنفیہ رکھا اور رمضان المبارک کے موقع سے شائع ہونے والے پوسٹر کی پیشانی پر حضرت علامہ جامی علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ شعر لکھوا دیا۔

مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل
خاکپائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

پھر بحمدہ تعالیٰ حضور احسن العلماء دامت برکاتہم القدسیہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے ۱۴۰۸ھ میں فتاوی برکات جلد اول پر جو تقریظ تحریر فرمائی اس میں دارالعلوم کی جگہ جامعہ اور حنفیہ کے بعد غوثیہ کا اضافہ فرما دیا کہ مذہب کے ساتھ مشرب کا بھی برملا اعلان ہوتا رہے ۔میرا اپنا ایک شعر ہے ؎

ایک طرف بوحنیفہ ایک طرف ہیں غوث پاک
مذہب و مشرب تیرا اے جامعہ ذیشان ہے

۱۴۰۸ھ کے عظیم الشان دو روزہ اجلاس میں اسی مبارک نام کے ساتھ اعلان ہوا۔
بحمدہ تعالیٰ دارالعلوم کا خورشید تاباں ہمیشہ مدار ترقی پر ہی رہا،مکتب کی حالت ابتر تھی ،کمرہ تھا ہی نہیں،ایک ہال تھا وہ بھی خستہ،شیشی کا چراغ وہ بھی تیل کا منتظر تھا۔ترقی ہوئی لالٹین آئی،پھر ترقی ہوئی لائٹ کا انتظام ہوا پھر ترقی ہوئی بجلی لگی۔جگہ تنگ تھی زمین خریدی گئی اب وسیع وعریض اراضی پر جامعہ کی تین عمارت ایک دو منزلہ اور دوسری،تیسری سہ سہ منزلہ دعوت نظارہ دے رہی ہیں۔اور اب جامعہ کے خوان پر دو سو سے زائد طلبہ کے خورد ونوش کا اہتمام ہے۔بغدادی قاعدہ سے درس دینا شروع کیا تھا اور اب از ابتدا تا دورۂ حدیث کی تعلیم کا باضابطہ انتظام وانصرام ہے اور نو مدرسین اپنے اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی میں شب و روز سرگرم عمل ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

دعوت وتبلیغ

جس طرح تصنیف وتالیف، تعلیم وتعلم سے دین وملت، مذہب وموقف کی اشاعت ہوتی ہے اسی طرح جلسے جلوس سے بھی نشر واشاعت ہوتی ہے اور عوام وخواص کو اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ نیپال میں اسلامی افکار وعقائد کی تبلیغ وتشہیر کے لئے حضور مفتی اعظم نیپال نے تعلیم وتربیت اور خطابت ومناظرہ کے ساتھ جگہ جگہ موقعہ بہ موقعہ ملک میں بڑے چھوٹے پیمانہ پر جلسوں کے انعقاد کا اہتمام فرمایا اور اس امر کی طرف عوام اہل سنت کو بھی برانگیختہ فرمایا تاکہ عوام میں بھی خدمت دین کا جذبہ وجوہر پیدا ہو اور متحد ہو کر علماء کے بیانات بھی سنیں اور مشائخ کی زیارت سے مشرف بھی ہوں اور دینی کاموں میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتے رہیں۔ نیپال کے اس علاقہ میں جلسہ کا تصور مفتی اعظم نیپال کا عطا کردہ ہے۔ اول آپ ہی نے سنیت کی حفاظت وصیانت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وعظمت کی خاطر وقت کے بڑے بڑے علماء ومشائخ کو مدعو کر کے کئی عظیم الشان تاریخی جلسے کرائے اور بفضلہٖ تعالیٰ اس سے بڑا فائدہ ہوا۔ باطل جماعت وہابیت، دیوبندیت، پھلواریت کراہنے لگی اور علاقہ میں ان باطل جماعتوں میں مقابلہ کی سکت نہ رہی اور اس کی موت ہو گئی۔ اسی سعی جمیل اور ترغیب وتحریض کا نتیجہ ہے کہ اب اتنے جلسے اور میلاد کی محفلیں ہونے لگی ہیں کہ اگر کسی کے ہاں بچے کی ولادت ہو تو پروگرام، کسی کی میت ہو تو جلسہ تعزیت، کوئی باہر مثلا دلی، بمبئی اور سعودی عرب، قطر، ملیشیا وغیرہا بیرون ملک بغرض کسب جائے تو خوشی میں میلاد، شادی بیاہ ہو تو میلاد، ختنہ ہو تو میلاد، شعبان، محرم، ربیع الاول، ربیع الآخر، ستائیسویں رجب شریف کے موقعہ پر تو بڑے بڑے علماء ومشائخ کو مدعو کر کے کامیاب جلسہ کرتے ہیں۔

جنکپور کا پہلا تاریخی جلسہ

۱۳۹۴ھ ماہ نور ربیع الاول شریف جامعہ حنفیہ غوثیہ کی جانب سے ۲۰/۲۱/۲۲ر تاریخ

کو ہوا۔ ملک نیپال کا یہ عظیم الشان تاریخی جلسہ بنام جلسۂ سرکار مدینہ ﷺ ہوا۔ جس کی سرپرستی خود بنفس نفیس سیدو مرشدی حضور سید العلماء سند الحکماء سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف صدر الصدور آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمائی اور صدارت جلالت العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی محدث مرآدآبادی نے اور سارا اہتمام مخدوم ذی وقار قائد ملت مفتی اعظم نیپال شیخ الحدیث الجامعۃ الحنفیۃ الغوثیہ دامت برکاتہم القدسیہ کا تھا۔ سیکڑوں علماء، خطباء، شعراء اور لاکھوں کی تعداد میں سامعین نے شرکت فرمائی۔ علاوہ ازیں ملک نیپال کے بڑے بڑے دانشور اور سیاست داں بھی حاضر تھے۔ یہ تاریخی سہ روزہ عظیم الشان جلسہ انتہائی خیر وخوبی، تزک واحتشام کے ساتھ صلاۃ وسلام پر اختتام پذیر ہوا۔ کثیر تعداد میں خانقاہ پھلواری کے مریدین پھلواری کی ارادت سے دست بردار ہوکر سیدی سرکار مارہرہ حضور سید العلماء رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے دست حق پرست پر پھلواری کی ناپاک بیعت سے بیزار ہوکر تائب ہوئے اور خوشی دل سے سرکار مارہرہ کے غلاموں، کنیزوں میں اپنا اپنا نام لکھوا کر موجودہ خانقاہ پھلواری کی بیعت سے ہمیشہ کے لئے الگ ہوگئے۔ سرکار مارہرہ نے لہنہ شریف کے بچے، بوڑھے، جوان، مرد وعورت سب کو اپنی بیعت میں قبول فرمالیا۔

جلسہ کے بعد

ملک نیپال کی راجدھانی کاٹھمنڈو کی سنی کشمیری مسجد کے کارکنوں کے درمیان اختلاف رونما ہوا اور یہ اختلاف شدت اختیار کرگیا دیگر امور میں اختلاف کے ساتھ امامت میں بھی اختلاف برپا ہوا کہ امام کون ہو یہ نہ ہو وہ نہ ہو۔ اراکین کو ایک عالم باعمل، متبع شریعت جامع الصفات صاحب تقویٰ وطہارت امام کی تلاش تھی۔ ملک کی طول وعرض میں نگاہ دوڑائی گئی مگر مذکورہ صفات کے حامل کو پانے سے نگاہ عاجز رہی۔ اس وقت اگر سب سے بڑھ کر تقویٰ وطہارت، دیانت ودینداری، شریعت وطریقت، عزت وعظمت، رفعت و کمال، شرافت ونجابت، شوکت وطمطراقیت، اور علمی جاہ وجلال کے حامل تھے تو وہ حضور مفتی

اعظم کی ذات بابرکات تھی۔ مگر اس وقت آپ ایک مکتب کے مدرس تھے اس کا سارا نظم ونسق انتظام وانصرام آپ ہی کے ہاتھ میں تھا۔ جب کاٹھمنڈو کے چند سرخیل افراد واشخاص مثلاً ڈاکٹر محسن، الحاج سید معین شاہ، الحاج سید مخدوم شاہ، الحاج سید فیروز شاہ وغیرہم نے فریقین کو مشورہ دیا کہ شاہی جامع مسجد سنی کشمیری تکیہ کے لئے مناسب اور مذکورہ صفات کے حامل مفتی اعظم نیپال کی ذات گرامی ہے، سب لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ آپ ہی کو بلایا جائے۔ چنانچہ شاہی جامعہ مسجد کشمیری تکیہ ذمہ داران اور کارکنان دس افراد پر مشتمل ایک وفد کی شکل میں آپ کو لینے کی غرض سے جامعہ حاضر ہوئے، آپ کی بارگاہ میں عرض گذار ہوئے کہ آپ کو کاٹھمنڈو کشمیری جامع مسجد کی امامت کے لئے چلنا ہے اور وہاں کا معاملہ حل کرنا ہے آپ سے سب لوگ راضی ہیں۔ حضرت کا مقصد ایک مرکزی ادارہ قائم کرنا تھا جہاں سے مسلمانوں کی رشد وہدایت اور طالبان علوم نبویہ کو علوم شریعت کے جام سے سیراب کیا جاسکے اس لئے وہاں جانے کے لئے نذرانے یا اپنی ذاتی سہولیات کی فرمائش کی بجائے صرف یہ شرط رکھی کہ ہم اس شرط پر جاسکتے ہیں کہ آپ لوگ وہاں ایک مدرسہ چلائیں۔ ان لوگوں نے کہا ہم آپ کی اس دینی شرط سے متفق ہیں لہذا آپ چلیں اور مدرسہ چلائیں ہم اس میں آپ کا بھرپور ساتھ دیں گے اور فی الحال دس طلبہ کو ساتھ لے لیں، ان طلبہ کے قیام وطعام کا انتظام وانصرام ہمارے ذمہ ہوگا۔ لیکن حضرت نے بروقت پانچ ہی طلبہ کو بلایا جن میں ایک راقم السطور احمد حسین برکاتی بھی تھا۔ الحمدللہ علیٰ ذلک وہاں پہنچنے پر ان لوگوں نے وعدہ کے مطابق ان طلبہ کے خورد ونوش، قیام وطعام کا انتظام تو کیا مگر ایک سال تک حضرت کی کوشش کے باوجود ادارہ کا قیام عمل میں نہ آسکا اور ادھر رمضان شریف کا مبارک مہینہ اپنی جلوہ سامانیوں اور تجلیات وبرکات کے ساتھ جلوہ بار ہوگیا۔ ختم تراویح حضرت نے پڑھائی۔

عید کے موقعہ سے چاند کے سلسلے میں دو گروہ ہو گئے ایک ریڈیو کی خبر پر عید کرنے والا، دوسرا چاند کے شرعی ثبوت پر۔ بفضلہٖ تعالیٰ حضرت کا عمل ثبوت شرعی پر رہا، مگر وہاں رویہ سے دل برداشتہ ہو گئے، ادھر دارالعلوم حنفیہ جنکپور کی حالت آپ کے نہ ہونے کے سبب

ابتر اور تباہ ہوگئی بل نہ ادا کرنے کی وجہ سے۔ بجلی کی لائن کٹ گئی، مدرسین کی تنخواہیں رک گئیں، تعلیم خراب ہوگئی، طلبہ نہ رہے۔ اب دارالعلوم دوبارہ اپنے اس قدیم قائد کی قیادت کا سخت محتاج ہوگیا راجہ بریندر کی تاجپوشی کے موقعہ پر ۱۳۹۴ھ ماہ ذیقعدہ کے اخیر میں چند ذمہ دار حضرات کاٹھمانڈو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر درخواست پیش کی اور دلی احساسات وخیالات کا اظہار کیا۔ اصرار کے ساتھ دوبارہ دارالعلوم حنفیہ جنکپور آنے پر آپ کو مجبور کردیا۔ کاٹھمانڈو جس شرط پر آپ آئے تھے اب تک اس کی تکمیل کی کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے مگر پھر بھی آپ ساتھ آئے ہوئے پانچ طلبہ کی تعلیم وتربیت کے ساتھ اس امید پر تھے اور کوشش بھی کررہے تھے کہ یہاں ادارہ قائم کیا جائے۔ اگر اس دوران اہل جنکپور حاضر خدمت ہوکر وہاں کے مدرسہ کی بدحالی اور خستہ حالی کی اطلاع وشکوہ نہ کرتے تو حتمی طور پر ان شاء اللہ یہاں دین کا ایک عظیم قلعہ تعمیر ہوجاتا۔ مگر اس وقت فقط آپ کی نظر میں اس اجڑتے چمن کو دوبارہ بسانے، اسے رونق وبہا کی وہی چادر عطا کرنی تھی جو کبھی اس کے سر پر تنی ہوئی تھی۔ ازیں مقصد آپ نے ان حضرات کی درخواست قبول فرمالی اور دارالعلوم تشریف لے آئے اور کاٹھمانڈو رہ کر جن منصوبوں کا خاکہ ذہنی طور پر تیار کیا تھا انہیں دارالعلوم حنفیہ میں ہی رہ کر انجام تک پہنچانے کی ٹھان لی اور الحمد للہ دنیا والے سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو کارہائے نمایاں آپ نے انجام دیا۔ اور ان حضرات کی درخواست قبول فرماکر پھر سے آپ جنکپور آگئے کیونکہ یہاں آنا ہی تھا اور کیوں نہیں آتے کہ شہر جنکپور سے جو سنیت کا کام ہوسکتا تھا وہاں سے نہیں اور آپ کی دیرینہ آرزو بھی یہی تھی۔

القاب وآداب

فاتح نیپال، شیر نیپال، نقیب اہل سنت، شیر سنیت، شیر ملت، شیر حق، شیر رضا، مفتی اعظم نیپال، قاضی اعلیٰ نیپال وغیرہ یہ وہ القاب وخطاب ہیں جن سے مختلف مواقع پر اعاظم علمائے کرام، مشائخ عظام نے یاد فرمایا اور انہیں خطاب والقاب سے آج کے علماء ومشائخ یاد فرماتے ہیں۔ یہ آپ کی مقبولیت کی روشن دلیل ہے۔ جن حضرات نے مذکورہ خطاب سے نوازا اور یاد

فرمایا ہے ان میں آپ کے مشائخ بھی ہیں جنھوں نے مختلف سلاسل کی اجازت عطا کی ہے اور آپ کے وہ اساتذہ بھی ہیں جن کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ تہ کیا اور خوب جی بھر کر ان کے میخانہ علم وعرفان سے علمی وروحانی جام ومینا حاصل کئے اور آپ کے ہم عصر علماء بھی ہیں جنھوں نے اپنی نگاہوں سے آپ کی عظمت ورفعت، قدر ومنزلت، پذیرائی اور دینی ملی خدمات کو دیکھا اور جن القاب کے آپ مستحق تھے یقیناً ان حضرات نے آپ کو انہیں سے یاد فرمایا اور تاہنوز یاد فرماتے ہیں۔

باسوپٹی کا مناظرہ

باسوپٹی صوبہ بہار ضلع مدھوبنی میں ایک مشہور ومعروف جگہ ہے یہاں ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ میں ایک شخص کے دروازہ پر میلاد شریف کی محفل تھی اس میں حضرت مدعو تھے اسی دور میں ایک کتابچہ میلاد وقیام کے خلاف چھپا تھا۔ اس کا مصنف احمد یہ سلفیہ دربھنگہ کا ایک وہابی مولوی تھا۔ اسی کتابچہ کی تردید میں حضرت بیان فرمارہے تھے اور قیام بر صلاۃ وسلام کے جواز ومستحسن ہونے پر دلائل وبراہین کے ہیرے جواہرات نچھاور فرمارہے تھے۔ ایک وہابی مولوی جو اس مجلس میں حاضر تھا حضرت کے بیان سے بڑا دکھی ہوا۔ اول فول بکتا ہوا مجلس سے بھاگا اور مناظرہ کا چیلنج دیا۔ حضرت نے اس کا چیلنج منظور فرمالیا اور کہا گیا کہ ابھی مناظرہ ہو فرار کی گلی نہ تلاشو۔ اس وہابی مولوی نے کہا ابھی نہیں ایک ہفتہ بعد۔ تاریخ مقرر ہوئی پورے علاقہ میں مناظرہ کی خبر بجلی کی طرح پھیل گئی۔ علماء کو دعوت دی گئی خوش نصیب زندہ دل جوانان اہل سنت باسوپٹی بازار نے مناظرہ کا انتظام وانصرام کیا۔ مناظرہ گاہ بنا اور وقت مقررہ پر مناظرہ دیکھنے کے لئے عوام وخواص، مرد وعورت ٹوٹ پڑے۔ دیکھتے ہی دیکھتے مناظرہ گاہ دور ونزدیک سے آئے ہوئے حاضرین سے کھچا کھچ بھر گیا۔ مسلمانان باسوپٹی نے بھی اپنی پوری بیداری ودینداری کا ثبوت پیش کیا۔ بڑی لگن اور جوش وجذبے کے ساتھ جی جان سے لگے ہوئے تھے اور مناظرہ کو کامیاب بنانے میں تن من دھن صرف کررہے تھے۔ اتفاقاً تاریخ مناظرہ سے ایک روز قبل شدید بارش ہوئی اور سردی بڑھ گئی

لیکن وہاں کے باہمت مسلمانان اہل سنت کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا بلکہ ان کا جوش وخروش بڑھتا ہی چلا گیا۔ مدعو غیر مدعو علمار اہل سنت کا ایک عظیم قافلہ حضرت مفتی اعظم نیپال کی ایک آواز پر اتر پڑے، جوں جوں مناظرہ کا وقت قریب ہورہا تھا سننے اور دیکھنے والوں کی بیقراری بڑھ رہی تھی اور لوگ بے تاب ہورہے تھے۔ بحیثیت مناظر خود مخدوم گرامی، مفتی اعظم نیپال، حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی دام ظلہم العالی والنورانی تھے اور حق وباطل کے اس تصادم میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں اہل سنت کو فتح مبیں عطا فرمائی جس سے مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت وصداقت آفتاب عالم تاب سے بھی زیادہ ہر خاص وعام پر واضح ہوگئی اور بیشتر وہ حضرات جو وہابیوں کے فریب میں آکر بدمذہبی کے شکار ہوگئے تھے دل سے سچی توبہ کرکے اہل سنت کے ساتھ ہوگئے اور ان لوگوں سے اپنا سارا رشتہ ناتہ منقطع کرلیا اور اپنی بیٹیوں، بہنوں کو وہابیوں سے واپس لیا۔ اس طرح سے کئی ایک مناظرے بدمذہبوں سے آپ نے کئے ہیں جن میں الحمد للہ اہل سنت وجماعت کو سرخروئی حاصل ہوئی۔

اساتذۂ کرام

(۱) جلالۃ العلم حضور حافظ ملت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ بانی جامعہ اشرفیہ (مبارکپور)

(۲) حضرت علامہ مولانا حافظ عبد الرؤف علیہ الرحمہ بلیاوی جامعہ اشرفیہ (مبارکپور)

(۳) بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان مصباحی اعظمی علیہ الرحمہ (مبارکپور)

(۴) حضرت علامہ سید حامد اشرف کچھوچھوی، (مبارکپور)

(۵) بحر العلوم حضرت علامہ مفتی سید افضل حسین مونگیری

(۶) حضرت علامہ مولانا مفتی جہاں گیر خاں دار العلوم منظر اسلام (بریلی شریف)

(۷) حضرت علامہ مولانا محمد عبد اللہ خاں عزیزی مصباحی (بستوی) نائب شیخ الحدیث دار العلوم علیمیہ دامودر پور مظفر پور بہار

(۸) جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ سید محمد عارف رضوی دام ظلہ العالی (نانپارہ)

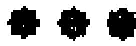
(۹) حضرت علامہ مولانا محمد کاظم علی خاں بستوی قدست اسرارہم العالیہ (بریلی شریف)

(۱۰) شفیق ملت حضرت علامہ محمد شفیق اعظمی قدس سرہ العزیز (گھوسی)

(۱۱) عم محترم حضرت مولانا محمد جمشید صدیقی علیہ الرحمۃ لوہنہ شریف (نیپال)

تلامذہ: آپ کی تدریس کا دائرہ تقریباً نصف صدی پر محیط ہے۔ آپ کے میکدہ علم وحکمت سے سیراب وسرشار ہونے والوں کی تعداد بے شمار ہے۔ جو دنیا کے مختلف مقامات پر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی درس گاہ کا فیض ایسا وسیع اور جامع ہے کہ آپ کے تلامذہ درس وتدریس، تالیف وتصنیف، فقہ وافتا، صحافت وخطابت، اصلاح وتبلیغ اور تنظیم وتعمیر کے مختلف میدانوں میں سرگرم عمل ہیں۔

(ماخوذ از: مفتی اعظم نیپال۔ گوشۂ حیات وخدمات)



محدث اعظم نیپال اور فقہ و افتا

مُبَسمِلاً وَّ حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا وَّ مُسَلِّمًا دَائِمًا اَبَدًا

تاج الاسلام والمسلمین، استاذ الاساتذہ، فقیہ النفس مفتی اعظم و محدث اعظم نیپال، پیر طریقت، رہبر شریعت استاذ مکرم، مرشد معظم حضور شیر نیپال حضرت علامہ الشاہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ ان حق گو حق ہیں، مخلصین علماء دین اور فقہاء شرع متین میں سے ہیں جن کی زیارت و صحبت بعبادت اور ان کی مجلس علمی میں بیٹھنا بھی عبادت ۔ملک نیپال میں آپ جیسا کوئی عالم و فقیہ نہیں اور نہ کوئی علم و فضل، تصلب فی الدین، استقامت علی الحق اور تقویٰ و طہارت میں آپ کا نظیر و مساوی۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ۔مفتی اعظم نیپال گلشن اسلام کا نخل سدا بہار ہیں، قصر معرفت کا اونچا مینار ہیں، کاروان اہل سنت کا سپہ سالار ہیں، علمائے نیپال کے سردار ہیں، منافقوں کے لئے خنجر دھاردار ہیں، دوستوں کے لئے بہتر رفیق و یار ہیں۔ دین و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت و تبلیغ میں جو مثالی کارنامے آپ نے انجام دیئے ہیں وہ کسی ذی فہم سے مخفی نہیں، بلکہ یوں کہا جائے کہ ملک نیپال میں جو آج سنیت برقرار ہے وہ آپ ہی کی کدو کاوش، شب و روز کے جہد مسلسل اور عمل پیہم کا نتیجہ ہے جس کا اظہار و اعتراف ملک و بیرون ملک کے اکابر علماء و مشائخ نے کیا ہے۔ فقہ و حدیث، شریعت و طریقت اور زہد و اتقا میں آپ ایسا تلاطم خیز سمندر ہیں جس کا کوئی ساحل نہیں، عظمت و رفعت، شرف و بزرگی کا ایسا فلک بوس منارہ کہ جس کی پیائش ماوشما کے مقدور سے بیروں اور وہم و گمان سے فزوں تر ہے۔ آپ کی دینی، ملی خدمات و کارناموں اور علمی شخصیت و عظمت کا اعتراف و اظہار آپ کے اساتذ اور ہندو نیپال کی خانقاہوں اور علمی و روحانی مراکز کے اکابر علماء و مشائخ نے بھی کیا ہے اور بصمیم قلب آپ کو دعائیں دی ہیں۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا ”مولانا جیش محمد

صدیقی ایک قابل عالم دین ہیں، ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں" ،حضور نظمی میاں مارہروی علیہ الرحمہ نے فرمایا "میں آپ سب حضرات کو گواہ بنا کر آج اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ حضور جیش محمد صدیقی صاحب شیر نیپال کی مخالفت کرنے والا ہم برکاتیوں کا مخالف ہے، آپ کا پسینہ جہاں گرے گا میرا خون وہاں گرے گا" وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشیں حضور مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم القدسیہ بریلی شریف نے فرمایا "محمد کا لشکر ہیں، محمد رسول اللہ کے دین کے سپاہی نہیں بلکہ دین کے لشکر ہیں، آج جوان کے جھنڈے کے نیچے رہے گا کل وہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے کے نیچے رہے گا" اور نبیرۂ اعلیٰ حضرت شمس فلک شریعت و طریقت حضور جمال ملت علامہ جمال رضا خاں صاحب قبلہ بریلی شریف نے فرمایا "میں اعلیٰ حضرت کی جوتیوں کو بوسہ دے کر کہتا ہوں، مفتی اعظم کی جوتیوں کو بوسہ دیکر کہتا ہوں کہ ہمارے بریلی کے علماء اور مشائخ کی نیابت کا حق اگر ادا کر رہا ہے کوئی نیپال کی سرزمین پر تو وہ شیر نیپال کی ذات ہے"

آپ کے انہیں خدمات و کارنامے اور علمی جلالت و زہد و ورع کو دیکھ کر حضور سید العلماء اور حضور احسن العلماء علیہما الرحمہ مارہرہ مطہرہ اور دوسری خانقاہوں کے سجادگان باصفا نے خلافت و اجازت سے نوازا اور آپ کے دینی، ملی و قومی کارناموں کو سراہا۔ آپ فقہ و افتا کے رموز و اسرار سے نہ واقف بلکہ ہر وقت اس کی باریکیاں آپ کی نگاہوں کے سامنے عیاں رہتی ہیں اور حکم شرع موضح و منقح ہونے کے بعد ہی کوئی فتویٰ آپ کے قلم حق رقم سے معرض وجود میں آتا ہے۔

افتا اور اصول افتا

افتا کا لغوی معنیٰ ہے جواب دینا۔ اصطلاح شرع میں افتا نام ہے حکم شرعی اور فیصلہ شرعی بیان کرنے کا۔ ردالمحتار میں ہے: الافتاء فانه افاده الحكم الشرعي۔ یعنی حکم و فیصلہ شرعی بیان کرنے کا نام افتا ہے۔ التعریفات للسید الشریف الجرجانی ص ۲۶ میں ہے: الافتاء بيان حكم المسئلة یعنی مسئلہ بیان کرنے کو افتا کہتے ہیں۔

مفتی: جو حکم شرع بیان کردے اسے مفتی کہتے ہیں اور اسے ہی فقیہ کہتے ہیں۔ المنجد ص ۹۸ پر ہے: المفتی الفقیه الذی یعطی الفتویٰ و یجیب عما القی علیه من مسائل المتعلقة بالشریعة ۔ یعنی مفتی ایسے فقیہ کو کہتے ہیں جو شریعت سے متعلق پیش کیے گئے مسائل کا جواب دے اور حکم شرع بیان کردے۔ علامہ زمخشری نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے: الفقیه العالم الذی یشق الاحکام عن حقائقها ۔ یعنی فقیہ وہ عالم دین ہے جو احکام شریعت کی حقیقت کھولتا ہے اور ان حقائق کی تفتیش کرتا ہے۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ نے مفتی کی تعرف ان الفاظ میں کی ہے: المفتی هو المجتهد فان غیر المجتهد لمن یحفظ اقوال المجتهد فلیس بمفت والواجب علیه اذا سئل ان یذکر قول المجتهد کالامام علیٰ وجه الحکایة فعرف ان مایکون فی زماننا من فتویٰ الموجود ین لیس بفتویٰ بل هو نقل کلام المفتی لیاخذ به المستفتی ۔ یعنی مفتی وہ ہوتا ہے جو مجتہد ہوتا ہے، جو مجتہد نہ صرف کسی مجتہد کے اقوال کو یاد رکھتا ہو وہ مفتی نہیں ہوتا۔ ایسے شخص پہ لازم ہے کہ جب اس سے کچھ دریافت کیا جائے تو کسی مجتہد مثلاً امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بطور حکایت نقل کردے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے اصحاب فقہ کے فتاوے دراصل فتویٰ نہیں ہوتے بلکہ وہ کسی حقیقی مفتی کے اقوال کی نقل ہوتے ہیں۔ تاکہ سائل اس کی روشنی میں حکم شرع معلوم کرسکے۔ عمدۃ الرعایہ میں فقیہ کی تعریف بایں الفاظ ہے: من له ملکة الاستنباط من الدلیل ۔ فقیہ وہ عالم ہوتا ہے جس کے اندر دلائل سے مسائل کے استنباط کا ملکہ ہو۔

اہل علم وبصیرت جانتے ہیں کہ فتویٰ نویسی کا فن کس قدر دشوار ہے، کثیر المطالعہ اور علوم اسلامیہ میں محض کمال ومہارت کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے مفتی ماہر کی صحبت ورہنمائی، مزاولت وممارست، باریک بینی، متانت کے ساتھ غور وفکر، دقت نظر، اصول وقواعد حنفیہ میں بالغ نظری، فقہی جزئیات کی فہم وفراست اور بھی دوسرے شرائط وآداب سے متصف ہونا ضروری ہوتا ہے، تب جاکر کوئی اس عہدہ ومنصب کا اہل ہوسکتا ہے۔ جس طرح طبیب حاذق کی مدتہائے دراز کے بغیر کوئی طبابت کا اہل ولائق نہیں ہوسکتا اسی طرح محض کتب فقہ

مطالعہ کر کے درس وتدریس میں مہارت کا لوہا منوا کر بغیر کسی مفتی ماہر کی خدمات وصحبت اختیار کیے مفتی نہیں ہو سکتا۔ منصب افتا پر فائز ہونے سے پہلے ضروری ہے کہ اسے آداب افتا، اور مصطلحات فقہ واصول فقہ کی کامل معرفت ہو۔ طبقات مجتہدین واصحاب ترجیح کا علم اور عرف، تعامل، حاجت، ضرورت، احوال ناس، اقتضاء حال وغیر ہا امور سے آشنائی ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: آج کل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازے میں داخل نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۶۵) اور فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۳۱ پر فرماتے ہیں: علم الفتویٰ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ مدتہا طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔ شارح بخاری، فقیہ اعظم ہند علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فتویٰ دینا ساری دینی خدمات میں سب سے اہم، سب سے مشکل اور سب سے پیچیدہ کام ہے اور ایسا کام جس کی کوئی انتہا نہیں۔ فقہائے کرام نے اگرچہ ہم پر احسان فرماتے ہوئے لاکھوں جزئیات کی تصریح فرمادی پھر بھی حوادث محدود نہیں۔ آئے دن سیکڑوں واقعات ایسے ہوتے رہتے ہیں کہ جن کے بارے میں کوئی جزئیہ کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ ایک فقیہ اپنی بالغ نظری، نکتہ سنجی، دقیقہ بینی کی بدولت تائید ایزدی سے صحیح حکم اخذ کر لیتا ہے۔ مگر یہ کام کتنا مشکل ہے اسے بتایا نہیں جا سکتا، جس کے سر پڑتی ہے وہی جانتا ہے۔ (انوار مفتی اعظم ص ۲۵۲)

بہار شریعت حصہ ۱۲ ص ۷۰۱ پر ہے: ”مفتی کو بیدار مغز ہوشیار ہونا چاہیے، غفلت برتنا اس کے لئے درست نہیں کیونکہ اس زمانے میں اکثر حیلہ سازی اور ترکیبوں سے واقعات کی صورت بدل کر فتویٰ حاصل کر لیتے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں مفتی نے مجھے فتویٰ دے دیا ہے، محض فتویٰ ہاتھ میں ہونا ہی اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں، بلکہ مخالف پر اس کی وجہ سے غالب آجاتے ہیں، اس کو کون دیکھے کہ واقعہ کیا تھا، اور اس نے سوال میں کیا ظاہر کیا“

اسی میں اسی صفحہ پر ہے: ”مفتی پر یہ بھی لازم ہے کہ سائل سے واقعہ کی تحقیق کرلے، اپنی طرف سے شقوق نکال کر سائل کے سامنے بیان نہ کرے، مثلاً یہ صورت ہے تو یہ حکم ہے اور یہ ہے تو یہ حکم ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو صورت سائل کے موافق ہوتی ہے اسے اختیار

کر لیتا ہے اور گواہوں سے ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو گواہ بھی بنالیتا ہے"

فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرے

مفتی پر یہ بھی لازم ہے کہ کسی سوال کا جواب بتجیل وعجلت نہ دے کہ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس کے پاس علم کم ہوتا ہے وہ فتویٰ دینے میں جلدی کرتا ہے اور جو پرہیزگار ہوتا ہے وہ اپنے آپ سے فتویٰ کو بہت زیادہ دور کرنے والا ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم اول) اور نہ ہر اس استفتار کا جواب دینا ضروری سمجھے جس سے کسی کی ہتک وضرر کا گمان بھی ہو۔

ہر سوال کا جواب دینا ضروری نہیں

مفتی پر ضروری نہیں کہ ہر مسئلہ کا جواب دے خصوصاً اس وقت کہ جب اس کے سوا جواب دینے کے لئے دوسرے لوگ بھی ہوں، اسی میں احتیاط ہے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر کسی مسئلہ کے جواب دینے میں ایک برس تک رکے رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ خطا کرنا سمجھنے کے بعد بہتر ہے اس سے کہ بے سمجھے بوجھے ٹھیک کہے۔ اس سلسلے میں دوسرے اجلہ فقہاء ومشائخ کے ارشادات ملاحظہ کریں:

(۱) امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: علماء آخرت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرے بلکہ توقف کرے اور چھٹکارا حاصل کرنے کا راستہ تلاش کرے۔ (احیاء العلوم ج۱ ص ۶۹)

(۲) وقال ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الذی یفتی الناس فی کل یستفتونہ لمجنون (احیاء العلوم ج۱ ص ۶۹، تنبیہ المغترین ص ۲۸)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کے ہر استفتا کا فتویٰ دیتا ہے وہ مجنون ہے۔

(۳) قال ابراهيم بن ادهم رحمه الله ليس شئ اشد على الشيطان من عالم يتكلم بعلم ويسكت بعلم (ایضاً)

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس عالم سے بڑھ کر شیطان پر

کوئی بھی سخت نہیں جو بعض علم بیان کرتا ہے اور بعض کے بارے میں خاموشی اختیار کرتا ہے۔

(٤) قال ابو حفص النیسابوری العالم ھو الذی یخاف عند السوال ان یقال له یوم القیمة من این اجبت (ایضا)

حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم وہ ہے جسے سوال کے وقت اس بات کا ڈر ہو کہ قیامت کے دن اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کہاں سے جواب دیا؟

(٥) کان ابراھیم التیمی اذا سئل عن مسئلة یبکی ویقول لم تجدو ا غیر ی حتیٰ احتجتم الی۔ (ایضا)

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ رو پڑتے اور فرماتے کیا میرے سوا کوئی نہیں ملا کہ تمہیں میری ضرورت پڑ گئی؟

(٦) کان ابن عمر رضی اللہ عنهما یسئل عن عشر مسائل فیجیب عن واحدة ویسکت عن تسع (ایضا)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دس مسائل پوچھے جاتے تو آپ ایک مسئلہ کا جواب دیتے اور نو کے بارے میں خاموش رہتے۔

(٧) وکان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنه یقول من افتیٰ الناس فی المشکلات من غیر تربص ولا تامل فقد عرض نفسه لدخول النار۔ (تنبیه المغترین، ص ٢٨)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جو مشکلات میں غور و فکر کئے بغیر لوگوں کو فتویٰ دیتا ہے اس نے اپنے آپ کو جہنم میں داخلے کے لئے پیش کر دیا۔

فقہ و افتا کی نزاکت

علامہ ملک الظفر سہسرامی صاحب تحریر فرماتے ہیں: فقہ و افتا کا تعلق چونکہ انسانی زندگی کے پھیلے ہوئے تمام شعبوں سے ہے خواہ وہ سیاسیات کا مسئلہ ہو یا معاشیات کا، عمرانیات کا مسئلہ ہو یا اقتصادیات کا، امارت و قوانین کا مسئلہ ہو یا عبادت معاملات کا، فقہ اپنی جامعیت

اور دائرۂ کار کے اعتبار سے حیات کی بے کراں وسعتوں سے ہم کنار اور تہذیب وتمدن کے سارے گوشوں پر حاوی ہے۔ لہٰذا مفتی کی نازک ذمہ داریاں علم وفکر کی بے کراں وسعتوں کا مطالبہ کرتی ہیں۔ پھر سائنسی اکتشافات اور عصری ایجادات کے پھیلتے ہوئے منظر نامے پر نظر رکھی جائے تو مفتی کی منصبی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہوا ہے، لہٰذا ایک مفتی کے لئے جہاں یہ ضروری ہے کہ وہ فقہ اسلامی کے بنیادی مصادر پہ گہری نظر رکھتا ہو، کتاب وسنت اور اس ضمن میں علم تفسیر واصول حدیث وغیرہ علوم وفنون پہ اسے دسترس ہو، راجح اور مرجوح اقوال کا علم ہو، فقہائے کرام کے فقہی مقام ومراتب سے آگاہ ہو، جزئیات پہ گہری نظر ہو، فقہ کی معتبر ومستند کتابوں کا عمیق مطالعہ ہو، افتا کے اصول وآداب جو علمائے متقدمین ومتاخرین نے تحریر فرمائے ہیں ان کا نہ صرف یہ کہ علم ہو بلکہ فتویٰ نویسی کی راہ میں وہ ان سے ہدایت وراہنمائی کا کام بھی لے، وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حالات زمانہ سے بے خبر نہ ہو، نت نئی ایجادات اور سائنسی اکتشافات کی بھی اسے معلومات ہو، کیونکہ بسا اوقات حالات سے بے خبری بڑے فساد کا سبب بن کر سامنے آتی ہے۔ مشہور مقولہ ہے: من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل۔ جو حالات زمانہ سے بے خبر ہو وہ نادان ہے، علامہ شامی نے بھی حالات زمانہ اور عصری آگہی پر اظہار خیال فرماتے ہوئے لکھا ہے: التحقیق ان المفتی فی الوقائع لا بدلہ من ضرب اجتھاد و معرفۃ باحوال الناس۔ (ردالمحتار ج۲ ص۳۲۱) یعنی نو پید مسائل کو حل کرنے کے لے مفتی کو ایک طرح کے اجتہاد سے متصف اور لوگوں کے حالات سے باخبری ضروری ہے۔ (ماہنامہ جام نور جولائی ۲۰۰۶، ص ۲۴۔۲۵)

شرائط افتا اور اس کے آداب

وہ شرائط وضوابط، اصول واحکام جو ایک مفتی کیلئے حرز جاں ہونے چاہئے اور جن خوبیوں واوصاف سے فتاویٰ کا آراستہ ہونا ضروری ہے وہ درج ذیل سطور میں رقم کیے جاتے ہیں۔ تاکہ اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ سکیں کہ فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی جیش محمد صاحب قبلہ صدیقی برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ کی فقہ واصول افتا میں مہارت ولیاقت کا اندازہ کرسکیں۔

(۱) فتویٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہی دے۔
(۲) طبقات فقہاء مجتہدین سے آگاہی رکھتا ہو۔
(۳) جب کسی حادثہ میں اول طبقہ کے لوگوں میں سے کسی کے قول سے حادثہ کا جواب معلوم نہ ہو اور اس میں مشائخ ومتاخرین کا کوئی قول ملے تو اس پر عمل کرے۔ اگر اس میں متاخرین فقہاء کا اختلاف ہو تو اکابر فقہاء کے قول پر دیدے جو اکابر مشاہیر کے معتمد علیہ ہوں۔
(۴) مفتی پر یہ بھی ضروری ہے کہ جس کے قول کے موافق فتویٰ دے اس کا حال خوب اچھی طرح معلوم ہو۔
(۵) اپنے فائدہ وغرض یا کسی کی بے جا حمایت میں اقوال مجورہ سے فتویٰ نہ دے۔
(۶) فتویٰ نقل کرتے وقت کتب معتبرہ کی طرف رجوع کرے۔
(۷) اپنے موقف کی تائید میں کتاب وسنت واجماع امت سے استدلال کرے۔
(۸) فتویٰ فقہی جزئیات سے آراستہ کرنے کا التزام کرے۔
(۹) نو پید مسائل کے احکام کی تخریج اوران پر جزئیات کا انطباق میں مہارت ہو۔
(۱۰) اطلاق وتقیید، ناسخ ومنسوخ کی تعیین وتشریح، صریح ومجمل کے مفہوم اور دوسرے ضروری فقہی اصول وقواعد سے واقفیت ہو۔
(۱۱) سائل کے سوال کو اچھی طرح سمجھنا پھر متانت وسنجیدگی، فکر وتدبر کے ساتھ کتب معتبرہ متداولہ کی روشنی میں جواب تحریر کرنا۔
(۱۲) مغلق وپیچیدہ سوالوں کے ہر مخفی گوشوں کی تنقیح وتوضیح۔
(۱۳) جواب دینے میں عجلت سے احتراز۔
(۱۴) جن مسائل کا حکم معلوم نہ ہو اس میں توقف یا اپنی لاعلمی کا اظہار۔
(۱۵) بے تحقیق محض رجماً بالغیب موشگافیاں نہ کرے۔
(۱۶) عرف وتعامل، حالات زمانہ، بلاد واشخاص اور عادات سے آگاہی۔
(۱۷) خلاف شرع فتویٰ سے رجوع کرنے میں عار محسوس نہ کرے۔

(۱۸) استفتار کے جواب دینے میں اختصار و جامعیت ملحوظ ہو۔

(۱۹) جواب ایسا ہو کہ سائل پر حکم شرع بالکل واضح و واشگاف ہو جائے۔ اور الفاظ کے پیچ و تاب میں ہچکولے کھانے والا نہ ہو۔

(۲۰) علماء و مشائخ سے متعلق کیے گئے سوالوں کے جواب میں حقیقت حال سے واقفیت اور واقعہ کی خوب تحقیق و تفتیش۔ اور بہتر ہے کہ ان سے متعلق فتویٰ کو شائع نہ کیا جائے۔

(۲۱) عقائد کفریات سے متعلق سوالوں کے جواب میں کافی حزم واحتیاط برتے۔

(۲۲) فقہاء کے مابین رائج الفاظ مثلاً یجوز، قالوا، قیل، ینبغی، لاینبغی، اور لا بأس وغیرہ الفاظ و مصطلحات کے معانی و مدارج پر گہری نظر ہو۔

(۲۳) متعارض دلائل کے درمیان تطبیق پر قدرت وملکہ۔

(۲۴) جن صورتوں میں مسلمانوں کی ذلت کا خطرہ یا اسلام کے مذاق اڑائے جانے کا اندیشہ ہوگا ان صورتوں میں خواہ مخواہ قلم کو جنبش نہیں دیں گے۔ کبھی شدید ضرورت پر قلم اٹھانے پہ مجبور ہو جانا ہی پڑے تو ایسا پیرایہ بیان اختیار کریں گے جس سے کسی کو اس کا موقع نہ ملے گا۔ (مفتی مطیع الرحمٰن رضوی نوری)

(۲۵) جس مسئلہ میں پوری واقفیت نہیں ہوگی سائل کو اس مسئلہ کے صحیح جانکار کی طرف رہنمائی کر کے رجوع کا حکم دیں (شرح المہذب)

(۲۶) سوال کا تعلق جس زمان و مکان سے ہوگا خاص اس زمان و مکان کے عرف و احوال کا لحاظ رکھیں گے۔ (مفتی مطیع الرحمٰن رضوی نوری)

(۲۷) اقوال مفتیٰ بہا کی علامت، ان کے مراتب قوت مثلاً وعلیہ الفتویٰ، و بہ یفتیٰ، وبہ ناخذ، وعلیہ الاعتماد، وعلیہ عمل الیوم، وعلیہ عمل الامۃ، وھو الصحیح، وھو الاصح، وھو الاظہر، وھو الاشبہ، وھو الاوجہ، وھو المختار، وبہ جری العرف، وھو المتعارف، وبہ اخذ علماء نا وغیرہا کی معرفت۔

یہ وہ شرائط و آداب ہیں جن سے ایک مفتی کا آراستہ ہونا بے حد ضروری ہے، ورنہ قدم

قدم پر لغزش و ٹھوکر کھائے گا۔ اور بغیر ان شرائط و آداب کے فتویٰ نویسی کا استحقاق اسے قطعاً نہیں۔ کہ جو ان امور مذکورہ کے بغیر فتویٰ دے گا وہ بے علم فتویٰ دینے والا ہوگا اور ہوائے نفس کا تابع ہوگا۔ جس پر قرآن وحدیث میں سخت وعید آئی ہے۔

حضور شیر نیپال ان تما شرائط و آداب کے کامل طور پر جامع ہیں اور دوران فتویٰ نویسی ان سب کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی کوئی فتویٰ تحریر فرمایا ہے۔ اسی لئے متبحرین علماء وفقہاء نے آپ کو مفتی اعظم نیپال کے لقب سے یاد کیا۔ پورے نیپال میں ساڑھے تین دہائی سے فتویٰ نویسی کا فریضہ پورے چاق و چوبند اور ذمہ داری کے ساتھ لوجہ اللہ انجام دے رہے ہیں۔ اب تو بہت سارے مفتیان کرام نیپال میں جگمگا رہے ہیں اور یہ سب آپ ہی کے فیضان نظر ہیں۔ کئی دارالافتا بھی وجود میں آچکے ہیں اور لوگ فتویٰ بھی دے رہے ہیں۔ مگر جو اعتماد و وثوق آپ کے فتاویٰ پر لوگوں کو ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ دوسرے مفتیوں کے یہاں سے آئے جواب پر اس وقت تک لوگوں کو یقین نہیں ہوتا جب تک زبانی یا تحریری طور پر آپ سے پوچھ نہیں لیا جاتا ہے۔

فتویٰ نویسی کی طویل مدت میں بہت سے استفتا آپ کے پاس آئے اور ہر ایک کا جواب آپ نے تحقیق و تدقیق کے ساتھ دیا جو آپ کی فقہی جولانیت پر برہان ہے۔ شروع شروع میں جو فتاوے آپ نے تحریر فرمائے تقریباً سیکڑوں فتاوی محفوظ نہیں رہ سکے کہ ابتدا میں انہیں محفوظ رکھنے کا التزام نہیں کیا تھا۔ پھر بعد میں بالالتزام انہیں محفوظ کرنے لگے۔ آپ کے معتمد شاگرد و خلیفہ حضرت علامہ مفتی احمد حسین صاحب قبلہ برکاتی ہر فتویٰ کو رجسٹر میں نقل کرتے۔ جو مسئلہ جس باب سے متعلق ہوتا اسے اسی باب میں نقل کرتے۔ رجسٹر بھی اسی حساب سے آپ نے تیار کیا تھا۔ تاکہ ترتیب وطباعت کے وقت پریشانی نہ ہو۔ مگر درمیان میں کچھ دنوں کے لئے یہ کام کسی دوسرے مدرس کو سونپا گیا، وہ اس ترتیب کی رعایت نہ کرکے ایک طرف سے نقل کرتے گئے۔ پھر ایک بار کسی نے حضور شیر نیپال سے کہا کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں؟ آپ نے فتاویٰ کا رجسٹر فوٹو کاپی کرانے کو کہا اور رجسٹر اس کے حوالے کردیا۔ فوٹو کاپی کرتے وقت رجسٹر کی ساری ترتیب بکھر گئی اور صفحہ نمبر بھی غائب ہوگیا۔ جس کی وجہ سے تمام

فتاویٰ غیر مرتب ہو گئے۔اور اسی غیر مرتب صورت میں ان کا کچھ حصہ مطبوع ہوا اور وہی اب تک مطبوع و تقسیم ہوتا رہا۔اب تک دو حصے چھپ چکے ہیں۔ہر حصہ میں ہر چند صفحہ کے بعد مسائل مکرر ہیں۔اہل علم کا مشورہ تھا کہ ان فتاوے کو مرتب و مبوب مطبوع ہونا چاہئے تاکہ اس کی افادیت میں چار چاند لگ سکے۔فقیر نے کئی بار سوچا بھی مگر نا تجربہ کاری کے سبب مجھ سے یہ علمی کام نہیں ہو سکا۔جب ۳/مارچ ۲۰۱۲ء اندور ایک کانفرنس میں حضور شیر نیپال دام ظلہ العالی کے ساتھ حضرت مفتی احمد حسین صاحب قبلہ بھی تشریف لائے تو ساتھ میں حضرت کے فتاوے کا مسودہ بھی ساتھ میں لیکر آئے اور وہ سب میرے حوالے کر دئے۔اس کے بعد فقیر نے عزم کیا کہ اسے نئی ترتیب دی جائے جس طرح دوسرے فتاوے مثلاً فتاویٰ فیض الرسول، فتاویٰ فقیہ ملت مرتب ہیں۔چند ماہ کی محنت و جانفشانی کے بعد الحمدللہ فقیر بہت حد تک اس میں کامیاب ہو گیا۔اب اسی ترتیب جدید کے ساتھ قارئین کی خدمت میں حاضر ہے امید کہ قارئین فقیر کی اس کوشش کو سراہیں گے اور جو کمی ابھی بھی رہ گئی ہے اس کے ازالہ کے لئے مشورہ و اصلاح سے نوازیں گے۔جہاں عربی عبارات کے ترجمہ کی ضرورت تھی بقدر گنجائش وقت کر دیا ہے۔ترجمہ کے بعد قوسین () میں ﷺ ترجمہ از: امجدی۔لکھ دیا ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول انام بنائے اور مرشد طریقت، مخدومی حضور شیر نیپال کے دینی ذخیرے کو جمع و ترتیب کے صلہ میں میری، میرے والدین میرے بھائی مولانا محمد کلام الدین برکاتی، میری بہنیں، میرے عزیز دوست مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی بھواروا اور میری دونوں بیٹیاں شگفتہ فاطمہ عرف ترنم فاطمہ اور حسنیٰ فاطمہ سلمہما الرحمٰن اور نور عین ابو القضاۃ محمد معین الدین دلشاد کی عمر و صحت میں برکتیں عطا فرمائے اور ایمان پر زندہ رکھے اور ایمان ہی پر خاتمہ بالخیر کی توفیق بخشے۔امین بجاہ حبیبہ سید المرسلین و آلہ و صحبہ اجمعین۔

امیدوار مغفرت و کرم

گدائے مصطفیٰ ابو العطر

محمد عبد السلام امجدی برکاتی غفرلہ ولوالدیہ (تاراپٹی، نیپال)

استاذ جامعہ غوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور، ایم پی (انڈیا)

کتاب العقائد

مسئلہ (۱،۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) کہ زید نے دوران تقریر یہ جملہ استعمال کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر بندے کا انصاف کرے گا یہ جملہ استعمال کرنا زید کے لئے کہاں تک روا ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

(۲) زید نے دوران تقریر عوام کے سامنے یہ لفظ استعمال کیا کہ بھوک سے پیٹ "قل ھو اللہ احد" پڑھ رہا ہے۔ مدلل ومفصل وجواب عنایت فرمائیں۔ فقط

مستفتی: محمد داؤد رضوی، پٹھنورہ، سیتامڑھی (بہار)

اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ماننا کفر ہے

۸۶/۹۲ھ

الجواب: بعون الملك الوهاب و اليه المرجع و المآب وهو يهدى الى طريق الحق و الصواب: (۱) سوال میں پیش کردہ جملہ کہ "اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر بندے کا انصاف کرے گا" صریح کفر ہے اس خط کشیدہ کلمات کا بولنا ناروا وناجائز ہے۔ ناجائز ہی نہیں بلکہ کفر فضیح۔ شرع وحکم شرع سے ناواقف زید بے قید ایک جملہ میں دو کفر بک گیا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے کرسی اور اس پر بیٹھنا ثابت کیا اور وہ دونوں سے پاک ومنزہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیری ج ۲، ص ۲۸۱ میں ہے:

"یکفر باثبات المکان للہ تعالیٰ فلو قال از خدا ہیچ مکان خالی نیست یکفر ولو قال اللہ تعالیٰ فی السماء فان قصد به حکایة ماجاء فیه ظاهر الاخبار لایکفر وان اراد به المکان یکفر و ان لم تکن له نیة یکفر عند الاکثر

وھو الاصح و علیه الفتویٰ و یکفر بقوله الله تعالیٰ جلس للانصاف او قام له بوصفه الله تعالیٰ بالفوق و التحت کذا فی البحر الرائق۔"

یعنی جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرے گا وہ کافر ہوجائے گا پھر اگر کوئی شخص یہ جملہ بولے کہ خدا سے کوئی مکان خالی نہیں ہے تو وہ اپنے اس قول سے کافر ہوجائے گا اسی طرح اس شخص کو کافر گردانا جائے گا جو بولے کہ اللہ تعالیٰ انصاف کے واسطے بیٹھا، یا انصاف کے واسطے کھڑا ہوا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے فوق وتحت کا اثبات کیا۔ (کذا فی البحر الرائق)

اور اسی میں ج ۲، ص ۲۸۹ پر ہے:

"رجل کفر بلسانه طائعا و قلبه مطمئن بالایمان یکون کافراً و لایکون عند الله مؤمنا. کذا فی فتاویٰ قاضیخان۔

یعنی کوئی شخص اپنی زبان سے کفر کی بولی طوعاً بولا اور دل اس کا ایمان کے ساتھ مطمئن ہے پھر بھی کافر ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مومن نہ ہوگا۔

اللہ عزوجل کے لئے مکان ماننا کفر ہے

فتاویٰ رضویہ جلد ششم، ص ۳۳ پر ہے:

"اللہ عزوجل کے لئے مکان ماننا کفر ہے۔"

جامع الفصولین جلد دوم ص ۲۹۸ فتاویٰ ذخیرہ سے ہے:

قال تعالیٰ: "فی السماء عالم لو اراد به المکان کفر" مولیٰ عزوجل کے لئے جہت ماننا بھی صریح ضلالت وبد دینی ہے اور بہت ائمہ نے تکفیر فرمائی ہے۔

شاہ عبد العزیز صاحب تحفۂ اثنا عشریہ طبع کلکتہ ص ۲۵۵ بیان عقائد اہل سنت وجماعت میں تحریر فرماتے ہیں:

"عقیدۂ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست واورا جہتی از فوق وتحت متصور نیست و ہمین ست مذہب اہل سنت وجماعت"

اللہ تعالیٰ جسم و جہت و مکان سے پاک و منزہ ہے

اسی میں ص ۱۲۳ پر ہے:

''اللہ تعالیٰ جسم و جہت و مکان سے پاک و منزہ ہے کسی مکان میں نہیں ہو سکتا، کسی جگہ نہیں ہو سکتا، کسی طرف نہیں ہو سکتا جگہ اور طرف سب اس کے بنائے ہوئے ہیں اور حادث ہیں۔ اور وہ قدیم ازلی ازل میں کسی جگہ کسی طرف نہ تھا کہ جگہ اور طرف تھے ہی نہیں تو اب بھی کسی جگہ اور طرف میں نہیں۔ جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے۔ جگہ اور طرف کو بنا کر بدل نہ گیا۔ جگہ اور طرف بدلیں گے اور وہ بدلنے سے پاک ہے۔ انتہی

الحاصل: زید بے قید پر توبہ فرض ہے۔ اپنی اس جملہ کفریہ خبیثہ باطلہ سے تائب ہو اور کلمۂ اسلام پڑھے اور عورت رکھتا ہو تو بعد اسلام اس سے پھر نکاح کرے۔ وھو یھدی من شاء. واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب علمه اتم و احکم.

قرآنی آیات کا مذاق کفر ہے

(۲) اس زید بے قید کا نمبر ۲ والا جملہ بھی قابل گرفت ہے کہ آیت قرآنی کے ساتھ استہزاء و مذاق ہے اور قرآن شریف کے کسی آیت کے ساتھ دل لگی اور مسخرہ پن کفر ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ.

فتاویٰ عالمگیری جلد دوم ۲۸۳ پر ہے: "اذا انکر الرجل آیة من القرآن او تمسخر بآیة من القرآن و فی الخزانة او عاب کفر کذا فی التاتارخانية."

یعنی جب کوئی شخص قرآن کی کسی آیت کا انکار کرے یا اس کی آیت کے ساتھ مسخرہ پن کرے یا عیب لگائے تو وہ کافر ہو جائے گا''

اسی میں ص ۲۸۴ پر ہے: "من قال لغیرہ قل ھو اللہ احد راپوست باز کردی او قال الم نشرح را گریباں گرفتہ او قال لمن یقرأ یٰسٓ عند المریض یٰس دردہان

مردہ منہ او قال لغیرہ اے کوتاہ تراز انا اعطینك الکوثر او قال لمن یقرأ القرآن و لا یتذکر کلمة. والتفت الساق بالساق او ملأ قدحا و جاء به و قال کأسا دھاقا او قال فکانت سراب بطریق المزاح او قال عند الکیل و الوزن و اذا کالوھم اووزنوھم یخسرون بطریق المزاح او قال لغیرہ دستار الم نشرح بستہ یعنی ابدیت العلم او جمع اھل موضع و قال فجمعنا ھم جمعا او قال و حشرناھم فلم نغادر منھم احدا۔"

اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو نے قل ھو اللہ کی کھال کھینچ دی یا کہا کہ الم نشرح کا تو نے گریباں پکڑ لیا، یا اس شخص سے جو مریض کے پاس سورہ یٰس شریف کی تلاوت کر رہا تھا کہا کہ یٰس مردہ کے منہ میں مت رکھ یا کسی سے کہا اے کوتاہ تراز انا اعطینك یعنی کہا اے انا اعطینك سے زیادہ چھوٹا یا اس شخص سے جو قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا اور کوئی کلمہ یاد نہیں آ رہا تھا و التفت الساق بالساق یا کوئی کسی کے پاس پیالہ بھر کر لایا اور کہا کاسا دھاقا یا کہا فکانت سرابا بطریق مزاح یا ناپ تول کے وقت کہا "و اذا کالوھم او وزنوھم یخسرون" مزاح کے طریق پر یا کسی سے کہا تو نے "الم نشرح" کی پگڑی باندھی ہے اس کی مراد ہے کہ تو نے علم کو ظاہر کیا یا کسی موضع کے لوگوں کو جمع کیا اور کہا "و حشرناھم فلم نغادر منھم احدا"

اسی میں اسی صفحہ پر ہے:

"او دعی الی الصلاۃ بالجماعة فقال انا اصلی و حدی ان اللہ تعالیٰ قال ان الصلوٰۃ تنھی الی ان قال کفر فی ھذہ الصور کلھا۔"

کسی سے کہا گیا چلو با جماعت نماز پڑھیں تو اس نے جواب میں کہا میں تنہا نماز پڑھ لوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ان الصلوٰۃ تنھیٰ" ان تمام صورتوں میں قائل کافر ہو جائے گا۔

اسی میں ہے:

"و اذا قال لغیرہ" خانہ چنان پاک کردہ کہ چوں و السماء و الطارق قیل یکفر" یعنی کوئی کسی سے کہا کہ تو نے گھر اس طرح پاک و صاف کر لیا ہے جیسے و السماء و

الطارق تو کہا گیا ہے کہ اس قائل کی بھی تکفیر کی جائے گی انتہی ملخصا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہا۔

قرآنی آیات کی توہین وعیب لگانا کفر ہے

بہار شریعت حصہ نہم ص ۱۴۴ پر ہے:

"قرآن کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے۔ مثلاً داڑھی منڈانے سے منع کرنے پر اکثر داڑھی منڈے کہہ دیتے ہیں "کلا سوف تعلمون" جس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کلا صاف کرو یہ قرآن مجید کی تحریف وتبدیل بھی ہے اور اس کے ساتھ مذاق اور دل لگی بھی اور یہ دونوں باتیں کفر۔ اسی طرح اکثر باتوں میں قرآن مجید کی آیتیں بے موقع پڑھ دیا کرتے ہیں اور مقصود ہنسی کرنا ہوتا ہے جیسے کسی کو نماز جماعت کے لئے بلایا وہ کہنے لگا میں جماعت سے نہیں بلکہ تنہا پڑھونگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ان الصلوٰۃ تنھیٰ"

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی اپنی کتاب مالابد منہ میں ص ۱۴۰ پر فرماتے ہیں:

"اگر گفت نماز با جماعت بگزار او گفت ان الصلوٰۃ تنھی کافر شود"

پھر فرماتے ہیں: "مردے آیت قرآن را در قدح نہادہ قدح را پر آب کردہ گوید کاسا دھاقا کافر شود" اور فرماتے ہیں:

"اگر در حق باقی در دیگ بگوید "و الباقیات الصالحات" کافر شود"

اور فرماتے ہیں: "اگر مردے بسم اللہ گفتہ شراب خورد یا زنا کرد کافر شود۔ وہمچنیں اگر بسم اللہ گفتہ حرام خورد"

ملاحظہ کیا؟ یہ ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کے اقوال وفتاویٰ قرآن شریف کے ساتھ استہزاء ومزاح کرنے والے کو یونہی چھوڑ نہیں دیا بلکہ ان پر حکم کفر نافذ فرمایا۔ فرمایا کہ قرآنی آیت کے ساتھ مزاح کفر ہے کہ اس میں قرآن پاک کی توہین ہے۔

نمبر ۲ میں مذکور شخص ضرور اپنی جہالت سے آیت قرآنی کے ساتھ استہزا کیا۔ ہنسی

چاہی اور صریح جھوٹ بولا بھوکا پیٹ "قل ھو اللہ" نہیں پڑھتا اور ہرگز نہیں پڑھتا ایسے کلمات بکنے سے بالاعلان توبہ کرے، اپنی غلط بات سے رجوع کرے، کلمہ اسلام پڑھے، بیوی رکھتا ہے تو تجدید نکاح بھی کرے۔

عالمگیری میں ایسے شخص کے بارے میں فرمایا:

"فان قائله يومر بتجديد النكاح و بالتوبة و الرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط. و الله تعالىٰ اعلم بالصواب و اليه المرجع و المآب.

انتباہ: مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے کلمات جن سے کفر لازم یا دین سے ہی خارج ہوجائے ہر حال میں پرہیز کرے کہ اسلام خداوند تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ یہ سلامت تو سلامتی ورنہ ہلاکت ہی ہلاکت دین ومذہب کا تحفظ بہرصورت فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔ ۳۰/۱۲/۱۴۱۷ھ یوم الخمیس

جو بتوں کے نام کبوتر چڑھائے اس پر کیا حکم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں زید کی لڑکی کی طبیعت خراب ہوچکی تھی چیچک کی وجہ سے تو زید نے کسی بھگتا کو بلوا کر دکھایا تو بھگتا نے جھاڑ پھونک کیا اور زید سے کہا کہ تم کو ایک جوڑا کبوتر مہرانی جی کے نام سے چڑھانا پڑے گا۔ معاذ اللہ تو زید نے ایک جوڑا کبوتر اور لڈو لے کر اپنے آنگن میں مٹی سے لیپ کر چھ جگہ آروا چاول رکھ کر اس چاول کے آگے سندور رکھ کر اس جگہ کبوتر چڑھایا اور جب بکر کو معلوم ہوا تو بکر نے کہا یہ سب کرنا شرک ہے تو زید کی بیوی اپنے زبان میں کہنے لگی "تو سب اب بڑھکا مولوی صاحب ہوگئے لا" اب آپ قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی کیجئے کہ زید کے یہاں کھانا پینا شادی بیاہ کرنا کیسا ہے؟ اور زید مسلمان میں داخل ہے یا نہیں؟

المرسل: محمد اکبر علی قادری، امام مسجد ہتھی سروا، وارڈ-۱، ضلع مہوتری (نیپال) ۱۰ راگست ۱۹۹۹ء

الجواب: بعون الملك الوهاب: بھگتی کفر وشرک اور حرام پر مشتمل ہوتا ہے شیطان سے مدد مانگتے ہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: "جب وہ کالی بھوانی کے مدد

مانگتا ہے تو قطعاً کافر مشرک ہے۔" فتاوٰی رضویہ جلد دہم، ص ۳۲۰ نصف آخر بنابریں صورت مذکورہ میں زید اور اس کی بیوی پر بلکہ ہر اس شخص پر جوان دونوں کے کفریہ اقوال و افعال پر راضی ہو ان سب پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح فرض کہ جو بھی غیر اللہ کی پوجا کرے گا یا رضا دیکھائے گا اسلام سے خارج ہو جائے گا کہ: "الرضا بالکفر کفر" توبہ کرلے فبہا ورنہ بائیکاٹ ضروری ہے توبہ مرے تو جنازہ بھی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۴۲۰/۵/۱۷ھ۔

جنت ودوزخ اس وقت موجود ہیں یانہیں؟

۸۶/۹۲ے

مسئلہ (۳،۴) کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ: جنت ودوزخ مخلوق ہے یانہیں اگر ہے تو جنت کہاں ہے؟ اور دوزخ کہاں؟ اور دونوں کے لئے فنا ہے کہ نہیں؟ مدلل قرآن وحدیث سے جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) عرش کے لئے فنا ہے یانہیں؟

المستفتی: مولانا محمد ذاکر حسین امام جامع مسجد باسوپٹی مدھونبی (بہار)

۱۴/۳/۱۴۱۵ھ

الجواب: ہاں دوزخ وجنت ہزاروں برس پہلے مخلوق ہوچکیں اور موجود ہیں اور محققین کے نزدیک غیر فانی ہیں۔ قال تعالیٰ: "اعدت للمتقین" جنت تیار رکھی ہے پرہیزگاروں کے لئے۔ و قال تعالیٰ: "اعدت للکافرین" دوزخ تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔ (پ۴، ع۵)

ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ جنت ودوزخ پیدا ہوچکیں موجود ہیں۔

شرح العقائد النسفیہ ص ۸۱ پر ہے:

"هما ای الجنة و النار مخلوقتان الآن موجودتان باقیتان لا تفنیان و لا یفنی اهلهما ای دائمتان لا یطرأ علیهما عدم مستمر لقوله تعالیٰ فی حق الفریقین" خالدین فیها ابداً"

جنت ساتویں آسمان کے اوپر ہے اور دوزخ ساتویں زمین کے نیچے۔ قال تعالیٰ: "عندها جنة الماویٰ" اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ و قال تعالیٰ: "کلا ان کتاب الابرار لفی علیین" ہاں ہاں بیشک نیکوں کی لکھت سب سے اونچی محل علیین میں ہے۔ "و ان المنٰفقین فی الدرك الاسفل من النار." بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔ قال تعالیٰ: "کلا ان کتاب الفجار لفی سجین"

بیشک ضرور کافروں کی لکھت سب سے نیچی جگہ سجین میں ہے۔

اور حاشیہ ص ۸۰ شرح عقائد میں ہے:

"و الاکثرون علی ان الجنة فوق السمٰوات السبع و تحت العرش لقوله تعالیٰ عند سدرة المنتهی. عندها جنة الماویٰ و لقوله علیه السلام سقف الجنة عرش الرحمٰن و النار تحت الارضین السبع و الحق تفویض علمه الی العلیم الخبیر کما فی شرح المقاصد انتهی."

علین ساتویں آسمان میں زیر عرش ہے اور سجین ساتویں زمین کے اسفل میں ایک مقام ہے۔ کذا فی الخزائن و الجلالین۔

اور خازن شریف ج ۴، ص ۳۶۰ میں ہے:

"عن البراء قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: سجین اسفل سبع ارضین و علیون فی السماء السابعة تحت العرش."

کیا عرش بھی فنا ہو جائے گا؟

(۲) عرش کے لئے فنا نہیں اسی طرح لوح و قلم و کرسی اور جنت و دوزخ اور روح و عجب اسی طرح اجساد انبیاء و شہداء اور حور و غلمان ان سب کو فنا نہیں۔

صاوی شریف ج ۳، ص ۱۹۰ پر "کل شئ هالك الا وجهه" کے تحت ہے:

"ای و کل ماسوی الله تعالیٰ قابل للهلاك و جائز علیه، لان وجوده لیس ذاتیاله.

اور ص ۱۹۱ پر ہے:

و قیل المراد با لهلاك الانعدام بالفعل و یستثنی منه ثمانیة اشیاء نظمها السیوطی فی قوله:

ثمانیة حکم البقاء یعمها
من الخلق و الباقون فی حیز العدم

هی العرش و الکرسی و نار و جنة
و عجب و ارواح کذا اللوح و القلم
وهو معنی قول صاحب الجوهرة
و کل شئ هالك قد خصصوا
عمومه فاطلب لما قد لخصوا

و لامفهوم لما عده السیوطی بل منها اجساد الانبیاء والشهداء و من فی حکمهم و الحور و الولدان.

مسئلہ(۵):

بے ثبوت کے قبر کی زیارت کرنی کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گاؤں پھانڑی پرسا وارڈ نمبرا میں ایک کھیت میں کچھ دنوں پہلے سے ایک مٹی کی ڈھیر ہے کھودنے کے بعد کچھ اینٹ نکلی اور شکل قبر جیسی معلوم ہوئی۔ اب کچھ لوگ اس کو کسی ولی کا مزار کہتے ہیں اور غیر قوم اس کو جڑ جٹین کا تھان کہتی ہے مگر ناظم اعلیٰ پوکھریرہ کچھ دن پہلے آئے تھے تو لوگوں نے ان کو جب اس جگہ پر لے گئے تو انہوں نے کہا کہ یہاں کوئی بزرگ ہیں پھر کچھ دن کے بعد ایک مستان آیا تو وہ بھی کہا کہ یہاں ایک بزرگ ہے پھر تیسرا مستان آ کر وہاں چادر پوشی اور فاتحہ کرانا شروع کیا۔
اب کچھ لوگ اس کو بے ثبوت پانے سے بند کرنا چاہتا ہے۔ آپ شریعت کے مطابق کیا فرماتے ہیں؟ وہ حکم دیں۔ عین کرم ہوگا!

آپ کا خیر خواہ محمد سراج علی مقام پھانڑی پرسا، ضلع سرلاہی (نیپال)

۹۲/۸/۶ء

الجواب: بعون الملك الوهاب: ایسے بے ثبوت قبر کی زیارت کرنی، فاتحہ پڑھنی، چادر پوشی کرنی سب ناجائز وحرام۔ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۲۰۸ پر اعلیٰ حضرت

قدس سرہ العزیز اس سوال ''جس شہید یا اولیاء اللہ کے مزار شریف کا حال ہم کو معلوم نہیں ہے کہ ایا کسی کا مزار ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس کا ہے؟'' مرد اہل اسلام، یہودی یا نصاریٰ یا عورت یہود، یا نصاریٰ یا مسلمان کا تو اس مزار پر فاتحہ پڑھنا یا بطریق مذکور نیاز وغیرہ کرنا کیسا ہے؟ چاہیے یا نہیں؟'' کے جواب میں فرماتے ہیں:

"**الجواب**: جس قبر کا یہ بھی حال معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان کی ہے یا کافر کی اس کی زیارت کرنی، فاتحہ دینی ہرگز جائز نہیں کہ قبر مسلمان کی زیارت سنت ہے۔ اور فاتحہ مستحب اور قبر کافر کی زیارت حرام ہے اور اسے ایصال ثواب کا قصد کفر۔ قال اللہ تعالیٰ: "و لا تقم علی قبرہ و قال تعالیٰ و مالھم فی الآخرۃ من خلاق" و قال تعالیٰ: "ان اللہ حرمھما علی الکافرین" تو جو امر سنت وحرام یا مستحب وکفر میں متردد ہو وہ ضرور ممنوع وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم. انتھی کلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا.

محمد جیش صدیقی برکاتی، جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور (نیپال) ۱۴۲۰/۲/۲۰ھ

مسئلہ (۶):

اسلامی نام بدل کر ہندوانہ نام رکھنے والے کی امامت کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نیپال سے ہندوستان گیا اور وہاں نوکری تلاش کیا۔ نوکری ملی لیکن جب زید سے نام پوچھا تو زید نے اپنا نام اسلامی بتایا جب نوکری دینے والے نے زید کا اسلامی نام سنا تو نوکری دینے سے انکار کر دیا۔ زید نے دانستہ اپنا اسلامی نام تبدیل کر کے ہندوانہ نام اختیار کر لیا۔ اور اس نام پر اس کو نوکری مل گئی جب زید گھر آتا ہے تو امامت بھی کرتا ہے۔

مسئلہ مذکورہ بالا میں زید دائرۂ اسلام میں رہا یا نہیں؟ زید کی امامت درست ہے یا نہیں؟ زید کا تنخواہ لینا از روئے شرع کیسا ہے؟ اور بعد نوکری جو روپے پنشن ملتا ہے وہ لینا کیسا ہے؟ حضور والا سے گذارش ہے کہ جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔ فقط والسلام!

آپ کا خاکپا: محمد فیروز عالم چمن برکاتی

امام مسجد دمولی بازار، تمہو، نیپال ۱۸/۱۲/۱۴۱۹ھ

۹۲/۸۶ے

الجواب: بعون الملک الوھاب: شخص مذکور فی السوال سخت گنہگار مستحق عذاب نار و قہر قہار ہے اس کی امامت ہرگز درست نہیں اس کا اسلامی نام تبدیل کرنا ہرگز جائز نہ تھا۔ ہندوانہ نام رکھنا حرام تھا ہندوؤں کے بعض نام کافرانہ و مشرکانہ ہوتے ہیں اگر اس کا ایسا ہی نام ہے تو توبہ و تجدید ایمان و نکاح کر لے اور جو رقوم از جانب کافرین مل رہے ہیں ان میں حرج نہ ہونا چاہئے۔ کمال موذی نصیب غازی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۲۳/۱۲/۱۴۱۹ھ

مسئلہ(۷):

والدین اور مسلمانوں کی قبروں کی زیارت سنت ہے

۹۲/۸۶ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین ذیل کے مسئلہ کے بارے میں از روئے شریعت مطہرہ صحیح جواب ارسال فرمائیں اگر کوئی عورت جو کہ اپنی جوانی سے بڑھاپے تک صوم وصلوٰۃ، تقویٰ وطہارت اس کے علاوہ رنگ برنگ کے ذکر واذکار مراقبے محاسبے اور ترک عوام میں گزاری ہو اس کی وفات کے بعد اگر اس کے لڑکے بیٹے پوتے اور مریدین و معتقدین لوگ اس کی مدفن پر فاتحہ نیاز قرآن خوانی اور ایصال ثواب کی مجلس کرتے ہوں اور اس کام میں عوام پر کوئی اعلان اور حکم بھی نہ کرتا ہو تو کیا یہ ان لوگوں کا عمل خلاف شریعت و سنیت ہوگا۔ یا مطابق شرع جائز وحسن ہوگا۔ فقط والسلام۔ الفقیر والمفتقر یار محمد خاں یار غفرہ ادھیاپور ثم رضوی

۹۲/۸۶ء

الجواب: بعون الملک الوهاب: والدین کی قبر پر حاضری جائز ہی نہیں بلکہ مستحب و مستحسن ہے مسلمانوں کی قبروں پر حاضری سنت والدین اور نیک لوگوں کی قبروں کی زیارت سعادت بر سعادت۔ حدیث شریف میں ہے۔ جو بنیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے۔ اور جو بکثرت ان کی زیارت قبر کرتا ہو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں۔ رواہ امام الترمذی۔

فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۸۶ میں ہے:

"قول فیصل وسخن مجمل دریں باب آنست کہ ایصال ثواب وہدیہ اجر باموات مسلمین باجماع کافۂ اہل سنت و جماعت امریست مرغوب و در شرع مندوب احادیث بسیار از حضور سید الابرار علیہ افضل الصلوٰۃ من الملک الجبار و ترغیب وتصویب ایں کار وارد شداھ۔"

اور اسی میں ج ۴، ص ۲۸۸ پر ہے:

"تحقق لذوی البصائر و الاعتبار ان زیارۃ قبور الصالحین محبوبۃ لاجل التبرک مع الاعتبار فان برکۃ الصالحین جاریۃ بعد مماتھم کما کانت فی حیاتھم اھ." واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

۱۴۱۶/۲/۳۰ھ

مسئلہ (۸):

جو مسجد کی توہین کرے اس کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کا بانس کوئی چرا کر کاٹ لیا زید مسجد میں آ کر کہتا ہے کہ یا اللہ جو ہمارا بانس کاٹ لیا ہے اس کا بیٹا ایک ہفتہ میں مر جائے تو بھوج کھلائیں گے۔ اور نہیں مرا تو سات ﷺ (یہ جملہ نا قابل رقم ہے کہ اس خبیث نے حرام اور نجس جانور کا نام لیا معاذ اللہ) مسجد میں چڑھائیں گے۔

اب بتایا جائے کہ زید پر کتاب وسنت کی روشنی میں حکم تکفیر عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر عائد ہوتا ہے تو اس کو کیا کرنا ہوگا؟ نیز سماج میں اس کو کیا سزا دی جا سکتی ہے؟ کیا اس پر توبہ اشتہاری لازم ہے یا نہیں؟ خلاصہ بیان کیا جائے۔ فقط والسلام مع العز والاحترام

المستفتی: محمد مولوی ساکن ترہی، ضلع دھنوشا (نیپال)

۸۶/۹۲ھ

الجواب: بعون الملک الوھاب: العیاذ باللہ و لاحول و لاقوۃ الا باللہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ. شخص مذکور نہایت بے باک سخت ناپاک جری علی الکبائر سخت سزا کا مستحق قہر قہار غضب جبار و عذاب نار کا مستوجب کفر اس پر لازم اعلانیہ توبہ اور سچی توبہ ندامت کے ساتھ توبہ، خداوند قہار و جبار سے ڈر کر توبہ اس پر فرض تجدید کلمہ اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح نیز ضروری اگر ممکن ہو تو گوشمالی کی جائے۔ کچھ جوتے مارے جائیں اور کفارہ میں دس مسکین کو کھانا دونوں وقت بھر پیٹ کھلائے اس کے علاوہ اور کوئی نیکی کا کام اپنی خوشی سے کرے تو اس کے لئے بہتر ہے۔

اگراس کے لئے وہ تیار نہ ہو تو مکمل اس کا بائیکاٹ کیا جائے۔اس سے سلام وکلام نشست و برخاست سب بند رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب. ۱۴۱۸/۵/۳۰ھ

مسئلہ (۹):

وہابی اور مرزائی سے ربط رکھنے والے پیر کا حکم کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت مفتی محمد جیش برکاتی مدظلہ العالی۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ سرنیام ملک میں سنی، مرزائی اور وہابی نظریات کے کلمہ گو لوگ رہتے ہیں جس کے درمیان تقریباً نصف صدی سے محاذ آرائی ہے۔مناظرے، مجادلے اور افہام وتفہیم کی راہیں آپس میں اختیار کی گئیں شروع میں مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی اور مولانا شاہ احمد نورانی کی تقریریں اور مناظروں کا اچھا خاصا اثر بھی ہوا اور بہت سے بدعقیدے توبہ کر کے مسلک حق اہل سنت وجماعت میں لوٹ بھی آئے اور باقی ماندہ مرزائی وغیرہ اپنی بدمذہبیت میں گویا راسخ ہو گئے اور اس کی ترجمانی وتبلیغ کے لیے لاہور اور ربوہ وغیرہ سے مبلغین اور علماء کو بھی بلایا چنانچہ آج تک ان کے علماء ان کی بدمذہبیت کی ترجمانی وتبلیغ کر رہے ہیں اور وہابیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لیے دو فارغین دیوبند کو بھی رکھ چھوڑا ہے جو اشرف علی تھانوی کو ولی کامل اور اعلیٰ حضرت کو کافر سے بھی بدتر کہتا رہتا ہے، جس سے یہاں پر پاکستانی مولانا مفتی محمد ارشد القادری صاحب کا کئی بار مناظرہ بھی ہوا ہے۔

چند سال پہلے کی بات ہے کہ سرنیام میں ایک ایسے مولوی صاحب تشریف لائے جن کو سرنیامی مسلمان سنی عالم دین اور اپنا مقتدا سمجھتے رہے تشریف آوری کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو مناظر اسلام، ولی کامل اور صاحب سلسلۂ نقشبندیہ بھی بتایا۔ چنانچہ کچھ سنی مسلمان اس سے بیعت بھی ہوئے، سرنیام کی سب سے بڑی سنی جمعیت ان کی خوب

عزت افزائی کی جس کی وجہ سے پورے ملک میں سنیوں کے درمیان ان کا نام لیا جانے لگا۔
اس کے بعد بہت دنوں تک ان کی آمد و رفت کا سلسلہ سرینام میں جاری رہا اور مریدوں کا حلقہ بھی بڑھتا رہا، امسال جب وہ تشریف لائے تو بجائے کسی سنی جماعت میں ٹھہرنے کے ایک ایسے شخص کے یہاں قیام فرمایا، جس کا وہابی، مرزائی سے گہرا رابطہ ہے۔ حالانکہ مولوی صاحب مذکور یہاں کے حالات سے پوری طرح باخبر تھے۔ پھر بھی اپنے مریدوں، معتقدوں سے کہتے رہے کہ سرینام میں نہ کوئی مرزائی ہے اور نہ کوئی وہابی، جن لوگوں نے مرزائیوں، وہابیوں کو سنیوں سے الگ کیا اچھا نہیں کیا۔ اپنے اس نظریہ کے تحت امسال انہوں نے وہابیوں، مرزائیوں سے اپنا رابطہ بڑھایا، ان کے یہاں تشریف لے گئے، تقریریں کیں، دعوتیں کھائیں اور اپنے مریدوں کو بھی ساتھ رکھا۔ ایک مجلس میں ان سے سوال کیا گیا کہ اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتی وغیرہم کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے برسر مجلس جواب دیا کہ وہ لوگ بھی عالم تھے۔ ان کو کافر و فاسق کہنے کا تو سرینام کے ان پڑھ مسلمانوں کو حق نہیں ہے۔ اس جواب پر وہابیوں نے نعرے بھی لگائے اور سنیوں کو ذلیل بھی کیا۔ اسی طرح ان کی تقریریں ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے بھی برابر نشر ہوتی رہی ہیں جس میں انہوں نے سرینام کے سارے کلمہ پڑھنے والے مسلمان کو مل جل کر رہنے آپس میں تعلقات بڑھانے، ان کے خوشی و غم میں شریک ہونے کی تاکیدیں کی۔ مولوی صاحب موصوف کے اس رویے سے ان کے بعض مریدوں نے ان کی بیعت فوراً توڑ دی اور ملک کی سب سے بڑی تنظیم (Suriname Muslim Association) کے امام سے مطالبہ کیا کہ مولوی صاحب سے چند بنیادی سوالات کر لیے جائیں تاکہ ان کی دینی حقیقت ظاہر ہو جائے اور سنی مسلمان ہوشیار ہو جائیں۔ چنانچہ منسلکہ سوال نامہ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ انہوں نے تحریری جواب دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے باوجود کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے اس سوال نامہ کو لے کر یہاں سے چلے گئے۔ چند مہینوں کے بعد وہ آنے والے ہیں اور اپنے تبلیغی مشن کو تیز کرنے والے ہیں۔ لہٰذا علمائے اہل سنت و جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ مولوی صاحب سے اب

یہاں کے سنی مسلمانوں کو کس طرح پیش آنا چاہیے۔
(۱) ایا انہیں سنی مقتداجان کران کی عظمت وتکریم کی جائے؟
(۲) یا ان سے سنیوں کو کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیے؟
(۳) یا اس کی تردید یہاں کے سنیوں پر ضروری ہے۔
(۴) اور اکابر وہابیہ مثلاً اشرف علی، رشید احمد، خلیل احمد، قاسم نانوتوی وغیرہم نیز مرزا غلام احمد قادیانی اور جماعت کے اکابر کو کافر جاننے اور کہنے کا حق سرنیام کے مسلمانوں کو ہے یا نہیں؟ امید ہے کہ پوری وضاحت اور اسلامی دلائل کے ساتھ اس کا جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ منسلکہ سوال نامہ جو مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا اس کا جواب بھی عنایت فرما کر سرنیام کے سنی مسلمانوں پر احسان عظیم فرمائیں گے۔

مورخہ ۳/جون ۱۹۸۸ء مطابق ۱۰/شوال ۱۴۰۸ھ

المستفتی: امام جماعت سرنیام مسلم ایسوی ایشن پارامار بوسرنیام
محمد اسلام بن علاء الدین ابن عبدالسبحان

گمراہ فرقوں کی گمراہی اور خباثت کا انکشاف

رسالة هدية الانام في جواب السور نيام

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله الذی علم سید المرسلین علوم الاولین والآخرین وفضله علی الغلمین والعلمین وافضل الصلاة واکمل السلام علیٰ خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمة للعلمین وعلیٰ اٰله الطیبین الطاهرین واصحابه المکرمین المعظمین وحزبه اجمعین وعلینا معهم ابدا الأبدین آمین آمین برحمتك یاارحم الراحمین۔ اللهم انی اعوذبك من همزات الشیطین۔ واعوذ بك رب ان یحضرون۔ سبحٰن ربك رب العزة

عما یصفون۔ وسلٰم علیٰ المرسلین۔ والحمدللّٰہ رب العٰلمین۔

الجواب: بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب۔

بلاشک وشبہ کبرائے وہابیہ علمائے اربعہ ملاعنہ رشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبیٹھی وقاسم نانوتوی واشرف علی تھانوی اور مرزا غلام احمد قادیانی خذلھم اللّٰہ تعالیٰ۔ اپنے عقائد فاسدہ باطلہ اور کفریات واضحہ صریحہ کی بناپر قطعاً اجماعاً بے دین کفار ومرتدین ہیں۔ ایسے کہ جو ان کے اقوال مردودہ ملعونہ پر مطلع ہوکر ان کے کافر ہونے اور معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ ان سفہائے مذکورین اور خبثائے مسطورین کے اقوال بدتر از ابوال کو دیکھ کر ۸۰ برس پہلے علمائے حرمین شریفین مکہ معظمہ ومدینہ منورہ زادھما اللّٰہ شرفاً وتعظیماً۔ ومشاہیر فقہائے مصر وشام ومفتیان ہند وسندھ نے بالاتفاق نام بنام ان سب کی تکفیر کی اور صاف فرمایا من شك في كفره وعذابه فقد كفر۔ جو ان کے اقوال خبیثہ پر مطلع ہوکر ان کے کافر ہونے اور مستحق عذاب ہونے میں شک بھی کرے وہ خود بلاشبہ کافر دائرہ ایمان سے خارج۔

بدعقیدوں کا جرم وگناہ کیا ہے؟

ان دین کے دشمنوں، زندیقوں، منافقوں نے انبیائے کرام رسولان عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس بارگاہ میں صریح گستاخیاں کی ہیں بالخصوص سید کائنات فخر موجودات علیہ الصلوات والتسلیمات کی ارفع واعلیٰ شان میں سخت بیباکیاں وبدگوئیاں کی ہیں۔ براہین والے گنگوہی اور انبیٹھی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے ص ۵۵ پر صاف لکھ دیا کہ ابلیس لعین کا علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم سے (معاذ اللّٰہ ثم معاذ اللّٰہ) زیادہ ہے۔ اس کی اصل عبارت یہ ہے:

شیطان اور ملک الموت کو یہ (علم کی) وسعت نص (قرآن وحدیث) سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم (علم کی زیادتی) کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

دیکھیے ان دونوں دیوبندی پیشواؤں نے اس مذکورہ عبارت میں شیطان علیہ اللعن کے علم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتایا یا نہیں؟ ضرور زیادہ بتایا اور شیطان کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا پھر اس شرک کو نص سے یعنی قرآن وحدیث سے بطور خود ثابت کیا یا نہیں؟ ضرور ثابت کیا اور یہ تینوں امر صریح کفر اور قائل یقینی کافر ہے۔ کون مسلمان اس کے کافر ہونے میں شک کرے گا کیوں کہ ان دونوں نے شیطان کے علم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زائد مان کر بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی کما لایخفیٰ علی العاقل۔ اور نبی کی توہین کرنے والا ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا۔

ان گستاخوں کی ایک اور گستاخی اسی کتاب کے ص ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیں:

لکھا ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کلام (اردو میں) کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ انتھی

دیکھ رہے ہیں آپ ان شیطان کی شیطنت ان کے سر کا پانی کتنا اونچا چڑھ گیا۔ سید کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کیسی سخت بیبا کی اور صریح توہین کر رہے ہیں۔ حضور اعلم الخلق خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو زبان اردو سے ناآشنا بتارہے ہیں، کتنے تعجب کی بات ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہر ایک شی کی زبان جانیں۔ حضرت آدم علیہ السلام قیامت تک بولی جانے والی ساری زبانیں جانیں اور نبی الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام زبان اردو نہ جانیں اور اس کے سیکھنے کو مدرسہ دیوبند تشریف لے جائیں۔ پھر علمائے دیوبند سے معاملہ ہو تب آپ کو زبان دیوبند آئے۔

حالاں کہ یہ اپنی جگہ محقق ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر چیز کی زبانوں سے واقف ہیں، جن وانس وملائکہ اور جمیع حیوانات، جمادات، نباتات کی زبانوں سے باخبر ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ اونٹ آپ کی بارگاہ میں فریاد لایا، ہرن نے آپ کی جناب میں

استغاثہ پیش کیا، شجر و حضر کا سلام آپ نے سماعت فرمایا مگر دیوبندی اندھوں کو کچھ نظر نہ آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں اپنی خباثت کا اظہار کر ہی دیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اردو سے ناواقف ثابت کرنے کے لیے ایک خواب گڑھ لیا اور مدرسہ دیوبند کا رتبہ بڑھانے کے لیے معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ علمائے دیوبند کا متعلم بنالیا اور کچھ شرم نہ آئی کہ اس میں اگر ایک طرف مدرسہ کا رتبہ بڑھتا ہے تو دوسری طرف رسول کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات کا رتبہ گھٹتا ہے۔ ولٰکن الوھابیۃ قوم لایعقلون قاتلھم اللّٰہ انا یوفکون۔ ع

خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے

اس رسوائے زمانہ کتاب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ بے علم ثابت کرنے کے لیے اور عوام الناس کو فریب میں ڈالنے کے لیے ایک بے اصل بات نقل کی کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ حالاں کہ حضرت شیخ محقق قدس سرہٗ العزیز مدارج شریف میں فرماتے ہیں۔ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نہ شدہ است۔ پھر فرمایا امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں لا اصل لہ۔ یہ حکایت محض بے اصل ہے۔ امام ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں فرمایا لم یعرف لہ سند اس کے لیے کوئی سند نہ پہچانی گئی۔

غور فرمایئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عظیم گھٹانے کو کیسی بے اصل حکایت سے سند لاتے ہیں اور فریب دینے کے لیے شیخ محقق کا نام بتاتے ہیں جو صراحتاً فرما رہے ہیں کہ اس حکایت کی نہ جڑ نہ بنیاد پھر بھی انہی کی طرف اسناد کیسی ڈھیٹائی ہے۔ ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

حقیقت بات یہ ہے کہ ان اولیائے شیطان اور اعدائے حبیب رحمٰن کو شیطان لعین سے قلبی دوستی ہے۔ اپنے دوست ابلیس علیہ اللعن کے وسعت علم کو نص سے ثابت مانتے ہیں اور اس کے لیے علم محیط زمین کا اقرار کر رہے ہیں اور اسی علم کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار رکھتے ہیں۔ آپ کے لیے دیوار کے پیچھے تک کا علم ماننے کو تیار نہیں۔ رسول کی

دشمنی میں ایسے اندھے بنے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسعت علم کے واسطے کوئی نص نہ آیا حالاں کہ بے شمار نصوص قطعیہ آیات بینہ اور احادیث نبویہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عظیمہ کے واسطے قرآن عظیم اور کتب احادیث میں آفتاب و ماہتاب کی طرح جلوے دے رہے ہیں۔ زمین و آسمان، فرش و عرش، لوح و قلم، تمام عالم کے ایک ایک ذرہ کو نہ صرف حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں بلکہ سائر انبیائے کرام اور رسولان عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی جانتے ہیں۔ ہاں اس فضل جلیل میں آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ تمام جہاں اور تمام انبیاء سے اتم و اعظم ہے۔ حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کی عطا سے اتنے غیوب کا علم ہے جن کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مجموعہ ماکان و مایکون کا علم محمد رسول اللہ ﷺ کے سمندر سے ایک لہر ہے۔ اس بارے میں قرآن عظیم کی آیات بینہ اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی احادیث کریمہ اور اقوال ائمہ کثیر وافر ہیں۔ بطور نمونہ صرف بعض پر اقتصار وماتوفیقی الا باللہ العزیز الغفار۔

حضور ﷺ کا علم ماکان و مایکون آیات و تفاسیر کی روشنی میں

(۱) قال تعالیٰ: وعلمك مالم تكن تعلم۔ وكان فضل اللّٰه عليك عظيماً۔ (پ ٤ ع ١٤)

ترجمہ: آپ کو اللہ نے وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔

صاحب خازن اس آیت کریمہ کے تحت خازن شریف کے ج ۱ ص ۲۹ میں فرماتے ہیں:

يعني من احكام الشرع وامور الدين وقيل علمك من علم الغيب مالم تكن تعلم وقيل معناه وعلمك خفيات الامور واطلعك علىٰ ضمائر القلوب وعلمك من احوال المنفقين وكيدهم لم تكن تعلم (وكان فضل اللّٰه عليك عظيما) يعني ولم يزل فضل اللّٰه عليك يامحمد عظيما فاشكره علىٰ ماولاك من احسانه ومن عليك بنبوته وعلمك ماانزل

عليك من كتابه وحكمته۔

ترجمہ: شریعت کے احکام اور دین کی باتیں سکھائیں اور کہا گیا ہے کہ آپ کو علم غیب کی وہ ساری باتیں سکھائیں جو آپ نہ جانتے تھے اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو پوشیدہ چیزوں کے علوم عطا فرمائے اور دلوں کے رازوں پر مطلع فرمایا اور منافقین کے احوال اور ان کے مکروفریب سے آگہی بخشی جنہیں آپ نہ جانتے تھے اور یہ اللہ کا آپ پر عظیم فضل ہے اور اللہ کا فضل عظیم آپ پر ہمیشہ رہے گا تو آپ اس کا شکریہ ادا کریں اس پر کہ اس نے آپ پر احسان فرمایا اور اس کا کہ اپنی نبوت کے ساتھ آپ کو نوازا اور آپ کو سکھایا وہ تمام جو اپنی کتاب وحکمت سے آپ پر نازل فرمایا۔

اور روح المعانی ج:۵ص:۱۴۴ میں حضرت علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:

(وعلمك) بانواع الوحى (مالم تكن تعلم) اى الذى لم تكن تعلمه من خفيات الامورو ضمائر الصدور ومن جملتها وجوه ابطال كيد الكائدين اومن امور الدين واحكام الشرع۔كماروى عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما اومن الخيرو الشركما قال الضحاك او من اخبار الاولين والآخرين كما قيل او من جميع ماذكر كما يقال۔

ترجمہ: خداوند کریم نے آپ کو وحی کی ساری نوعوں کا علم عطا فرمایا جو آپ نہ جانتے تھے یعنی ساری پوشیدہ باتیں اور دلوں کے اسرار اور منجملہ ان کے مکروفریب کرنے والوں کے مکروفریب کے باطل کرنے کے طریقے اور دین کی باتیں اور شریعت کے احکام سب کچھ سکھادئے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے یا خیروشر کی ساری باتوں سے آگہی بخش دی جیسا کہ ضحاک نے فرمایا اولین وآخرین کی خبروں پر مطلع فرمایا جیسا کہ کہا گیا۔ یا مذکورہ ساری باتوں کی اطلاع اللہ نے آپ کو دے دی۔

اور صاوی علی الجلالین ج:۱ص:۲۱۳ میں اسی آیت کے تحت ہے:

(وعلمك مالم تكن تعلم) من الاحكام والغيب۔

یعنی احکام اور غیب کی ساری چیزوں کا علم اللہ نے آپ کو عطا فرمایا جو آپ کے علم میں نہ تھا۔

اور مدارک شریف ج:ص ۱۹۵ میں حضرت علامہ ابوالبرکات عبداللہ نسفی علیہ الرحمہ
زیر آیت (وعلمك مالم تكن تعلم) فرماتے ہیں:

من امور الدين والشرائع او من خفيات الامور وضمائر القلوب (وكان فضل الله عليك عظيماً) فيما علمك وانعم عليك۔

دین اور شریعت کے امور اور راز ہائے سربستہ اور دلوں کے اسرار سب کچھ سکھا دیئے جن کو آپ نہ جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا اور انعامات سے آپ کو نوازا۔

(۲) وقال تعالیٰ: نزلنا عليك الكتاب تبياناً لكل شيءٍ (ع ۱۸)

ہم نے آپ پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

روح البیان ج:۵ ص:۷۰ میں اس آیت کریمہ کے تحت ہے:

يتعلق بامور الدين ومن ذٰلك احوال الامم مع انبيائهم۔

یہ بیان دینی امور سے تعلق رکھتا ہے اور اس میں سے امتوں کے حالات ان کے پیغمبروں کے ساتھ ہیں۔

اور روح المعانی ج ۵ ص ۲۱۴ میں ہے:

والمرادمن (كل شيءٍ) علىٰ ماذهب اليه جمع مايتعلق بامور الدين اى بياناً بليغاً لكل شيءٍ يتعلق بذلك ومن جملته احوال الامم مع انبيائهم عليهم السلام۔

یعنی کل شی سے مراد جس کی طرف ایک جماعت گئی ہے وہ چیزیں ہیں جو دینی امور سے تعلق رکھتی ہیں یعنی ایسی چیزوں کا مکمل بیان ہے جو ان سے تعلق رکھتی ہیں۔ منجملہ ان کے امتوں کے حالات، ان کے انبیا علیہم السلام کے ساتھ ہیں۔

(۳) وقال تعالیٰ: وتفصيل الكتاب لاريب فيه (پ ۱۱ ع ۹)

اور لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں۔

اس آیت کریمہ کے تحت روح البیان ج:۴ ص:۴۶ میں ہے:

ای وتفصیل ماحقق واثبت من الحقائق والشرائع وفی التاویلات النجمیة ای تفصیل الجملة التی هی المقدرة المکتوبة فی الکتاب الذی عنده لایتطرق الیه المحووالاثبات لانه ازلی وابدی۔

یعنی قرآن کریم ان حقائق وشرائع کی تفصیل ہے جو محقق اور ثابت کی جا چکی ہیں اور تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس تمام کی تفصیل ہے جو تقدیر میں آچکی ہیں اور اس کتاب میں لکھی جا چکی ہیں جو اس کے پاس ہے جس کی طرف محو واثبات راہ نہیں پاتے، جس میں ردوبدل نہیں ہوتا کیوں کہ وہ کتاب ازلی وابدی ہے۔

اور جلالین شریف ص:۱۷۴ میں ہے:

(تفصیل الکتاب) تبین ماکتب اللّٰہ تعالیٰ من الاحکام وغیرھا۔

یعنی قرآن پاک ان احکام اور ان کے علاوہ کا روشن بیان ہے جو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمادیا ہے۔

اور صاوی علی الجلالین ج:۲ ص:۱۶۱ میں ہے:

ای مفصل لما فی الکتاب وھواللوح المحفوظ فالقرآن مفصل لما کتب فی اللوح المحفوظ من علم ماکان ومایکون وماھو کائن فی الدنیا والأخرة فمن اعطی شیئًا من اسرار القرآن فلایحتاج للاطلاع علی اللوح المحفوظ بل یاخذ منه ماارادہ وقوله (وغیرھا) ای من المغیبات۔

یعنی قرآن تفصیلاً بیان کرتا ہے ان تمام باتوں کو جو کتاب یعنی لوح محفوظ میں درج ہیں تو قرآن تمام چیزوں کو بالتفصیل بیان کرتا ہے جو لوح محفوظ میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہیں۔ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو آخرت میں ہوگا۔ سارے علوم لوح محفوظ میں مکتوب ہیں قرآن نے ان سب کو کھول کر بیان کر دیا تو جسے قرآن کے اسرار سے کچھ عطا کر دیا گیا اسے لوح محفوظ پر اطلاع پانے کی حاجت نہیں بلکہ قرآن سے لے لے گا وہ تمام چیزیں جن کی انہیں چاہت ہوگی اور ان کے قول ”وغیرہا“ سے مراد امور غیبیہ ہیں

یعنی قرآن امور غیب کی بھی تفصیل ہے۔

اور خازن شریف ج:۲ص:۳۱۶ میں ہے:

وتبين مافي الكتاب من الحلال والحرام والفرائض والاحكام.

یعنی قرآن واضح بیان ہے حلال وحرام اور فرائض واحکام کا جو کتاب میں ہے۔

(۴)وقال تعالیٰ :وجئنابك علىٰ هؤلاء شهيداً.(پ:۵ ع:۳)

اور اے محبوب آپ کو ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

اس آیت کریمہ کے تحت روح البیان ج۲ص ۲۱۱ میں ہے:

اعلم انه يعرض على النبى عليه السلام اعمال امته غدوة وعشية فيعرفهم بسيمااعمالهم فلذالك يشهدعليهم.

حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آپ کی امت کے اعمال صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا آپ امت کو ان کی علامت سے جانتے ہیں اور ان کے اعمال کو بھی اسی لیے آپ ان پر گواہی دیں گے۔

اور تفسیر مدارک شریف ج۱ص ۱۷۶ میں ہے:

شاهداعلىٰ من آمن بالايمان وعلىٰ من كفر بالكفروعلىٰ من نافق بالنفاق.

یعنی حضور علیہ السلام گواہ ہیں مومنوں پر ان کے ایمان کے اور کافروں پر ان کے کفر کے اور منافقوں پر ان کے نفاق کے۔

(۵)وقال تعالیٰ :ويكون الرسول عليكم شهيداً(پ۲،ع ۱)

یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ ہوں۔

تفسیر روح البیان ج۱ص ۲۴۸ میں ہے:

هذا مبنىٌ علىٰ تضمين الشهيدمعنىٰ الرقيب والمطلع فعدى تعديته والوجه فى اعتبار تضمين الشهيد الاشارةالىٰ ان التعديل والتزكية انما يكون عن خبرة ومراقبة بحال الشاهدومعنى شهادة الرسول

عليهم اطلاعه علىٰ رتبة كل متدين بدينه فهو يعرف ذنوبهم وحقيقة ايمانهم واعمالهم وحسناتهم وسياتهم واخلاصهم ونفاقهم وغير ذلك بنور الحق عليه الصلوٰة والسلام۔

ہاں یہ اس بنا پر ہے کہ کلمہ ''شہید'' میں محافظ اور خبردار کے معنی بھی شامل ہیں اور اس معنی کے شامل کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ کسی کو عادل کہنا اور صفائی کی گواہی دینا گواہ کے حالات پر مطلع ہونے سے ہو سکتا ہے اور حضور علیہ السلام کا مسلمانوں پر گواہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور علیہ السلام ہر دیندار کے دینی مرتبہ کو پہچانتے ہیں پس حضور علیہ السلام مسلمانوں کے گناہوں کو اور ان کے ایمان کی حقیقت کو ان کے اچھے برے اعمال کو ان کے اخلاص اور نفاق وغیرہ کو نور حق سے پہچانتے ہیں اور حضور علیہ السلام کی امت بھی قیامت میں ساری امتوں کے یہ حالات حضور علیہ السلام کے نور سے جانے گی۔

تفسیر خازن ج ا ص ۹۷ میں ہے:

ثم یوتی بمحمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیسئلہ عن حال امتہ فیزکیہم ویشہد بصدقہم۔

پھر قیامت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلایا جائے گا پھر آپ سے آپ کی امتوں کے حالات پوچھے جائیں گے تو آپ ان کی صفائی کی گواہی دیں گے اور ان کی سچائی کی۔

تفسیر مدارک شریف ج ا، ص ۶۳ میں ہے:

فیوتیٰ محمد علیہ السلام فیسئل عن حال امتہ فیزکیہم ویشہد بعدالتہم۔

پھر حضور علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور آپ سے امت کے حالات پوچھے جائیں گے۔ پس آپ اپنی امت کی صفائی بیان فرمائیں گے اور ان کے عادل ہونے کی گواہی دیں گے۔

(۶) قال اللّٰہ تعالیٰ: الرحمٰن علم القرآن۔ خلق الانسان۔ علمہ البیان۔ (پ ۲۷، ع ۱۱)

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا

کیا۔ماکان ومایکون کا بیان انہیں سیکھایا۔

خازن ج:۴ص:۲۰۸ اسی آیت کریمہ کے تحت ہے:

وقیل اراد بالانسان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان مایکون وماکان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم ینبئ عن خبرالاولین الاخرین وعن یوم الدین وقیل علمہ بیان الاحکام من الحلال والحرام والحدود والاحکام۔

کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔بیان،یعنی جو کچھ ہوا ماضی میں اور جو کچھ ہوگا مستقبل میں اور جو کچھ ہو رہا ہے حال میں سارے امور اللہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھا دیا۔اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگلوں اور پچھلوں اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں۔اور کہا گیا ہے کہ آپ کو حلال وحرام اور حدود واحکام کے بیانات سکھا دیے۔

روح البیان ج۹،ص۲۸۹ میں ہے:

وعلم نبینا علیہ السلام القرآن واسرار الالوھیۃ کما قال وعلمك مالم تکن تعلم۔

یعنی ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن اور الوہیت کے راز سکھا دیے۔جیسا کہ خود ارشاد فرمایا کہ اللہ نے آپ کو سکھا دیں وہ تمام چیزیں جو آپ نہ جانتے تھے۔

اور تفسیر مدارک ج۴،ص:۱۵۷ میں اسی آیت کے تحت ہے:

الانسان ای الجنس او أدم او محمدا علیھما السلام۔

انسان سے مراد یا جنس انسانی ہے یا آدم علیہ السلام یا حضور علیہ السلام۔

اور تفسیر صاوی علی الجلالین ج۴ص۱۲۹ میں اسی آیت مبارکہ کے تحت ہے:

وقیل ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لانہ الانسان الکامل والمراد بالبیان علم ماکان ومایکون وما ھوکائن وقیل ھو آدم علیہ السلام

والمراد بالبیان اسماء کالشئ ماوجدومالم یوجد بجمیع اللغات فکان یتکلم بسبعمائة لغة افضلهاالعربیة۔

کہا گیا ہے کہ مراد انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے کہ آپ ہی انسان کامل ہیں اور مراد بیان سے ان تمام کا جاننا ہے جو ہوا اور جو ہوگا اور جو ہو رہا ہے اور کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہیں اور بیان سے مراد ہر اس چیز کے اسما ہیں جو موجود ہو چکے اور جو ابھی تک موجود نہ ہوئے ساری زبانوں کے ساتھ تو حضرت آدم علیہ السلام سات سو زبانوں کے ساتھ کلام فرماتے تھے ان میں افضل زبان عربی ہے۔

(۷)قال تعالیٰ :فلا یظهر علیٰ غیبه احداً الامن ارتضیٰ من رسول۔(پ:۲۹،ع:۱۲)

تو اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔

اسی کے تحت تفسیر خازن، ج۴،ص۳۱۹ میں ہے:

یعنی الامن یصطفیه لرسالته ولنبوته فیظهر علیٰ مایشأ من الغیب حتی یستدل علیٰ نبوته بمایخبربه من المغیبات فیکون ذٰلك معجزة له وآیة دالة علی نبوته۔

یعنی اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اس کے جسے اپنے نبوت ورسالت کے لیے منتخب فرمالے پھر ظاہر فرما دیتا ہے ان پر غیب جو چاہتا ہے کہ ان کی نبوت پر دلیل پکڑی جائے ان غیوب کے ذریعہ جن کی وہ خبر دیتے ہیں تو غیب کی خبریں دینا ان کا معجزہ ہوتا ہے اور ان کی نبوت پر دلالت کرنے والی نشانی۔

اور روح البیان ج۱۰،ص۲۰۱ میں ہے:

قال ابن الشیخ انه تعالیٰ لایطلع علیٰ الغیب الذی یختص به علمه الاالمرتضیٰ الذی یکون رسولاً ومالایختص به یطلع علیه غیر الرسول۔

ابن شیخ نے فرمایا ان غیوں پر جن کے ساتھ اللہ کا علم مخصوص ہے سوائے اپنے برگزیدہ

رسول کے کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ اور جن غیبوں کے ساتھ اس کا علم مخصوص نہیں ان پر غیر رسول کو بھی مطلع فرمادیتا ہے۔

اور تفسیر مدارک شریف ج ۴، ص ۲۲۷ میں ہے:

الا رسولاً قدارتضاه لعلم بعض الغيب ليكون اخباره عن الغيب معجزة له فانه يطلعه على غيبه ماشاء۔

یعنی اپنے غیب پر مسلط نہیں فرماتا کسی کو مگر ایسے رسول کو جنہیں بعض غیوب کے علم کے لئے پسند فرمالیا ہے تا کہ ان کا غیب کی خبر دینا ان کا معجزہ ہو اسی لئے وہ اپنے غیب پر ان کو مطلع فرماتا ہے جتنا چاہتا ہے۔

(۸) وقال تعالیٰ: وماهو علی الغيب بضنين (پ: ۳۰، ع ٦)

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

خازن ج: ۴، ص ۳۵۷ میں ہے:

يقول انه ياتيه علم الغيب ولا يبخل به عليكم ويخبر كم به ولا يكتمه۔

فرماتے ہیں کہ ان کے پاس علم غیب آتا ہے اور وہ ان کے ساتھ تم پر بخل نہیں فرماتے۔ تمہیں اس کی خبر دیتے ہیں اور اسے چھپاتے نہیں۔

اور صاوی ج: ۴، ص ۲۵۰ میں ہے:

فلا يبخل به عليكم بل يخبر كم به على طبق ما امر ولا يكتم۔

یعنی وہ غیب کے ساتھ تم پر بخیلی نہیں فرماتے بلکہ تم کو اس سے آگہی بخشتے ہیں مطابق اس کے جو انہیں حکم ہوا اور غیب چھپاتے نہیں۔

اور تفسیر مدارک ج: ۴، ص: ۲۵۲ میں اسی آیت کریمہ کے تحت:

ليعلمه كما علم ولا يكتم شيئًا مماعلم۔

یعنی غیب کی باتیں سکھاتے ہیں جیسا کہ انہیں سکھایا گیا اور جو انہیں سکھایا گیا ان میں سے کچھ چھپاتے نہیں۔

(۹) وقال تعالیٰ: ولا يحيطون بشئٍ من علمه الا بماشاء (پ: ۳ ع: ۲)

اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔

روح البیان ج:اص:۴۰۳ میں اس آیت مبارکہ کے تحت حضرت شیخ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

وفی التاویلات النجمية (يعلم) محمد عليه السلام۔(مابين ايديهم) من الامور الاوليات قبل خلق الله الخلائق كقوله (اول ماخلق الله نورى) (وماخلفهم) من اهوال القيامة وفزع الخلق وغضب الرب وطلب الشفاعة من الانبياء وقولهم نفسی نفسی وحوالة الخلق بعضهم الى بعض حتىٰ بالاضطرار يرجعون الى النبى عليه السلام لاختصاصه بالشفاعة (ولايحيطون بشئ من علمه) يحتمل ان تكون الهاء كناية عنه عليه السلام۔يعنى هو شاهدعلى احوالهم (يعلم مابين ايديهم) من سيرهم ومعاملاتهم وقصصهم (وماخلفهم) من امور الآخرة واحوال اهل الجنة والنار وهم لايعلمون شيئًا من معلوماته (الا بماشآء) ان يخبرهم عن ذلك انتهىٰ ۔قال شيخنا العلامة ابقاه الله بالسلامة فى الرسالة الرحمانية فى بيان الكلمة العرفانية علم الاولياء من علم الانبياء بمنزلة قطرة من سبعة ابحر وعلم الانبياء من علم نبينا محمدعليه الصلوٰة والسلام بهذه المنزلة وعلم نبينا من علم الحق سبحانه بهذه المنزلة۔ انتهىٰ وفى القصيدة البردية۔

وكلهم من رسول الله ملتمس

غرفامن البحراور شفامن الديم

وواقفون لديه عندحدهم

من نقطة العلم او من شكلة الحكم

حاصله ان علوم الكائنات وان كثرت بالنسبة الى علم الله عزوجل بمنزلة نقطة اوشكلة ومشربهابحر روحانية محمدصلى الله

علیہ وسلم فکل رسول ونبی وولی آخذون بقدر القابلیۃ و الا ستعدادممالدیہ ولیس لاحدان یعدوہ اویتقدم علیہ۔

اور تاویلات نجمیہ میں ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام احوال کو جوان مخلوقات سے پہلے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے مخلوقات پیدا کرنے سے پہلے ہوئے جانتے ہیں جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے اوما خلق اللہ نوری۔اوران تمام حالتوں کو جوان کے بعد ہونے والے ہیں۔یعنی احوال قیامت اور مخلوق کی گھبراہٹ اور رب تعالیٰ کا غضب اور انبیائے کرام علیہم السلام سے طلب شفاعت اوران کا جواب نفسی نفسی فرمانا اور لوگوں کا ایک دوسرے کے پاس آنا جانا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں شفاعت کے ساتھ آپ کے مخصوص ہونے کی وجہ سے سارے لوگوں کا حاضر ہونا تمام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں۔

(ولا یحیطون بشیٔ من علمہ) احتمال ہے کہ "علمہ" کی "ھا" کی ضمیر کنایہ ہو حضور علیہ السلام سے تو مطلب یہ ہوگا کہ آپ ساری خلقت کی حالتوں کو مشاہدہ فرمارہے ہیں اور مخلوقات کے سامنے کے سارے حالات اوران کے عادات اوران کے معاملات اور ان کے حکایات سب کو جانتے ہیں اوران کے پیچھے کے حالات، آخرت کے احوال جنتی اور دوزخی کے حالات جانتے ہیں اور یہ لوگ حضور علیہ السلام کے معلومات سے کچھ بھی نہیں جانتے مگر جس قدر سے آپ ان کو باخبر کرنا چاہیں۔انتہی

ہمارے استاد علامہ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے الرسالۃ الرحمانیۃ فی بیان الکلمۃ العرفانیۃ۔میں فرمایا کہ اولیاء کا علم انبیاء کے علم سے بمنزل ایک قطرہ ہے سات بحر ذخار ناپیدا کنار سے اور انبیا کا علم ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے اور ہمارے حضور نبی علیہ السلام کا علم حق سبحانہ کے علم سے اسی منزل میں۔قصیدہ بردہ شریف میں ہے سارے کے سارے حضور علیہ السلام ہی سے لیتے ہیں سمندر سے ایک چلو یا تیز بارش سے چھینٹا اور آپ کی بارگاہ میں اپنی اپنی حد پہ کھڑے ہیں، آپ کے نقطہ علم یا اعراب حکم سے فیض پاتے ہیں۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ علوم کائنات گرچہ کثیر ہیں مگر نسبت کرتے ہوئے اللہ عزوجل کے علم کی طرف بمنزلہ ایک نقطہ یا ایک اعراب کے ہے اور سارے علوم کا مشرب حضور علیہ السلام کی روحانیت کا سمندر ہے تو ہر رسول اور ہر نبی اور ہر ولی اپنی اپنی قابلیت واستعداد کے مطابق حضور علیہ السلام کی بارگاہ ہی سے سیرابی حاصل کرتے ہیں۔ اور آپ سے تجاوز کرنے اور آگے بڑھنے کی کسی میں مجال نہیں۔

اور تفسیر خازن ج:۱ص ۱۹۶ میں (الابماشاء) کے تحت ہے:

یعنی ان یطلعهم علیه وهم الانبیاء والرسل لیکون مایطلعهم علیه من علم غیبه دلیلاً علی نبوتهم۔

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اس پر اطلاع دیتا ہے اور وہ انبیاء ورسل ہیں تا کہ ان کا علم غیب پر مطلع ہونا ان کی نبوت کی دلیل ہو۔

(۱۰) قال تعالی: وعلم آدم الاسماء کلها (پ:۱ ع:٤)

اور اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے۔

روح المعانی میں ج:۱ص:۲۲۴ پر اس آیت کریمہ کے تحت ہے:

المراد بها اسماء ماكان ومايكون الٰى يوم القيامة وعزیٰ الٰى ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما۔

یعنی مراد اس سے ان تمام چیزوں کے اسماء جو ہو چکے اور جو قیامت تک ہوں گے اور اس کی نسبت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف کی ہے۔

اور تفسیر روح البیان ج:۱ص:۱۰۰ پر اسی کے تحت ہے:

وعلمه احوالها وما يتعلق بها من المنافع الدينية و الدنيوية وعلمه اسماء الملائكة واسماء ذريته كلهم واسماء الحيوانات و مايكون وكل نسمة يخلقها الٰى يوم القيامة واسماء المطعومات والمشروبات وكل نعيم فی الجنة واسماء كل شی حتیٰ القصعة والقصيعة وحتیٰ الجنة وحلب وفی الخبر علمه سبعماْة الف لغة فكان من معجزاته تكلمه

بجميع اللغات المختلفة التی يتكلم بها اولاده الیٰ يوم القيامة من العربية والفارسية والرومية والسريانية واليونانية والعبرانية والزنجية وغيرها انتهیٰ اختصاراً۔

اور حضرت آدم علیہ السلام کو ان چیزوں کے حالات سکھائے اور جو کچھ ان میں دینی اور دنیوی منافع ہیں وہ سب بتائے، فرشتوں اور ان کی اولاد اور حیوانات اور جمادات کے نام سکھائے اور ہر چیز کا بنانا اور تمام شہروں اور گاؤں اور پرندوں اور درختوں کے نام اور جو کچھ ہوں گے اور ہر جاندار جو قیامت تک پیدا ہوں گے ان کے نام اور کھانے پینے کی چیزوں کے نام اور جنت کی ہر نعمت غرض ہر چیز کے نام یہاں تک کہ پیالہ اور پیالی اور ڈھال اور دودھ دوہنے کے برتن سب کے نام سکھا دیے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ساتھ لاکھ زبانیں سکھا دیں تو آپ کے معجزہ سے تھا آپ کا کلام کرنا سارے مختلف زبانوں کے ساتھ جس کے ساتھ آپ کی اولاد قیامت تک بولے گی عربی، فارسی، رومی، سریانی، یونانی، عبرانی، زبان حبشی وغیرھا۔

اقول: یہ ہے آدم علیہ السلام کا علم جو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہے وہ بھی حضور علیہ السلام کے بحر علم سے ہی اخذ کردہ ہے کما مر۔ جب آپ کے علم کا یہ عالم ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا اندازہ کس سے ممکن۔ یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ جو زبانیں حضرت آدم علیہ السلام جانتے اور بولتے تھے حضور علیہ السلام بدرجہ اولیٰ جانتے ہیں۔

هذه عشرة كاملة۔ یہ آیات بینہ قرآنیہ فرقانیہ کے دس نصوص جلیلہ جلیہ قطعیہ اور ان کے تفاسیر معتبرہ معتمدہ مشہورہ خازن شریف، صاوی شریف، جلالین شریف، مدارک شریف وغیرہم سے پیش کی گئیں، جن سے آفتاب نیم روز کی طرح ابین وروشن ہو گیا کہ خالق کائنات کے جود وعطا سے حضور پر نور شافع یوم النشور اشرف المخلوقات علیہ وآلہ وصحبہ افضل الصلوٰت والتسلیمات کے علمی مقامات ودرجات اور عرفانی فضائل وکمالات بہت ارفع واعلیٰ ہیں اور اس قدر کہ جن کی کوئی حد وانتہا نہیں۔ جن وانس یا کوئی ملک آپ کے علوم عظیمہ اور معارف

جزئیہ کا حصر واحصا نہیں کر سکتے سوائے خدائے علیم وخبیر جل وعلیٰ کے کسی کو خبر نہیں۔

زمین وآسمان، لوح وقلم، عرش وکرسی آپ کی وسعت علمی سب کو محیط۔ ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ، گوشہ گوشہ اور جو کچھ ہو چکا اور جو ہو رہا ہے، جو ہوگا، دلوں کے اسرار کس کے دل میں کیا ہے؟ ایمان وایقان ہے یا کفر ونفاق، کون سعید ہے کون شقی؟ کون جنتی ہے کون جہنمی؟ پس دیوار یا پیش دیوار کون کیا کر رہا ہے؟ قیامت تک بولی جانے والی زبانیں، جن وانس کی ہوں یا وحوش وطیور کی، ملائکہ کی ہوں یا دیگر مخلوقات کی۔ عربی ہوں یا عجمی، عبرانی ہوں یا سریانی، اردو ہوں یا ہندی، فرشی ہوں یا عرشی۔ سب سے آپ آگاہ لوح محفوظ میں کیا لکھا ہے؟ اولین وآخرین کے حالات کیا ہیں غرض ایک ایک بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون وقاتلھم اللّٰہ انیٰ یوفکون۔

علوم مصطفیٰ ﷺ احادیث اور اقوال محدثین کی روشنی میں

اب آیئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم ومعارف سے متعلق احادیث کریمہ اور تشریحات ائمہ کی تجلیات واضحہ کا نظارہ کر کے اپنے ایمانی دنیا کو پرنور بنائیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بحار علوم سے سیرابی حاصل کریں اور دیکھیں کہ آپ کا سمندر علم کس قدر موج مارتا ہے۔

(۱) بخاری شریف ج ۱ ص: ۴۵۳ پ ۱۳ ر کتاب بدء الخلق میں ہے:

عن طارق ابن شهاب قال سمعت عمر يقول قام فينا النبي صلى الله عليه وسلم مقاماً فاخبرنا عن بدء الخلق حتىٰ دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذالك من حفظه ونسيه من نسيه۔

حضرت طارق ابن شہاب سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہم میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی مقام پر قیام فرمایا تو ہم کو ابتدائے پیدائش سے خبر دی یہاں تک جنتی اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں میں جس نے اسے یاد رکھا وہ یاد رکھا اور جو اس کو بھول گیا وہ بھول گیا۔

عینی شرح بخاری ج:۱۵ص:۱۱۰ میں اسی حدیث کے تحت ہے:

فیہ دلالۃ علیٰ انہ اخبرفی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائھا الیٰ انتھائھا وفی ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد امرعظیم من خوارق العادۃ وکیف وقد اعطی جوامع الکلم مع ذالک۔

یعنی اس حدیث میں دلالت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں ساری مخلوقات کے سارے احوال کی از ابتدا تا انتہا خبر دے دی اور ایک ہی مجلس میں ان ساری باتوں کا پیش کرنا آپ کے معجزات سے ایک عظیم معجزہ ہے اور ایسا کیوں کر نہ ہو کہ اس کے ساتھ آپ جوامع الکلم کے ساتھ سرفراز فرمائے گئے۔

اور اسی میں ابوزید انصاری کی حدیث سے ہے:

قال صلیٰ بنارسول اللّٰہ صلیٰ اللّٰہ علیہ وسلم صلوۃ الصبح وصعد المنبر فخطبنا حتیٰ حضرت الصلاۃ ثم نزل فصلیٰ بناالظھرثم صعدالمنبر فخطبناثم العصر کذالک حتیٰ غا بت الشمس فحدثنا بما کان وماھو کائن فاعلمنا احفظنا۔

یعنی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو نماز صبح پڑھائی اور ممبر پر تشریف لے گئے تو ہم لوگوں کو خطاب ظہر کے وقت تک فرماتے رہے۔ پھر منبر سے نزول فرما کر ہم لوگوں کو نماز ظہر پڑھائی، پھر ممبر پر جلوہ گر ہو کر عصر تک خطاب فرماتے رہے۔ پھر عصر کی نماز پڑھا کر غروب آفتاب تک بیان فرماتے رہے، تو ہم لوگوں کو آگہی بخش دی ان تمام چیزوں کی جو ہو چکی اور جو ہونے والی تھیں، تو ہم میں کا زیادہ جانکار وہ ہے جو زیادہ یاد رکھا۔

(۲) مشکوۃ شریف ص:۴۶۱ کتاب الفتن میں ہے:

عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ماترک شیئا یکون فی مقامہ ذلک الیٰ قیام الساعۃ الاحدث بہ حفظۃ من حفظہ و نسیہ من نسیہ۔

یعنی حضرت حذیفہ سے مروی کہ انھوں نے فرمایا کہ ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک مقام پر کھڑے ہوئے تو اس مقام میں قیامت تک جو ہوگی اس میں سے کوئی چیز نہ چھوڑی مگر اس کی خبر دے دی جس نے یاد رکھا وہ یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

اشعۃ اللمعات ج ۴ ص: ۳۷۵ میں اس کا ترجمہ یوں ہے:

یعنی نہ گزاشت دریں مقام ہیچ چیز را از وقائع کہ شدنی ست تا روز قیامت مگر آنکہ حدیث کرد و خبر داد بداں چیز۔ یعنی اس مقام میں وقائع میں سے کسی چیز کو جسے قیامت تک ہونی ہے نہ چھوڑی مگر اسے بیان فرما دیا اور ان چیزوں کی خبر دے دی۔

(۳) مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین ص: ۵۱۲ بروایت ثوبان ہے:

قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللّٰہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا۔

یعنی حضرت ثوبان نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی تو میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

(۴) مشکوٰۃ شریف باب المساجد ج: ۱ ص: ۷۰ بروایت عبدالرحمٰن ابن عائش کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

فعلمت مافی السمٰوٰت والارض۔ تو میں زمین و آسمان کے ساری چیزوں کو جان گیا۔

مرقات ج: ۱ ص: ۴۶۳ میں اسی حدیث پاک کے تحت ہے:

(فعلمت) ای بسبب وصول ذالك الفيض (مافی السمٰوٰت والارض) یعنی ما اعلمه اللّٰه تعالیٰ مما فیهما من الملائكة والاشجار وغیرهما وهو عبارة عن سعة علمه الذی فتح اللّٰه به علیه وقال ابن حجرای جمیع الكائنات التی فی السمٰوٰت بل وما فوقهاكما یستفاد من قصة المعراج والارض هی بمعنیٰ الجنس ای وجمیع مافی الارضین السبع بل وماتحتها كما افاده اخباره علیه السلام عن الثوروالحوت الذین علیهما الارضون كلها۔

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس فیض کے پہنچنے سے میں نے وہ تمام

چیزیں جان لیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں یعنی آسمانوں اور زمینوں کی وہ ساری چیزیں جن کی اللہ نے آگہی بخشی۔ فرشتے درخت وغیرہ سب کو میں جان گیا یہ آپ کی وسعت علمی کا بیان ہے جسے اللہ نے آپ پر کھول دی۔ اور ابن حجر نے فرمایا یعنی جمیع کائنات کو جان لی جو آسمانوں میں ہیں بلکہ جو ان کے اوپر ہیں جیسا کہ قصہ معراج سے سمجھا جاتا ہے اور ''ارض'' جنس کے معنی میں ہے یعنی جان لی وہ تمام چیزیں جو ساتوں طبق زمین میں ہیں بلکہ جو ان کے نیچے ہیں ان کو بھی جان گئے جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان گائے اور مچھلی کی خبر دینے سے معلوم ہوا جن پر ساری زمین قائم ہیں۔

اسی حدیث کے تحت اشعۃ اللمعات ج:۳، ص:۳۳۳ پر ہے:

عبارت ست از حصول تمام علوم جزوی وکلی واحاطۂ آں یعنی حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام جزوی وکلی علوم کے حاصل ہونے اور اس کے احاطہ کرنے پر دال ہے۔

وشناختم ہمہ را۔ مجھ پر ہر قسم کے علوم ظاہر وروشن ہو گئے اور میں نے سب پہچان لیا۔

(۶) بخاری شریف ج:۲، ص:۱۰۸۳ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ہے:

اخبرنی انس بن مالک ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم خرج حین زاغت الشمس فصلی الظہر فلما سلم قام علی المنبر فذکر الساعۃ وذکر ان بین یدیہا اموراً عظیماً ثم قال من احب ان یسئل عن شئ فلیسئل عنہ فواللّٰہ لاتسئلونی عن شئ الا اخبرتکم بہ مادمت فی مقامی ھذا۔قال انس فاکثر الناس البکاء واکثر رسول اللہ ﷺ ان یقول سلونی ۔قال انس فقام الیہ رجل فقال این مدخلی یارسول اللہ قال النار فقام عبداللّٰہ بن حذافۃ فقال من ابی یارسول اللّٰہ قال ابوک حذافۃ ثم اکثر ان یقول سلونی سلونی۔ اختصاراً۔

یعنی انس ابن مالک نے مجھ کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب کے ڈھلنے پر تشریف لائے پھر نماز ظہر ادا فرمائی پھر جب سلام پھیر لیا تو منبر پر کھڑے ہو کر قیامت کا ذکر فرمایا اور بیان فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہوں گے پھر فرمایا جسے کچھ

پوچھنا پسند ہو تو وہ اس کے بارے میں پوچھے۔ قسم خدا کی جب تک میں اس مقام میں ہوں جو بھی پوچھو گے میں اس کے بارے میں بتادوں گا تو ایک شخص آپ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر عرض کیا میرا ٹھکانہ کہاں ہے یارسول اللہ؟ فرمایا جہنم۔ پھر عبداللہ ابن حذافہ کھڑے ہو کر دریافت کیا میرا باپ کون ہے یارسول اللہ؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر بار بار ارشاد فرماتے رہے پوچھو پوچھو۔

(۵) مشکوۃ شریف باب المساجد ص:۷۰ میں ہے:

فتجلی لی کل شیٔ وعرفت۔ تو میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور ان سب کو پہچان لیا۔

اس حدیث کے تحت اشعۃ اللمعات ج ا ص ۳۴۲ میں ہے:

پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را۔

(۷) مسلم شریف کتاب الجہاد ج:۲ ص:۱۰۲ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا مصرع فلان ویضع یدہ علی الارض ھٰھنا وھٰھنا قال فما ماط احدھم عن موضع یدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مقام فلاں کے پچھڑنے کی جگہ ہے اور اپنا ہاتھ جابجا رکھتے تھے راوی کا بیان ہے کہ مقتولین میں سے کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ادھر ادھر نہ ہوا۔

(۸) مشکوۃ شریف ج:۲، ص:۵۶۳ میں ہے:

قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غداً رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ۔

یعنی یوم خیبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جھنڈا کل میں ضرور ضرور ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح عطا فرمائے گا وہ اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے۔

(۹) مشکوٰۃ شریف ج:۲ص:۲۷۷ میں ہے:

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم رأیت خیراً تلد فاطمة ان شاء اللّٰه غلاماً یکون فی حجرك فولدت فاطمة الحسین فکان فی حجری کما قال رسول اللہ صلی اللّٰه علیه وسلم۔

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا ہے انشاء اللہ فاطمہ سے فرزند پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں رہے گا۔ تو حضرت فاطمہ سے حضرت حسین پیدا ہوئے تو وہ میری گود میں آئے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

(۱۰) بخاری شریف ج:۱ص:۳۵ پر ہے:

عن ابن عباس قال مرالنبی صلی اللّٰه علیه وسلم بقبرین فقال انهما لیعذبان ومایعذبان فی کبیراما احدهما فکان لایستترمن البول واما الآخرفکان یمشی بالنمیمة ثم اخذجریدة رطبة فشقهانصفین فغرزفی کل قبرواحدة قالوایا رسول اللّٰه لم فعلت هذا قال لعله یخفف عنهما مالم ییبسا۔

یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ حضور علیہ السلام دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور کسی دشوار بات میں عذاب نہیں دیا جارہا ہے ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا۔ پھر ایک تر شاخ لے کر آدھا آدھا چیر دیا پھر ہر قبر پر ایک ایک گاڑ دیا تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ایسا کیوں کیا؟ تو فرمایا جب تک یہ دونوں شاخ خشک نہ ہوں گے ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔

هذه ایضاً عشرة۔ احادیث نبویہ کے یہ دس نصوص صریحہ ظاہرہ، زاہرہ، باہرہ، بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف سے پیش کی گئیں ان میں سے بعض کی شرحیں عینی شرح بخاری، لمعات، مرقات شرح مشکوٰۃ سے نقل کردی گئیں جو حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم عظیمہ اور معارف جلیلہ پر روشن حجتیں اور واضح دلیلیں ہیں۔ یہ پورے ہیں

نصوص ہوئے ان کے علاوہ بھی بہت سے نصوص قرآن اور کتب احادیث میں آفتاب وماہتاب کی طرح چمک دمک رہے ہیں۔ مگر اولیائے شیطان علیہ اللعن واعدائے حبیب رحمٰن (جل وعلیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ایک نص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کے لیے دکھائی نہیں دی لانھم عمی فھم لا یبصرون۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا جنہوں نے دین متین کی سچی خدمت کی اور ناموس رسالت کی بھرپور حفاظت فرمائی تادم آخر ہر باطل کا مقابلہ کرتے رہے۔ طوائف وہابیہ، دیوبندیہ، چکڑالویہ، مرزائی اور ہر بے دین، مرتدین، غیر مقلدین، خذلھم المولیٰ تعالیٰ۔ کا قلع قمع کیا اور ان کے عقائد فاسدہ اور خیالات باطلہ سے بلا خوف لومۃ لائم لوگوں کو روشناش کرایا۔ ان کے مفاسد برملا بیان فرمائے۔ مسلمانوں کو ان کے مکروفریب سے آگہی بخشی۔ اس لیے یہ لوگ آپ سے بغض وعناد اور سخت عداوت رکھتے ہیں اور طرح طرح کی بدگوئی اور گستاخی ان کی شان میں کرتے ہیں مگر اس کی ان سے کیا شکایت کہ وہ اعلیٰ حضرت کے بارے میں ایسا ویسا کہتے ہیں جب کہ یہ لوگ شان الوہیت اور شان رسالت میں گستاخی کرنے سے ذرہ برابر نہیں ڈرتے۔ ان کے نزدیک ولی وہ ہے جو حضور ﷺ کے علم کو ابلیس لعین کے علم سے گھٹائے۔ یا بہائم وغیرہ کے علم سے تشبیہ دے یا ان کے برابر یا ختم نبوت کا انکار کرے یا معاذ اللہ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ کو جھوٹا بتائے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ونعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکر اللہ۔ اولٰئک حزب الشیطٰن۔ الا ان حزب الشیطٰن ھم الخٰسرون۔

بدعقیدوں کے گندے عقیدے

ان دیوبندیہ، مرتدہ ملعونہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنیٰ آخر الانبیا نہیں اور یہ صریح کفر ہے۔

قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس شائع کردہ کتب خانہ اعجازیہ

کے ص:۳ پر لکھا:

سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی۔

غور کیجیے! اول اس شخص نے خاتم النبیین کے معنی تمام انبیاء سے زمانا متاخر ہونے کو خیال عوام کہا اور پھر کہا کہ اہل فہم پر روشن ہے کہ اس میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ حالاں کہ یہی معنی ائمہ متقدمین اور علماء متاخرین وفقہائے مجتہدین نے سید المرسلین خاتم النبیین سے لے کر اب تک سمجھے اور بتائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت احادیث کریمہ میں یہی معنی ارشاد فرمائے۔ تو معاذ اللہ اس قائل نے صحابۂ کرام سے لے کر اب تک کہ سارے علمائے صالحین، فقہائے مجتہدین ومفسرین وائمہ محدثین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بلکہ حضور محبوب رب العلمین سب کو عوام میں داخل کیا اور اہل فہم سے خارج کیا۔ تو اس ظالم نے ختم زمانی کو مطلقاً فضیلت سے خارج کیا حالاں کہ اسی تاخر زمانی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام مدح میں ذکر فرمایا۔ پھر اس ظالم نے اسی کتاب کے ص:۱۴ پر لکھا:

اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا نبی ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ اس نافہمی کا کوئی جواب ہے؟ جب دس بیس نبی ایک ساتھ ہوں گے تو سب میں آخر کوئی کیسے ہوگا؟ ایک بھی نہ ہوگا کیوں کہ خاتم کے معنی سب میں آخر کے ہیں جس کا اقرار ان کو بھی ہے۔ جب آپ کے زمانہ میں کوئی اور نبی ہوگا تو آپ کا نبی ہونا بدستور کیسے باقی رہے گا؟ اور آپ سب میں آخری نبی کب رہ سکیں گے۔ ولکن الدیابنة قوم لا یشعرون۔

پھر ص:۲۵ پر اسی کتاب میں منکر ختم نبوت لکھتا ہے کہ:

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

دیکھ رہے ہیں دیوبندیوں کے پیشوا نانوتوی کی صریح ڈھٹائی اور کج فہمی؟ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت میں فرق کیوں کر نہ آئے گا وسیعلم الذین ظلموآ ای منقلب ینقلبون۔

اور اسی کتاب کے ص:۷ میں لکھا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو قدیم اور دیگر انبیاے کرام علیہم السلام کی نبوت کو حادث بتایا لکھتا ہے:

کیوں کہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے کہ ایک جا یہ وصف ذاتی ہو اور دوسری جا یہ عرضی اور فرق قدم وحدوث اور دوام وعروض۔

یہ ہے نانوتوی کا کفر بالائے کفر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قدیم غیر حادث ہوئی تو ضرور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حادث نہ ہوئے بلکہ ازلی ٹھہرے اور جو اللہ اور صفات الٰہیہ کے سوا کسی کو قدیم مانے باجماع مسلمین کافر ہے۔ جو معنی اس شخص نے اپنی طبیعت سے گڑھے کہیں اس کا نام ونشان نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک جو معنی مسلمان سمجھے ہوئے تھے کہ آپ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں پچھلے نبی ہیں عوام کا خیال بتا کر رد کر دیا۔ مقام مدح میں ذکر کرنے کے لائق نہیں سمجھا اور لکھا کہ اس میں کچھ فضیلت نہیں اور لکھا کہ اگر آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ اور آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ حالاں کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب میں آخری نبی ہیں۔ جو خاتم النبیین کے معنی کچھ اور بتائے یا اس میں ادنیٰ شک وشبہ کو بھی راہ دے وہ کافر، مرتد، ملعون ہے۔ آیت کریمہ: ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین۔ اور حدیث متواتر لا نبی بعدی سے تمام امت مرحومہ نے سلفاً وخلفاً

یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بلا تخصیص وبلا تاویل تمام انبیاء میں آخری نبی ہوئے۔ حضور کے ساتھ اور حضور کے بعد تا قیام قیامت کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔

منکرین ختم نبوت پر شرعی تازیانہ

فتاویٰ عالمگیری ج:۲،ص:۲۸۲ میں ہے:

اذا لم یعرف الرجل ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم اٰخرالانبیاء علیھم وعلیٰ نبینا السلام فلیس بمسلم۔

جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں۔

اور شفا شریف ج:۲،ص:۲۴۶ میں ہے:

وکذلک من ادعیٰ نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اوبعدہ (الیٰ قولہ) فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اخبرصلی اللہ علیہ وسلم انہ خاتم النبیین لانبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس واجمعت الامۃعلی حمل ھذالکلام علیٰ ظاھرہ وان مفھومہ المرادبہ دون تاویل ولاتخصیص فلاشک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعاً اجماعاً وسمعاً۔

یعنی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا ادعیٰ کرے کافر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ عزوجل نے خبر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ آیات واحادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا اور رسول کی مراد ہے۔ نہ ان میں کوئی تاویل ہے اور نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کے خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت وبحکم قرآن وحدیث سب یقیناً کافر ہیں۔

آیت کریمہ (ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین پ۲۲ ع۲) کے تحت تفسیر روح البیان ج:۷،ص:۱۸۸ میں ہے:

وقال اهل السنة والجماعة لانبی بعد نبینا لقوله تعالیٰ (ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین وقوله علیه السلام لانبی بعدی ومن قال بعد نبینانبی یکفر لانه انکر النص وکذالك لو شك فیه لان الحجة تبین الحق من الباطل ومن ادعیٰ النبوة بعد موت محمد لایکون الاباطل۔انتهیٰ۔

وتنبأرجل فی زمن ابی حنیفة وقال امهلونی حتیٰ اجیٔ بالعلامات فقال ابوحنیفة من طلب منه علامة فقدکفر لقوله علیه السلام لانبی بعدی کذا فی مناقب الامام قال فی هدیة المهدیین اماالایمان بسیدنا محمد علیه السلام فانه یجب بانه رسولنا فی الحال وخاتم الانبیاء والرسل فاذا آمن بانه رسول ولم یؤمن بانه خاتم الرسل لانسخ لدینه الیٰ یوم القیامة لایکون مؤمناً وقال فی الاشباه فی کتاب السیراذالم یعرف ان محمداً علیه السلام آخرالانبیاء فلیس بمسلم۔لانه من الضروریات۔

اور اہل سنت وجماعت نے فرمایا کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد (ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین) اور حضور علیہ السلام کے فرمان (لانبی بعدی) کے سبب۔اور جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا قول کرے تو اس کی تکفیر کی جائے گی اس لیے کہ اس نے نص کا انکار کیا۔ایسے ہی اگر کوئی اس میں شک کرے اس لیے کہ حجت نے حق کو باطل سے واضح کر دیا۔اور جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ادعیٰ کرے تو اس کا دعویٰ باطل ہی ہو گا۔اور ایک مرد نے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں دعوائے نبوت کیا اور کہا کہ مجھے مہلت دو معجزے لاؤں۔تو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے گا وہ کافر

ہو جائے گا، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں کذافی مناقب الامام۔ ہدیۃ المھدیین میں فرمایا کہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا یوں فرض ہے کہ آپ رسول فی الحال ہیں اور انبیاء و رسل کے خاتم۔ تو جب کوئی ایمان لائے یوں کہ آپ رسول ہیں اور اس طرح ایمان نہ لائے کہ آپ رسولوں کے خاتم ہیں۔ قیامت تک آپ کا دین منسوخ نہ ہوگا تو وہ مومن نہیں۔ اور کتاب السیر میں اشباہ کے اندر فرمایا کہ جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر الانبیا ہونا ضروریات دین سے ہے۔

اور اسی تفسیر کے ص: ۱۸۷ پر ہے:

قال ابن کثیر فی تفسیر ھذہ الآیۃ ھی نص علیٰ انه لانبی بعدہ واذا کان لانبی بعدہ فلارسول بطریق الاولیٰ والاخریٰ لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوۃ فان کل رسول نبی ولاینعکس وبذلك وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللّٰه فمن رحمة الله بالعباد ارسال محمد الیھم ثم من تشریفه له ختم الانبیاء والمرسلین به واکمال الدین الحنیف له وقداخبراللّٰه فی کتابه ورسوله فی السنة المتواترۃ عن انه لانبی بعدہ لیعلمواان کل من ادعیٰ ھذا المقام بعدہ کذابٌ افاكٌ دجالٌ ضالٌ مضلٌ۔

ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ نص ہے اس پر کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لیے کہ مقام رسالت مقام نبوت سے خاص ہے تو بے شک ہر رسول نبی ہیں اور ہر نبی رسول نہیں۔ اور اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر حدیث وارد ہیں تو بندوں پر اللہ کی مہربانی سے ہے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی طرف مبعوث فرمانا پھر آپ کو ختم نبوت و رسالت کے ساتھ عزت بخشی اور آپ کے لیے دین حنیف کو کامل کردیا اور اللہ نے اپنی کتاب میں اور رسول نے سنت متواترہ میں اس کی خبر دی کہ محمد رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تا کہ لوگ جان لیں کہ ہر وہ شخص جو آپ کے بعد اس مقام کا دعویٰ کرے وہ کذاب، بڑا جھوٹا، دجال، گمراہ، گمراہ گر ہے۔

اور روح المعانی ج:۸،ص:۳۴ میں ہے:

والخاتم اسم آلة لما يختم به كالطابع لما يطبع به فمعنىٰ خاتم النبيين الذى ختم النبيون به ومآله آخرالنبيين والمراد بالنبى ماهواعم من الرسول. فيلزم من كونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين كونه خاتم المرسلين والمرادبكونه عليه الصلوٰة والسلام خاتمهم انقطاع حدوث وصف النبوة فى احدمن الثقلين بعد تحليه عليه الصلوٰة والسلام بهافى هذه النشأة وفى الصفحة ص:٤١ كونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مانطق به الكتاب وصدعت به السنة واجمعت عليه الامة فيكفرمدعى خلافه ويقتل ان اصر.

اور خاتم نام ہے اس آلہ کا جس سے ختم کیا جائے جیسے طابع نام ہے اس کا جس سے مہر کی جائے۔ تو خاتم النبیین کے معنیٰ وہ کہ جس سے نبی ختم کر دیے گئے اور اس کا مآل سب نبیوں کے پیچھے۔ اور مراد نبی سے وہ معنیٰ عام ہیں جو رسول کو بھی شامل ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے آپ کا خاتم المرسلین ہونا بھی لازمی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ اب آپ کے وصف نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد گروہ جن وانس میں کسی کو نبوت نہ ملے گی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل ضروریہ یقینیہ سے ہے جن پر قرآن ناطق اور جس مسئلہ کو سنت نے واضح طور پر بیان فرمایا اور اس پر امت کا اجماع قائم ہو چکا۔ تو اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہوگا اور اگر اس پر اصرار کرے تو قتل کر دیا جائے۔ (قتل بادشاہ اسلام کے ذمہ ہے)

خازن ج:۳،ص:۵۰۳ میں آیت کریمہ (وخاتم النبيين) کے تحت تحریر ہے:

ختم الله به النبوة فلانبوة بعده اى لامعه قال ابن عباس يريد لولم اختم به النبيين لجعلت له ابناً يكون بعده نبياً وعنه قال ان الله

لما حکم ان لانبی بعده لم یعطیه ولداً ذکراً یصیر رجلا (وکان اللّٰه بکل شیٔ علیماً) ای دخل فی علمه انه لانبی بعده فان قلت قدصح ان عیسیٰ علیه السلام ینزل فی اخرالزمان بعده وھونبی قلت ان عیسیٰ علیه السلام ممن نبی قبله وحین ینزل فی آخرالزمان ینزل عاملاً بشریعة محمدصلی اللّٰه علیه وسلم ومصلیاً الیٰ قبلته کانه بعض امته۔

(ق) عن ابی ھریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیاناً فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاویة من زوایاه فجعل الناس یطوفون ویتعجبون له ویقولون ھلاوضعت ھذه اللبنة فانا اللبنة وانا خاتم النبیین وعن جابر نحوه وفیه جئت فختمت الانبیاء۔

(ق) عن جبیربن مطعم قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لی خمسة اسماء انا محمد وانا احمد واناالماحی الذی یمحواللّٰه الکفربی وانا الحاشر الذی یحشرالناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی وقدسماه اللّٰه رؤفاً رحیماً۔

(م) عن ابی موسیٰ قال کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یسمی لنا نفسه اسماء فقال انا محمد وانا احمد وانا المقفی وانا الماحی ونبی التوبة ونبی الرحمة المقفی ھو المولیٰ الذاھب یعنی آخر الانبیاء المتبع لھم فاذا قفیٰ فلانبی بعده۔

اللہ تعالیٰ نے آپ سے دروازہ نبوت بند فرمادیا تو نہ آپ کے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن اور نہ آپ کے ساتھ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مراد یہ ہے کہ اگر آپ کے ذریعہ انبیائے کرام کے سلسلہ کو ختم نہ کرتا تو ضرور آپ کو فرزند عطا فرماتا جو آپ کے بعد نبی ہوتا۔ اور آپ ہی سے روایت ہے کہ اللہ نے جب حکم فرمایا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو آپ کو کوئی نرینہ اولاد نہیں عطا فرمائی اور اللہ ہر شئی کو جانتا ہے۔ تو اس کے علم میں داخل ہے یہ بات کہ آپ

کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو اگر تم کہو کہ آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمانا صحیح اور وہ نبی ہیں۔ تو میں کہوں گا کہ عیسیٰ علیہ السلام ان انبیائے کرام سے ہیں جو آپ سے پہلے نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور جب آخر زمانہ میں نزول فرمائیں گے تو ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق عامل بن کر نزول فرمائیں گے اور آپ کے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائیں گے۔ گویا کہ وہ آپ کی امت کے ایک فرد ہیں۔

(ق) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور نبیوں کی مثال جو مجھ سے پہلے آئے ایسی ہے جیسے کسی شخص نے عمدہ اور خوبصورت محل بنایا مگر اس کے گوشوں میں سے ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اس کی خوشنمائی سے تعجب کرتے اور تمنا کرتے کہ کاش وہ اینٹ رکھ دی جاتی تو میں وہ آخری اینٹ ہوں اور خاتم النبیین (ﷺ) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح مروی ہے مگر ان کی روایت میں جئت فختمت الانبیاء کے الفاظ ہیں۔

(ق) جبیر ابن مطعم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں مجھ سے اللہ کفر کو مٹاتا ہے اور میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر فرمائے گا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ نے اس کا نام رؤف و رحیم رکھا ہے۔

(م) ابو موسیٰ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نام ذکر فرماتے تھے تو فرمایا میں محمد ہوں اور میں مقفی ہوں اور میں ماحی ہوں اور توبہ کا نبی۔ اور رحمت کا نبی ہوں۔ المقفی وہ مولیٰ ذاہب ہے یعنی سب نبیوں کے جو سب کے پیچھے آئے تو جب پیچھے تشریف لائے تو ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اور مدارک شریف ج:۳، ص:۲۳۴ میں ہے:

لاینبأ احد بعدہ وعیسیٰ ممن نبی قبلہ وحین ینزل ینزل عاملا علیٰ شریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کأنہ بعض امتہ.

یعنی آپ کے بعد کوئی جدید نبی نہ ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے ہیں جنہیں آپ سے پہلے نبوت بخشی گئی اور جب نزول فرمائیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق عمل کریں گے۔ گویا وہ آپ کی امت کے ایک فرد ہیں۔

اور جلالین شریف میں ہے:

لانبی بعدہ واذا نزل السید عیسیٰ یحکم بشریعته۔

آپ کے بعد کوئی جدید نبی نہیں اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے آپ کی شریعت کے مطابق حکم فرمائیں گے۔

اور تفسیرات احمدیہ ص: ۴۱۵ میں ہے:

والمقصود انه من الآیة ختم النبوۃ علیٰ نبیناعلیه السلام لان الخاتم بفتح التاء عند عاصم من الختام الذی یختم به الباب وانما یطلق ھھُنا علیٰ النبی لانه یختم به ابواب النبوۃ ویغلق الیٰ یوم القیامة انتھیٰ ملخصاً۔

یعنی آیت سے مقصود و مفہوم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا ختم ہونا ہے اس لیے کہ خاتم بفتح تاء اس ختام سے ہے جس سے دروازہ بند کیا جاتا ہے۔ اس جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خاتم کا کلمہ اس لیے بولا جاتا ہے کہ آپ کے ذریعہ نبوت کے دروازے بند ہوں گے اور قیامت تک بند ہی رہیں گے۔

اور اسی میں ہے:

واذا نزل بعدہ عیسیٰ فقد یعمل بشریعته ویکون خلیفة له ولم یحکم بشطر من شریعة نفسه وان کان نبیاً قبله ولوکان له ابن بالغ کان منصبه ان یکون نبیاکما قال علیه السلام لابراھیم حین توفی لو عاش لکان نبیا۔

جب عیسیٰ علیہ السلام آپ کے بعد تشریف لائیں گے تو آپ کی شریعت کے مطابق عمل کریں گے۔ اور آپ کے نائب ہوں گے اور اپنی شریعت سے کچھ حکم نہ فرمائیں گے

گرچہ آپ پہلے نبی ہوئے۔ اور اگر آپ کا کوئی فرزند بالغ ہوتا تو منصب نبوت پر فائز ہوتا جیسا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابراہیم کے حق میں وفات کے وقت فرمایا کہ اگر وہ زندہ ہوتا تو ضرور نبی ہوتا۔

ترمذی شریف ج:۲، ص:۲۰۲ میں ہے:

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال مثلی فی النبیین کمثل رجل بنی داراً فاحسنھاو اکملھا و اجملھاوترک منھا موضع لبنۃ فجعل الناس یطوفون بالبناء ویعجبون منہ ویقولون لوتم موضع تلک اللبنۃ وانا فی النبیین موضع تلک اللبنۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال نبیوں میں ایسی ہے جیسے کسی نے ایک خوبصورت اور کامل اور خوشنما محل بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ اس میں چھوڑ دی تو لوگ اس محل کے گرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی اور خوشنمائی سے تعجب کرتے اور تمنا کرتے کاش اس اینٹ کی جگہ پوری ہو جاتی، تو انبیا میں اس اینٹ کی جگہ میں ہوں۔ وکذا فی البخاری فی ج:۱، ص:۵۰۱، پ:۱۴ وکذا فی المسلم فی ج:۲، ص:۲۴۸ مگر بخاری شریف اور مسلم شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل بیان کر کے ارشاد فرمایا:

فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔

میں وہی اینٹ ہوں اور سارے نبیوں کا خاتم ہوں۔

اور مشکوٰۃ شریف میں:۵۱۱ میں ہے:

مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الاموضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع لبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل۔

میری اور پیغمبروں کی مثال اس محل کی سی ہے جس کی عمارت خوب صورت بنائی گئی اور ایک اینٹ کی جگہ اس میں چھوڑ دی گئی تو دیکھنے والے اس کے اردگرد چکر لگائے اس عمارت کی خوبصورتی سے تعجب کرتے ہوئے مگر اس اینٹ کی جگہ کہ خالی رہ گئی میں بنے ہی اس

اینٹ کی جگہ کو بند کردی مجھ سے عمارت پوری کردی گئی اور مجھ سے رسولوں کی آمد کے دروازے بند کردیے گئے۔

مذکورہ بالا آیت قرآنیہ واحادیث نبویہ وفتاوائے معتمدہ واقوال ائمہ وتفاسیر معتبرہ مشہورہ کی روشنی میں روزروشن کی طرح روشن ہوگیا کہ سیدالمرسلین، شفیع المذنبین، محبوب رب العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم وعلیٰ الہ واصحابہ وعلینا معہم اجمعین بلاشک وشبہ خاتم النبیین بمعنی اخرالانبیاء والمرسلین ہیں جن کے بعد کوئی جدید نبی ممکن نہیں یہی معنی فقہائے سلف سے لے کر علمائے خلف تک سب نے سمجھے اور بتائے بلکہ حضور پرنور شافع یوم النشور دافع شرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی یہی معنیٰ سمجھے اور بتائے بلکہ جو معنی سیدالانبیاء، صحابہ، ائمہ، علماء سمجھے وہی خداوند ذوالجلال کی مراد، اسی کو تحذیرالناس والے نانوتوی نے عوام کا خیال بتایا اور جن حضرات نے آیت کریمہ سے یہ معنی سمجھے ان کو اہل فہم سے خارج کیا معاذاللہ رب العلمین۔

اس امام مرتدین نے حضور سیدالمرسلین سے لے کر صحابہ، تابعین، تبع تابعین، علمائے متکلمین، فقہائے مجتہدین بلکہ حضور خاتم النبیین سب کو عوام میں داخل کر کے اہل فہم سے خارج کردیا۔ اس منکر ختم نبوت نے یہ بھی کہا کہ: آپ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ کہ آپ سب میں پچھلے نبی ہیں مقام مدح میں ذکر کے لائق نہیں۔

حالانکہ علمائے محدثین، مفسرین، خود رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام مدح میں ذکر فرمایا ہے، جیسا کہ احادیث بالا وتفاسیر علماء سے اظہر من الشمس وابین من الامس ہوا۔ بلاشبہ اس نے اس عبارت خبیثہ کے اندر فقہا، علماء، اولیاء، صلحاء، مفسرین، محدثین، مجتہدین سے لے کر سیدالمرسلین تک سب کی صریح توہین کی اور کھلی تنقیص کی، جو کسی اہل فہم پر پوشیدہ نہیں۔ اس شخص کے کافر ہونے میں کسی مسلمان کو شک ہوگا؟ اس طائفہ ملعونہ مخذولہ کا عام شیوہ ہے کہ جس بات میں محبوبان خدا جل وعلیٰ کی عظمت وفضیلت ظاہر ہو اسے کسی جھوٹے حیلے بہانے سے باطل کرنے کی کوشش کریں گے اور اس امر کے ثابت کرنے کے درپے رہیں گے جن میں ان کی توہین وتنقیص ہو، جیسا کہ گنگوہی، انبیٹھی، نانوتوی کی

عبارات مذکورہ اور اقوال مردودہ اور کلمات ملعونہ اور الفاظ مطرودہ سے ظاہر و باہر ہے۔

اشرف علی کی گستاخیاں و بیباکیاں

اب اشرف علی کا سنئے اس شخص نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی ہے۔ آپ کے علم پاک کو بچوں پاگلوں، چوپایوں کے علم جیسا کہا چنانچہ اس نے حفظ الایمان ص:۸ پر یہ لکھا:

کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض علوم غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

غور کیجئے کہ اس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیسی سخت بدگوئی اور صریح گستاخی کی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا علم غیب ہر بچے، ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے حاصل ہونا کہا۔ کیا کسی مسلمان کی زبان وقلم سے ایسے گندے کلمات نکل سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیا اس کا کہنے والا مسلمان ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس کہنے والے کو جو مسلمان گمان کرتا ہے خود مسلمان رہ سکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں ہزار بار نہیں۔ مسلمان کا ایمان آپ ہی انہیں سنتے ہی فوراً گواہی دے گا اور اعلان کرے گا کہ یہ کلمات یقیناً قطعاً کفریہ ہیں اور ان کا قائل یقیناً قطعاً کافر و مرتد اور ملعون۔

گستاخان رسول کا حکم

دلائل و براہین ملاحظہ ہوں:

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ تالیف علامہ قاضی ابی الفضل عیاض ابن موسیٰ اندلوسی من علماے القرن السادس الھجری

ج:۲،ص:۱۹۰ میں ہے کہ:

محمد ابن سحنون نے فرمایا:

اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المنتقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللّٰہ لہ وحکمہ عندالامۃ القتل ومن شک فی کفرہ وعذابہ کفر۔

علمائے دین کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا، ان کی عظمت گھٹانے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور اس کا حکم امت مسلمہ کے نزدیک قتل ہے اور جو اس کے کافر اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔

درمختار ج:۳ ص:۳۱۷ میں ہے:

والکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حداً ولاتقبل توبتہ مطلقاً وسب اللّٰہ تعالیٰ قبلت لانہ حق اللّٰہ تعالیٰ والاول حق عبد لایزول بالتوبۃ ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر۔

نبیوں میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے سے جو کافر ہوا اسے بطریق حد قتل کیا جائے گا۔ اور اس کی توبہ ہرگز مطلقاً قبول نہ کی جائے گی۔ اور اگر اللہ کی شان میں گستاخی کی تو اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اول بندہ کا حق جو توبہ سے زائل نہیں ہوسکتا۔ اور جو اس کے معذب (مستحق عذاب) ہونے اور کافر ہونے میں شک کرے خود کافر۔

ردالمحتار علی درالمختار شرح تنویرالابصار حاشیہ حضرت علامہ شیخ محمد امین ابن عابدین ج:۳، ص:۳۱۷ میں ہے:

ابن سحنون نے فرمایا: اجمع المسلمون ان شاتمہ کافر وحکمہ القتل ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر۔

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ آپ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے عذاب وکفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اورالاشباہ والنظائر ج:۱، ص:۲۸۹، کتاب السیر باب الردۃ میں ہے:

لاتصح ردۃ السکران الاالردۃ بسب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

فانه يقتل ولا يعفىٰ عنه كذافى البزازية كل كافر تاب فتوبته مقبولة فى الدنيا والأخرة الا الكافربسب النبى صلى الله عليه وسلم وسائر الانبيا وبسب الشيخين اواحدهما كل مسلم ارتدفانه يقتل ان لم يتب الاالمرأة حكم الردة وجوب القتل ان لم يرجع وحبط الاعمال مطلقاً وبينونة امرأته مطلقاواذا مات على ردته لم يدفن فى مقابرالمسلمين ولا اهل ملة وانمايلقى فى حفرة كالكلب والمرتداقبح كفراً من الكافرالاصلى ملخصاً۔

یعنی نشہ کی بے ہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بے ہوشی کافر نہ کہیں گے نہ سزائے کفر دیں گے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بے ہوشی سے بھی صادر ہوا تو اسے معافی نہ دیں گے اور اسے قتل کیا جائے گا جیسا کہ بزازیہ میں ہے "ہر طرح کا کافر جو توبہ کرے تو اس کی توبہ دنیا وآخرت میں مقبول ہے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بقیہ انبیائے کرام علیہم السلام و شیخین رضی اللہ عنہما یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی شان میں گستاخی کرنے سے کافر ہونے والے لوگوں کی توبہ مقبول نہیں۔

ہر مسلمان (معاذ اللہ) جو مرتد ہو جائے تو اگر توبہ نہ کرے تو سوائے عورت کے قتل کیا جائے گا۔ مرتد کا حکم وجوب قتل ہے اگر رجوع نہ کرے اور عملوں کا مطلقاً اکارت ہو جانا اور مرتد کی بی بی فوراً اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اور جب وہ اسی ارتداد پر مر جائے (والعیاذ باللہ تعالیٰ) تو اسے مسلمان کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں اور وہ کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے۔ اور مرتد (وہابی، دیوبندی، رافضی، قادیانی) اصلی کافر (مثلاً ہندو، سکھ وغیرہ) کے کفر سے بدتر ہے۔ ملخصاً

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ص: ۶۸۵ میں ہے:

واما اذاسبه عليه الصلاة والسلام اواحدامن الانبياء مسلم ولوسكران فانه يقتل حداً ولا توبة له اصلاً تنجيه من القتل كالزنديق

لانـه حـدوجـب فـلايسقـط بـالتوبة وفى البزازية من شك فى عذابه وكفره فقد كفر-ملخصاً۔

یعنی جو مسلمان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگرچہ نشہ کی حالت میں تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ اسے قتل سے ہرگز بچا نہیں سکتی جیسے زندیق (دہریئے بے دین) کی توبہ نہ سنی جائے گی۔ اس لیے کہ حد واجب ہے تو توبہ سے ساقط نہ ہوگی۔ اور بزازیہ میں ہے جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شک لائے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

فتح القدیر تالیف امام العلامۃ محقق علی الاطلاق کمال الدین ابن عبدالواحد الشہیر بابن الہمام رضی اللہ عنہ جلد پنجم ص: ۳۳۲ میں ہے:

کـل مـن ابـغض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بقلبه کان مرتداً فـالسـاب بـطـريـق اولیٰ ثم یقتل حداً عندنا فلاتعمل توبته فی اسقاط الـقـتـل قـالـوا ھذامذھب اھل الکوفة ومالك ونقل عن ابی بکر الصدیق رضـی الـلّٰہ عنه ولا فرق بین ان یجئ تائباً من نفسه اوشهدعلیه بذلك بـخلاف غیره من المکفرات فان الانکار فیهاتوبة فلاتعمل الشهادة معه حتیٰ قالوا یقتل وان سب سکران ولا یعفیٰ عنه۔

یعنی جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کینہ ہو تو وہ مرتد ہے، تو گستاخی کرنے والا بدرجۂ اولیٰ کافر ہے۔ پھر اسے حداً قتل کیا جائے گا ہمارے نزدیک اور قتل کے ساقط کرنے میں اس توبہ کا اثر نہ ہوگا۔ اور علماء نے فرمایا یہ کوفیوں کا مذہب ہے اور حضرت امام مالک کا اور یہی منقول ہے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔ اور کوئی فرق نہیں ہے اس کے درمیان کہ وہ خود سے توبہ کرتا ہوا آئے یا اس کی اس پر گواہی دے۔ بخلاف اس کے علاوہ کفری باتوں کے کیوں کہ انکار اس میں توبہ ہے تو اس کے ساتھ گواہی کا اثر نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ علماء نے فرمایا کہ اسے قتل کیا جائے گا اور اگر نشہ کی حالت میں کلمۂ گستاخی کہا جب بھی معاف نہ کیا جائے گا، اسے سزائے موت دی جائے گی۔

لیکن مسئلہ قتل کا تعلق بادشاہ اسلام سے ہے کہ سلطان اسلام ایسے بدگویوں، بارگاہ نبوی کے گستاخوں کو مہلت نہ دے۔ فوراً بلا توقف قتل کر دے یہ اس پر فرض ہے۔ اور عالموں پر ان کے مکائد کا اظہار اور ان کے عقائد کا ابطال اور ان کے مفاسد کی تردید فرض ہے اور عوام الناس پر یہ لازم ہے کہ ان سے دور بھاگیں، ان سے میل جول نہ کریں، ان کی کوئی بات نہ سنیں، ان کی کتابیں نہ دیکھیں، ان کے جلسے جلوس میں نہ جائیں۔

فتنہ قادیانیت اور اس کا رد

انہیں طائفہ خبیثہ کی پیداوار فرقۂ قادیانیہ ملعونہ ہے۔ نانوتوی نے دروازۂ نبوت کھولا اور مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔

شفا شریف ج:۲ ص:۲۴۷ میں ہے:

من ادعیٰ النبوۃ لنفسه او جوز اکتسابها وکذٰلك من ادعیٰ منهم انه یوحی الیه وان لم یدعی النبوۃ الیٰ ان قال فهؤلاء کلهم کفار مکذبون للنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لانه اخبر صلی اللّٰہ علیه وسلم انه خاتم النبیین لانبی بعده کما تقدم۔

یعنی جو شخص اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کرے یا اس کے حصول کو ممکن جانیں، ایسے ہی اس بات کا جو دعویٰ کرے کہ اس کے پاس وحی آتی ہے گرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے تو سب کے سب کافر ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والے ہیں۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی کفریات

مرزا نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ طرح طرح کے خرافات، لغویات، کفریات بکنے لگا، انبیائے کرام علیہم السلام کی شان پاک میں بالخصوص حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ صلاۃ اللہ اور انکی والدہ ماجدہ عفیفہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی شان جلیل میں نہایت بے باکی کے

ساتھ گستاخیاں کرنے لگا۔ مرزا کا مدعی نبوت بننا ہی اس کے کافر و اکفر ہونے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا۔ ایسے شخص کے کافر و مرتد ہونے میں کسی مسلمان کو ہرگز شک نہیں ہوسکتا۔ اس کی کتاب میں فضولیات ولغویات کے انبار ہیں۔ اس شخص کے کفریات وہفوات بے شمار ہیں۔ بطور نمونہ اس کے اقوال بدتر از ابوال اسی کی کتابوں سے ذکر کردیے جاتے ہیں۔

(۱) ازالۂ اوہام، ص:۵۳۳

خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔

(۲) انجام آتھم، ص:۵۲:

اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔

(۳) ص:۵۵:

تجھے خوش خبری ہو، اے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔

(۴) توضیح مرام طبع ثانی ص:۹ پر لکھتا ہے کہ:

میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔

(۵) دافع البلا مطبوعہ ریاض ہندی ص:۹ پر لکھتا ہے:

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(۶) ایک غلطی کا ازالہ ص:۶۷۳ پر لکھتا ہے:

میں احمد ہوں جو آیت مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمه احمد میں مراد ہے۔

(۷) انجام ص:۷۸ میں کہتا ہے:

وما ارسلنك الا رحمة للعلمين. تجھ کو تمام جہاں کی رحمت کے واسطے روانہ کیا۔

(۸) دافع البلا ص:۶ میں ہے:

مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انت منی بمنزلة اولادی وانت منی وانا منك. یعنی اے غلام احمد! تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۹) ازالۂ اوہام ص:۶۸۸ میں ہے:

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام ووحی غلط نکلی تھیں۔

(۱۰) اور ص: ۸ میں ہے:

حضرت موسیٰ کی پیشنگوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پزیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی تھیں۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیشنگوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔

(۱۱) ازالۂ اوہام: ص: ۵۵۳ میں لکھتا ہے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چار پرندے کے معجزے کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے وہ بھی ان کا مسمریزم کا عمل تھا۔

(۱۲) اسی کے ص: ۲۶ وص: ۲۸ میں لکھتا ہے:

قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں۔

(۱۳) اور ص: ۵۳۳ میں لکھتا ہے:

براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے۔

(۱۴) اربعین ص: ۲، ص ۱۳ پر لکھا:

کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ

(۱۵) اور معیار ص: ۱۳ پر ہے:

اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔

(۱۶) ص: ۱۳ وص: ۱۴ میں ہے:

خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔

(۱۷) کشتی ص: ۱۳ میں ہے:

مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔

(۱۸) نیز ص: ۱۶ میں ہے:

خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔

(۱۹) دافع البلاص: ۲۰:

اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ و ﷺ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(۲۰) انجام آتھم ص: ۴۱ میں لکھتا ہے:

مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔

(۲۱) کشتی ص: ۵۶ میں ہے:

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کلام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ شان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔

(۲۲) اعزاز احمدی ص: ۱۴ میں ہے:

عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں ان کی نبوت بھی ثابت نہیں۔

(۲۳) اسی کتاب کے ص: ۲۴ پر لکھا کہ:

کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے۔

مسلمانو! تمہیں معلوم ہے کہ شیطانی الہام کس کو ہوتا ہے؟ قرآن فرماتا ہے: تنزل علیٰ کل افاكٍ اثیم۔ بڑے بہتان والے سخت گنہگار پر شیطان اترتے ہیں۔

(۲۴) اسی صفحہ میں لکھا:

ان کی پیشین گوئیاں غلطی سے پر ہیں۔

(۲۵) ص: ۱۴ پر لکھتا ہے:

ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں صاف طور پر غلط نکلیں۔

غرض اس قادیانی دجال کے مزخرفات، ملعونہ کلمات، مردودہ ہفوات، ملعونہ کفریات، بہت زیادہ ہیں ان کے لیے دفتر چاہیے۔

قادیانی پر شریعت کا تازیانہ

مرزا اپنی کفریات کی بنا پر یقیناً کافر و مرتد۔ ایسا کہ وہی کافر بلکہ جو اس کے اس عقیدۂ ملعونہ اور اقوال مطرودہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، بلکہ جو اس میں شک و تردد کو راہ دے وہ بھی کافر اور جو اس کی تکفیر میں چوں و چرا کرے وہ بھی کافر بلکہ جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہو کر تاویلات کے جھوٹے حیلے، بہانے تلاشے وہ بھی کافر۔

شفاء شریف ج:۲، ص:۲۴۷ میں ہے:

نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل او وقف فیهم اوشك۔ ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے۔

صریح لفظوں میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے:

قال انا رسول الله اوقال بالفارسیة من پیغمبرم یریدبه من پیغام می برم یکفر۔

یعنی اگر کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے یا کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں کافر ہو جائے گا۔ (اس کی کوئی تاویل سنی نہیں جائے گی۔)

امام قاضی عیاض شفاء شریف ج:۲ ص:۱۹۱ پر فرماتے ہیں:

وقال احمد بن ابی سلیمان صاحب سحنون من قال ان النبی صلی الله علیه وسلم کان (معاذ الله معاذ الله ثم معاذ الله) اسود یقتل وقال فی رجل قیل له لاوحق رسول الله فقال فعل الله برسول الله کذا وذکر کلاماً قبیحاً فقیل له ماتقول یاعدوالله فقال اشدمن کلامه الاول ثم قال انماارد ت برسول الله العقرب فقال ابن ابی سلیمان للذی سئل اشهدعلیه وانا شریکك یریدفی قتله وثواب ذالك قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لایقبل۔

یعنی امام احمد ابن ابی سلیمان تلمیذ ورفیق امام سحنون رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) سیاہ فام تھے اسے قتل کردیا جائے۔ انہیں سے ایک کمینہ شخص کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اس سے کہا گیا تھا کہ رسول اللہ کے حق کی قسم تو اس نے کہا اللہ رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک قبیح کلام ذکر کیا، پھر اس مردک سے کہا گیا اے دشمن خدا تو رسول اللہ کے بارے میں کیا بکتا ہے؟ تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا پھر بولا میں نے تو رسول اللہ سے بچھو مراد لیا تھا۔ امام ابن ابی سلیمان نے فتویٰ پوچھنے والے سے فرمایا تم اس پر گواہ ہوجاؤ اور اسے سزائے موت دلانے اور اس پر جو ثواب ملے گا اس میں میں تمہارا شریک ہوں۔ (یعنی تم حاکم شرع کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سعی کروں گا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم اسے سزائے موت دلانے کا ثواب عظیم پائیں۔) امام حبیب ابن ربیع نے فرمایا یہ اس لیے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا دعویٰ مقبول نہیں۔ انتہیٰ

اس مردک نے رسالت عرفی کو معنی لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلط کیا لیکن ایسی تاویل قواعد شرع کے نزدیک مردود ہے اس لیے کہ یہ تاویل نہایت دور کا ہے۔ جیسے کوئی اپنی عورت سے کہے تو طالق ہے اور کہے کہ میں نے تو یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے اور لغت کی آڑ لے کر کہے کہ لغت میں طالق کے معنی کشادہ ہیں (کھلی ہوئی) تو ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا۔

گنگوہی، انبیٹھی، نانوتوی، تھانوی، قادیانی کے اقوال کفریہ مذکورہ ایسے ہی صریحہ ہیں جن میں کوئی توضیح، کوئی تاویل نہیں ہوسکتی، نہ سنی جاسکتی، ایسے لوگوں سے دور رہنے کی احادیث کریمہ اور آیات قرآنیہ میں سخت تاکیدیں آئی ہیں۔

گستاخوں سے دور رہنا ضروری ہے

(۱) صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایاکم وایاهم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔
ان سے الگ رہو انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکانہ دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔
(۲) اور ابوداؤد شریف کی حدیث میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

وان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم۔ وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ۔ مرجائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو۔ ابن ماجہ نے بروایت جابر اس قدر کا اضافہ فرمایا: وان لقیتموهم فلا تسلموا علیهم۔ اور اگر ان سے ملو تو سلام نہ کرو۔
(۳) عقیلی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لاتجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تاکلوهم ولا تناکحوهم۔ ان کے پاس نہ بیٹھو ساتھ پانی نہ پیا کرو۔ ایک ساتھ کھانا نہ کھاؤ۔ ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔ ابن حبان نے انہیں کی روایت سے اتنا زائد کیا لاتصلوا علیهم ولا تصلوا معهم۔ ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔
(۴) دیلمی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی برئ منهم وهم براء منی جهادهم کجهاد الترك والدیلم۔ میں ان سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بے علاقہ ہیں۔ ان پر جہاد ایسا ہے جیسا کافران ترک و دیلم پر۔
(۵) ابن عساکر سے روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا رأیتم صاحب بدعة فاکفهروا فی وجهه فان الله یبغض کل مبتدع ولا یجوز احد منهم علی الصراط لکن یتهافتون فی النار مثل الجراد والذباب۔
جب کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے روبرو ترش روئی کرو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔ ان میں کوئی پل صراط پر گزر نہ پائے گا بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹڈیاں اور مکھیاں گرتی ہیں۔
(۶) طبرانی وغیرہ کی روایت میں ہے عبداللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے من وقر صاحب بدعة فقداعان علیٰ هدم الاسلام۔ جو کسی بدمذہب کی عزت وتکریم کرے تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔

نیز طبرانی معجم کبیر اور ابو نعیم نے حلیہ میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

من مشیٰ الیٰ صاحب بدعة لیوقره فقداعان علیٰ هدم الاسلام۔

جو کسی بدمذہب کی طرف اس کی عزت وتوقیر کرنے کو چلے اس نے اسلام کے ڈھانے میں اعانت کی۔

قال العلماء فی کتب العقائد کشرح المقاصدوغیره ان حکم المبتدع البغض والاهانة والردوالطرد۔

علماء کتب عقائد مثل شرح مقاصد وغیرہ میں فرمایا کہ بدمذہب کا حکم اس سے بغض رکھنا اسے ذلت دینا اس کا رد کرنا اسے دور ہانکنا ہے۔

وفی غنیة الطالبین قال فضیل ابن عیاض من احب صاحب بدعة احبط اللّٰه عمله واخرج نورالایمان من قلبه واذاعلم الله عزوجل من رجل انه مبغض صاحب بدعة رجوت الله ان یغفرذنوبه وان قل عمله واذارئیت مبتدعاً فی طریق فخذطریقاً آخراً۔

فضیل ابن عیاض نے فرمایا جو کسی بدمذہب سے محبت رکھے اس کے عمل حبط (اکارت) ہوجائیں گے اور ایمان کا نور اس کے دل سے نکل جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو جانتا ہے کہ وہ بندہ بدمذہب سے بغض رکھتا ہے تو مجھے امید ہے کہ مولیٰ سبحانہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اگرچہ اس کے عمل تھوڑے ہوں۔ جب کسی بدمذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسری راہ لو۔

(۷) امام احمد وابوداؤد وترمذی وابن حبان وحاکم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتصاحب الامومناً ولایاکل طعامك الاتقیٰ۔ صحبت نہ رکھ مگر ایمان والوں سے، تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار۔

(۸) ابوداؤد ونسائی نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مثل جليس السوء كمثل صاحب الكير ان لم يصبك من سواده اصابك من دخانه۔ یعنی بدوں کی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ کپڑا کالے نہ ہوئے۔ دھواں جب بھی پہنچے گا۔ حاصل یہ ہے کہ آدمی اشرار کے پاس بیٹھنے سے نقصان اٹھاتا ہے۔

انس ابن مالک سے ابن عساکر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اياك وقرين السوء فانك به تعرف۔ برے ساتھی سے بچ کہ تو اسی کے ساتھ پہنچانا جائے گا۔

(۹) ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن عدی نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اعتبروا الصاحب بالصاحب۔ آدمی کو اس کے ہم نشیں پر قیاس کرو۔

(۱۰) ابن شاہین نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تقربوا الی اللّٰه ببغض اهل المعاصی والقوهم بوجوه مكفهرة والتمسوا رضا الله بسخطهم وتقربوا الی الله بالتباعد عنهم۔

اللہ کی طرف تقرب کرو اہل معاصی کے بغض سے اور ان سے ترشروئی کے ساتھ ملو۔ اور اللہ کی رضامندی ان کی خفگی میں ڈھونڈو اور اللہ کی نزدیکی ان کی دوری سے چاہو۔ تنبیہ: طائفہ وہابیہ، دیابنہ، مرزائیہ سے بڑھ کر اہل معاصی کون؟ جو سراپا معصیت ہیں۔ ان کے پاس حسنہ کا نام ونشان محال۔

(۱۱) امام احمد نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے دوست کیساتھ ہے اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

ثلاث احلف عليهن وعدمنها لايحب رجل قوماً الاجعله الله معهم۔ میں قسم کھا کر فرماتا ہوں کہ جو شخص کسی قوم سے دوستی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے انہیں

کا ساتھی بنائے گا۔ رواہ احمد والنسائی والحاکم والبیهقی عن ام المؤمنین الصدیقة۔

اور فرماتے ہیں: من احب قوماً حشره الله فی زمرتهم۔ جو جس گروہ سے دوستی کرے گا اللہ اس کو انہیں کے گروہ میں اٹھائے گا۔

وقال تعالیٰ:

لاتتخذعدوی وعدوکم اولیاء۔ میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

مدارک شریف میں زیر آیت مذکورہ ہے:

ای لاتتخذوهم اولیاء تنصرونهم وتستنصرونهم۔ یعنی تم ان کو ایسا یار غار نہ بنا کہ تم ان کی مدد کرو اور ان سے مدد لو۔

اور تفسیر کبیر میں ہے:

ان اللّٰه تعالیٰ امر المسلم ان لایتخذ الحبیب الناصر الا من المسلمین۔ مسلمان کو اللہ کا حکم ہے کہ مسلمانوں کے سوا اپنا یار و مددگار نہ بنائے۔

و قال تعالیٰ:

یایها الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانة من دونکم لا یألونکم خبالاً۔ اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے۔

وقال تعالیٰ:

لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء۔ مسلمان مسلمانوں کے سوا دوست نہ بنائیں۔

وقال تعالیٰ:

واما ینسینك الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین۔ اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

تنبیہ: وہابیہ، مرزائیہ مرتدوں سے بڑھ کر دنیا جہان کے پردے پر ظالم کون ہے؟

وقال تعالیٰ: ولا ترکنوا الیٰ الذین ظلموا فتمسکم النار۔ اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے۔

تنبیہ: کسی کی طرف جھکنا اس کے ساتھ میل، محبت رکھنے کو کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے نافرمانوں کے ساتھ یعنی کافروں، بے دینوں، گمراہوں، دیوبندیوں، وہابیوں، مرزائیوں کے ساتھ میل جول رسم وراہ، مودت، محبت وداد واتحاد، ان کی ہاں میں ہاں ملانا، ان کی خوشامد میں رہنا ناجائز وحرام ہے۔

وقال تعالیٰ:

ومن یتولھم منکم فانه منھم۔ جو تم میں ان سے دوستی کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ اس میں بہت شدت وتاکید ہے کہ مسلمانوں پر یہود ونصاریٰ اور ہر مخالف دین اسلام سے علیحدگی اور جدا رہنا واجب ہے۔ (مدارک، خازن)

بدعقیدوں کی موافقت کرنے اور حق بتانے والے پیر کا حکم

بالا بیان سے پورے طور پر یہ بھی عیاں ہو گیا کہ شخص مذکورہ فی السوال مناظر اسلام کا ادعا کرنے والا، خود کو نقشبندی بتانے والا نہ بیعت وارادت کے لائق نہ عزت وکرامت کے قابل نہ کسی عزت وتعظیم کا مستحق۔ لہٰذا جو مسلمان اس کے فریب میں آ کر مرید ہو گیا فوراً اس سے جدا ہو جائے اس کے ساتھ مجالست، مکالمت، مواکلت، مشاربت سب حرام۔ حدیث ایاکم وایاھم۔ الخ اور حدیث لا تجالسوھم۔ الخ اس پر روشن دلیل کہ یہ شخص مذکور مکار وعیار، فسق وفجور کا علم بردار، وہابیہ، مرزائیہ کا پکا یار غار اور حیلہ ساز، بہانہ باز ہے۔ اس کا مکر وفریب اور اس کی تضاد بیانی خود اس کے اقوال وافعال سے ظاہر وباہر، پوری طرح خبر رکھتے ہوئے مرزائی کے دوست کے یہاں قیام کرنا اور اپنے مریدوں سے کہنا کہ سرنیام میں نہ کوئی مرزائی ہے اور نہ کوئی وہابی، جن لوگوں نے مرزائیوں، وہابیوں کو سنیوں سے الگ کیا اچھا نہیں کیا، اس کے فریب اور تضاد پر چھاپ ہے۔ اس کے مذکورہ جملوں سے اس کی گمراہی اور گمرہ گری اظہر من الشمس ہے۔ جب وہاں کوئی وہابی اور مرزائی اس قائل کے نزدیک نہیں تو ان کا سنیوں سے الگ کرنا کیا مطلب رکھتا ہے۔ دجل وفریب نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کا یہ جملہ بتا رہا ہے کہ سرنیام میں وہابی اور مرزائی کا ہونا اسے بھی تسلیم ہے۔

مگر صاف دن میں ٹھیک دوپہر کو بے شرمی، بے حیائی اور ڈھٹائی سے آفتاب کا انکار کررہا ہے۔مرزائیوں سے رابطہ بڑھانے والا ان کی مجلس میں ان کے عقائد فاسدہ اور خیالات باطلہ کے مطابق تقریریں کرنے والا اور سارے کلمہ گو مرزائی وہابی وغیرہما کو ایک ساتھ مل جل کر رہنے کی دعوت دینے والا ہرگز سنی نہیں ہوسکتا۔ہاں نجدی، ندوی ہوسکتا ہے۔ تھانوی، گنگوہی وغیرہ کے بارے میں دریافت کرنے پر اس شخص کا یہ جواب دینا کہ وہ لوگ بھی عالم تھے ان کو کافر، فاسق کہنے کا حق سرنیام کے ان پڑھ مسلمانوں کو نہیں ہے۔ اس کے خبث باطنی کو طشت از بام کررہا ہے۔اس سے پوچھئے کہ شیطان کیا عالم نہیں ؟پنڈت، پادری کیا اپنے یہاں کے عالم نہیں ہیں؟ ضرور ہیں تو سرنیام کے ان پڑھ مسلمان انہیں کافر کہیں یا نہ کہیں؟ ماھو جوابکم۔

اچھا تمہارے نزدیک ان پڑھ مسلمانوں کو حق نہیں تو مسئلہ جاہلوں سے تو نہ پوچھا گیا تھا۔تم تو اپنے کو مناظر اسلام ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تم کو تو حق پہنچتا تھا کہ کہو کہ جن لوگوں کے بارے میں تم استفتا کرتے ہو وہ بے دین، کافرین، کھلے مرتدین ہیں کہ تھانوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پاک کو جانور وغیرہ کے علم سے تشبیہ دے کر کافر ہوا، گنگوہی، انبیٹھی شیطان کے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتا کر کافر ہوا، نانوتوی ختم نبوت کا منکر ہو کر کافر ہوا، ان کے اتباع واذناب ان کو پیشوا مان کر کافر ہوئے اور جو لوگ ان کے کفر پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ کہیں وہ بھی کافر۔یہ نہ بتا کر اس سے پہلوتہی کیوں کی ؟عالم پر فرض ہے کہ عوام کو گمرہی اور بے دینی سے بچائے۔بدمذہبی کو پھیلنے سے روکے کہ حدیث میں ہے جو ایسا نہ کرے گا اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت۔اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول فرمائے نہ نفل۔اس فرض منصبی پر عمل پیرا کیوں نہ ہوئے ؎

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اس شخص کا سارے کلمہ گو کو مل جل کر رہنے، آپس میں تعلقات بڑھانے خوشی وغم میں شریک ہونے کی تاکید کرنے سے صاف واضح کہ وہ شخص شریعۃ اللہ وحکم رسول اللہ واجماع امت رسول اللہ کے خلاف ایک نئی شریعت گڑھ رہا ہے اور شیطانی روش اختیار

کر کے سب کو جہنم رسید کرنا چاہتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ستفترق امتی ثلا ثاً وسبعین فرقة کلھم فی النار الا واحدة۔ یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ایک فرقہ جنتی ہوگا، باقی سب جہنمی، اور جہنمی فرقوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جدا رہنے کی سخت تاکیدیں فرمائیں۔ تو اس شخص کا اس کے خلاف حکم کرنا بے دینی، بدمذہبی رسول دشمنی ہے کہ نہیں؟ ضرور ہے۔ یہ اپنے صلح کل سے ان سب کے کفر پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب خبثار کے شر سے پناہ دے اور مسلمانوں کی آنکھیں کھولے اور دوست ودشمن پہچاننے کی تمیز دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین قدوة الاولین والآخرین صلوات اللہ تعالیٰ علیه والٖه واصحابه اجمعین والحمدللّٰہ رب الغلمین

مذکورہ بالا تصریحات وتشریحات کی روشنی میں چاروں سوالات کے جوابات خوب خوب روشن ومنور ہوگئے کما لا یخفی۔

اول: کا تو یوں کہ وہ شخص نہ تو سنی ہے اور نہ اس کی عزت وتکریم جائز۔

دوم: کا یوں کہ سنی مسلمانوں پر اس شخص سے جدا رہنا ضروری وفرض۔

سوم: کا تو یوں کے بادشاہ اسلام پر ان کا قتل فرض اور علماء پر یہ لازم کہ ان کے مکرو فریب کھولیں۔ ان کے عقائد باطلہ کا رد کریں۔ ان کے فسادوں کو دور فرمائیں۔ اور عوام پر یہ لازم وواجب کہ ان سے دور بھاگیں۔ ان سے میل جول نہ کریں ان کی دھوکے والی باتیں نہ سنیں۔

چھارم: کا جواب یوں کے اشخاص مذکورہ فی السوال بے دین، کفار مرتدین، ملعونین، مخذولین ہیں بلکہ اس کے اذناب اور متبعین بلکہ وہ بھی جو ان کافرین کے کلمات خبیثہ پر آگہی پا کر کافر نہ جانیں سب کا ایک ہی حکم ہے۔ ان کی تفسیق وتکفیر کا حق نہ صرف سرنیام کے اہل اسلام، علماء اعلام وناخواندہ خیر الکلام کو بلکہ عرب وعجم کے خواص وعوام، سندھ وہند اور مصر وشام کے جمیع ذوی الافہام کو حاصل نہ صرف حق کہ صاحب حق اخذ وترک میں مختار بلکہ سب

پر فرض نہ ایسا فرض کہ ترک سے نہ صرف عذاب الیم کا سزاوار بلکہ زمرۂ کفار کے ساتھ خلود فی النار کی سخت سزا میں گرفتار اور اس پر خدائے قہار و جبار کی دائمی مار اور فرشتے اور ان کے علاوہ سب انسان کی ہمیشہ اس پر پھٹکار۔

وماتوفیقی الا باللہ العزیز الغفار واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب ومنہ الھدایۃ والرشاد والسداد ھذا ماتیسر لی من ھذہ الابواب بتوفیق اللہ رب الارباب مع کثرۃ الا شغال بامور الجامعۃ والا حباب وتم الجواب بعون الملک الوھاب و تبیین الحق والصواب۔

واعلم ان ھذہ نافعۃ لمن اراد ان یتذکر من ذوی الافھام والکرامۃ و حرزمن تلبیسات الابلیس علیہ اللعنۃ وحفظ من مکور الشیطٰن ذی الضلالۃ واذا صارت ھذہ العجالۃ بصورۃ الرسالۃ فسمیتھا "بھدیۃ الانام فی جواب السور نیام" وارجومن اللّٰہ تعالیٰ ان ینفعنی والناس ببرکۃ ھذہ الرسالۃ ویفیض علینا انوار الحق والھدایۃ ویصرف عنا اصناف الجھالۃ والضلالۃ ویتقبل منا ھذہ بمنہ وکرمہ ویوفقنی بعمل اھل السعادۃ ویرزقنی حسن الخاتمۃ علیٰ الکتاب والسنۃ وقدشرعت لثلث عشر خلین من ذی الحجۃ یوم الجمعۃ المبارکۃ سنۃ ثمان والف واربعمائۃ من الھجریۃ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والتحیۃ۔وحصل الفراغ عنھا لثالث وعشرین اللیلۃ المیلادیۃ قبل العشاء من ذی الحجۃ سنۃ الف واربع مائۃ وثمان من الھجریۃ وافضل صلوات اللّٰہ واکمل تسلیمات اللّٰہ واجمل تحیات اللّٰہ علیٰ حبیب اللّٰہ خیرخلق اللّٰہ شفیعنا بمنہ یوم حساب اللّٰہ وعلیٰ الہ کرامۃ اللّٰہ واصحابہ نجوم ھدایۃ اللّٰہ وانا العبد المفتقرالیٰ المولیٰ المقتدرجیش محمدالصدیقی، السنی الحنفی، القادری البرکاتی صدر المدرسین بالجامعۃ الحنفیۃ الغوثیۃ لاھل السنۃ والجماعۃ اقامھا اللّٰہ وادامھا وصانھا عفی عنہ وغفرلہ ول

الدیہ ولمشائخہ ولمحبیہ آمین آمین بجاہ سیدالمرسلین یاارحم الراحمین۔

کتبہ: محمد جیش صدیقی برکاتی
شیخ الحدیث ومفتی دارالافتاء جامعہ حنفیہ غوثیہ
واقعہ بہلد جنک پوردھام (نیپال) ۱۴۰۸/۱۲/۲۳ھ

تصدیقات علماء ذوی الاحترام

مااجاب شیخنا شیخ الحدیث وقاضی الشریعۃ بنیفال فھو الحق والصواب والمجیب ھوالمصیب والمثاب بلاارتیاب وبلاریب اشخاص مذکورین فی السوال اوران کے متبعین اور جوان کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہوکر انہیں کافر نہ کہیں سب بے دین ملحدین، کفار ومرتد ہیں۔

احمد حسین البرکاتی حفظہ عن المعاصی
استاذ جامعہ ونائب وخادم دارالافتاء جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور (نیپال) ۱۴۰۸-۱۲-۲۶

مااجاب استاذنا العلامۃ مفتی الجامعۃ الحنفیہ الغوثیہ قاضی الشریعۃ قائد اھل السنۃ و الجماعۃ بالدولۃ النیبالیۃ فھو حق وصحیح واحق باالا تباع۔

بلا شک وشبہ طائفہ وہابیہ، دیابنہ، قادیانیہ ان کے علاوہ چکڑالویہ، رافضیہ، خارجیہ سب بے دین، کفار ومرتدین ہیں جیسا کہ فتاویٰ میں مدلل طریقہ پر حکم احکم کوواضح فرمایا۔

محمد امیرالدین رضوی
صدرالمدرسین الجامعۃ الرضویہ، مغلپورہ، دورخی پٹنہ سی ٹی۔۸
۱۴۰۸-۱۲-۲۶

لاحظت الاسئلۃ التی جاء ت من سورنیام من مضافات امریکۃ فما اجاب استاذ الاساتذۃ اسد النیفال حضرۃ العلامۃ والفھامۃ مفتی نیفال

جیش محمد الصدیقی البرکاتی دام ظلۂ علینا الذی وضع ذخائر العلم بالعام ونفقۂ بالخاص علی وجہ القرطاس وقید بسلسلۃ الدلائل المعتبرۃ ففرحت جداً بقراء تہ فقدصح الجواب بعون الملک الوہاب۔

محمد مسعود اختر ضیائی

استاذ الجامعۃ الرضویہ پٹنہ (الہند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

نحن عباد محمد صلیٰ علیہ وسلما

فقیر قادری نے یہ مبارک فتویٰ نافع تقویٰ دافع طغویٰ مطالعہ کیا بحمدہ تعالیٰ اسے حق و صحیح اور مفید پایا۔ اللہ عزوجل اس کے مفتی غازی اہل سنت شیر نیپال جناب مکرم مولانا المحترم حافظ وقاری مولوی محمد جیش صدیقی برکاتی نیپالی دام بالمجد والحشم کو جزائے خیر اور دارین میں اجر جمیل و جزیل عطا فرمائے۔ انہوں نے بعونہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ علیہ وعلیٰ الہ الصلاۃ والسلام اعانت اسلام، حمایت سنیت ورد بد مذہبیت واستیصال کفر وبدعت کا حق ادا فرمادیا۔ سنیوں پر لازم ہے کہ اس فتویٰ مبارکہ کے مطابق عمل کرے اور جس کو اس کے مطابق عمل کرنے والا پائیں اس کی طرف لوجہ اللہ تبارک وتعالیٰ محبت ودوستی کا ہاتھ بڑھائیں۔ اور جس کو (معاذ اللہ) اس فتویٰ مبارکہ کا جس قدر مخالف پائیں اس سے بحکم شریعت مطہرہ اسی قدر مجانبت وبیزاری اور نفرت ودوری اختیار کریں اس کی صحبت سے اپنے کو بچائیں۔ خواہ ان کا باپ، بیٹا بھائی، ہم قوم، رشتہ داریا ان کا پیر ومولوی ہو خواہ واعظ و مفتی کہلاتا ہو مولیٰ تبارک وتعالیٰ اس مبارک فتویٰ کو ہدایت کا سرچشمہ پر جملہ اہل سنت کو اخلاص کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ الحبیب الکریم علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمل الصلاۃ واشرف السلام۔

عبید المصطفیٰ فقیر اشرف رضا قادری

خادم الافتاء والقضاء ادارہ شرعیہ مہاراشٹر ودار العلوم امام احمد رضا بمبئی۔ ۱۱

مہر: ادارہ شرعیہ

زیر اہتمام سنی تبلیغی جماعت، مدینہ مسجد موسیٰ قلعدار اسٹریٹ

ہنس روڈ۔ بمبئی ۴۰۰۰۱۱

الجواب صحیح والمجیب فصیح شعبان علی نعیمی غفرلہ القوی
نائب شیخ الحدیث دارالعلوم محبوب سبحانیکرلا بمبئی۔
۱۳ محرم الحرام ۱۴۰۹ ہجری۔ ۲۷ اگست ۱۹۸۸ء

الجواب صحیح۔
احقر محمد حامد رضا نوری اندوری مہتمم دارالعلوم گلشن مصطفی
پسیلیا، گلکشی دھارا ایم پی ۱۱ محرم الحرام ۱۴۰۹ ہجری

غیب کی ان پانچ باتوں کو بھی حضور ﷺ جانتے ہیں

مسئلہ (۱۱، ۱۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے اندر:

(۱) زید نے درمیان تقریر ایک آیت مبارکہ تلاوت کیا۔ "ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام و ماتدری نفس ماذا تکسب غدا و ماتدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیرط۔"

(پ ۲۱ لقمان ۳۴)

پھر ترجمہ کرنے کے بعد جمیع سامعین کو اس بات پر متنبہ کیا کہ پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ کو معلوم ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پانچ چیزوں کا علم اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں دیا ہے۔

(۲) اور عمرو کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم ہے اور وہ جانتے ہیں۔ ہم نے بارہا علمائے دین سے اس بارے میں سنا ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں شریعت کیا حکم دیتی ہے۔ مدلل ومفصل قرآن واحادیث کی رو سے زید کا قول معتبر ہے یا عمرو کا قول؟ صحیح جواب سے نوازیں۔ عین کرم ہوگا! (نوٹ: اس آیت کریمہ میں زید شک وشبہ میں بھی ہے) فقط والسلام

محمد پرویز عالم وارڈ-۳، راج براج، سپتری، نیپال
بتاریخ ۲۹، ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۹۶ء

الجواب: بعون الملك الوهاب: بلا شک وشبہ حضور پرنور سید عالم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی ان پانچ چیزوں کا علم تھا، ان کے علاوہ جمیع ماکان وما یکون کا بھی۔

معالم التنزیل میں ہے:

"قال ابن کیسان (خلق الانسان) یعنی محمداً صلی اللہ علیہ وسلم (علمہ البیان) یعنی بیان ماکان و مایکون۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے گذشتہ وآئندہ کے سارے علوم عطا فرمادئے۔

تفسیر روح البیان ج ۳، ص ۲۹۳ پر آیت کریمہ: "یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا" کے تحت ہے:

"قد ذھب بعض المشائخ الی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعرف وقت الساعۃ باعلام اللہ تعالیٰ وھو لا ینافی الحصر فی الآیۃ کما لایخفی۔

یعنی بعض مشائخ اس کی طرف گئے ہیں کہ نبی ﷺ بتعلیم الٰہی وقت قیامت کو جانتے تھے اور یہ آیت کے حصر کے منافی نہیں جو پوشیدہ نہیں۔ (ترجمہ از: امجدی)

مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۳ میں ہے:

"عن عمرو بن الاخطب الانصاری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیٰمۃ"

حضرت عمرو بن اخطب سے مروی ہے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تا قیام قیامت جو کچھ ہونے والا تھا سب کی خبر دے دی۔ (رواہ مسلم)

اسی میں ص ۴۶۱ پر حضرت حذیفہ سے مروی ہے:

"قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئاً یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ"

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم

میں کھڑے ہوکر جو قیامت تک ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا۔ (متفق علیہ)

اسی میں ص ۵۱۲ پر حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا و مغاربھا" (رواہ مسلم)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا۔

اسی میں ص ۷۰ پر ہے: "فعلمت ما فی السموات و الارض"

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں جان گیا آسمانوں اور زمینوں کی ساری چیزوں کو (رواہ الدارمی)

اسی میں ص ۷۲ پر حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ حضور اقدس نے فرمایا:

"فتجلی لی کل شئ و عرفت" یعنی میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں سب چیزوں کو پہچان بھی لیا۔ (رواہ احمد والترمذی)

اس حدیث شریف کے تحت اشعۃ اللمعات ج ا، ص ۳۴۲ میں ہے:

"پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم وشناختم ہمہ را"

ان احادیث کریمہ سے آفتاب وماہتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر چیز کے علوم عطا فرما دیئے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جزئیات وکلیات سے کوئی شی پوشیدہ نہ رہی۔

مشکوۃ شریف ص ۵۷۲ پر بروایت ام فضل وارد ہے:

"تلد فاطمۃ انشاء اللہ غلاما یکون فی حجرک فولدت فاطمۃ الحسین فکان فی حجری کما قال رسول اللہ ﷺ"

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے (شکم سے) لڑکا ہوگا اور وہ تیری گود میں رکھا جائے گا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور میری گود میں رکھے گئے حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق۔

اسی میں ص ۵۶۳ پر ہے:

"قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایة غداً رجلا یفتح اللہ تعالیٰ علی یدیه یحب اللہ ورسوله و یحبه اللہ و رسوله"

یہ حدیث شریف بروایت سہل بن سعد سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روز خیبر فرمایا کہ میں کل یہ جھنڈا ضرور ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اسی میں ص ۲۰ پر باب الایمان بالقدر میں ہے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی کہ ہر شخص کا مادۂ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں بصورت نطفہ چالیس دن تک جمع رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں میں علقہ (خون بستہ) ہو جاتا ہے، پھر مضغہ یعنی پارۂ گوشت کی شکل میں چالیس دن تک رہتا ہے۔ پھر اللہ جل شانہ فرشتہ کو چار کلموں کے ساتھ بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ اس پیدا ہونے والے کے بارے میں اس کے پیدا ہونے سے پہلے لکھ دیتا ہے کہ یہ شخص پیدا ہو کر اپنی زندگی میں فلاں فلاں کام کرے گا، کل یہ کرے گا، پرسو یہ۔ اور یہ بھی اسی وقت لکھ دیتا ہے کہ یہ شخص کتنی مدت زندہ رہے گا اور یہ بھی کہ بدبختی میں زندگی گزار کر بدبخت ہوگا اور یہ بھی کہ نیک بختی میں اپنے اوقات گزار کر نیک بخت بنے گا اور یہ بھی کہ کل کتنا کمائے گا اور اسے کتنی روزی ملے گی۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

"عن ابن مسعود قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وھو الصادق المصدوق ان خلق احدکم یجمع فی بطن امه اربعین یوما نطفة ثم یکون علقة مثل ذلك ثم یکون مضغة مثل ذلك ثم یبعث اللہ الیه ملکا باربع کلمات فیکتب عمله و اجله و رزقه و شقی أو سعید ثم ینفخ فیه الروح." (متفق علیہ) یعنی یہ حدیث شریف بخاری شریف اور مسلم شریف

میں بھی ہے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ لکھنے والے فرشتہ کو معلوم ہے کہ کون کب تک زندہ رہے گا اور کون کل کون سا کام کرے گا اور کس کو کتنی روزی ملے گی اور کون رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت خداداد کو مان کر ان کی تعظیم و توقیر و تکریم کرے گا اور سنی صحیح العقیدہ مسلمان بنا رہے گا اور کون گستاخی کر کے فرقہ باطلہ وہابیہ، دیوبندیہ، تبلیغیہ، قادیانیہ، چکڑالویہ، پھلواریہ، ندویہ خذلھم اللہ تعالیٰ میں شمولیت اختیار کر کے وہابی، دیوبندی، تبلیغی، قادیانی، چکڑالوی، پھلواروی ندوی بنے گا۔ اور کون بعطائے الٰہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علوم خمسہ مانے گا اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کا عالم تسلیم کرے گا۔ کون شقی بن کر جہنم میں اپنے پاؤں جائے گا اور کون سعید بن کر جنت کے باغ و بہار میں پہنچے گا۔ جب فرشتہ کے یہ علوم ہیں تو سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین جو ساری کائنات میں سب سے زیادہ علم والے، فضل والے، عظمت والے، شان و شوکت والے، بارگاہ خداوندی میں سب سے زیادہ وجاہت والے، عزت والے وہ پیٹ کے بچے، نزول بارش، کسب معاش، وقت مرگ، زمان ساعت کی کیونکر خبر نہ رکھیں گے۔ بلاشک ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب چیزوں کی خبر ہے، سب کا علم ہے۔ ع:

مگر دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

تاریخ الخلفاء ص ۶۱ میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اے بیٹی خدا کی قسم مجھے تیرا غنی ہونا بہت پسند ہے اور غریب ہونا بہت ناگوار، اس درخت سے جو میں نے دیا تھا اب تک جو تم نے نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا، لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے اور وارث تمہارے دو بھائی اور دو بہن ہیں۔ اس ترکہ کو حکم شرع کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا ٹھیک ہے۔ لیکن میری تو صرف ایک بہن اسماء ہی ہے دوسری وہ کون ہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک اسماء اور دوسری تمہاری بہن اپنی ماں کے پیٹ میں ہے، میں جانتا ہوں وہ

لڑکی ہے۔ پھر ام کلثوم پیدا ہوئیں: "قال ذو بطن ابنة خارجة اراها جارية و اخرجه ابن سعد و قال فی آخره قال ذات بطن ابنة خارجة قد القی فی روعی انها جارية فاستوصی بها خيرا فولدت ام كلثوم انتهی"

مشکوۃ شریف ص ۵۴۳ میں ہے:

"قال عمر (رضی الله عنه) ان رسول الله صلی الله عليه وسلم كان يرينا مصارع اهل بدر بالامس يقول هذا مصرع فلان غداً ان شاء الله و هذا مصرع فلان غدا ان شاء الله قال عمرو الذی بعثه بالحق ما اخطؤا الحدود التی حدها رسول الله صلی الله عليه وسلم" (الحدیث)

یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میدان بدر میں جنگ سے ایک دن قبل مجاہدین اسلام کو کفار و مشرکین کے مرنے کی جگہوں کی نشاندہی فرما کر دیکھاتے تھے کہ کل فلاں اس جگہ مرے گا اور فلاں کل اس جگہ پڑا ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس ذات پاک کی قسم جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جو نشان جس کے لئے لگادی اس نشان سے ذرا بھی ادھر ادھر نہ ہوا وہیں مرا پڑا نظر آیا جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے لئے نشان کھینچ دی تھی۔

تاریخ الخلفاء ص ۷۶:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا۔ الفاظ یہ ہیں: "و اعيش بعدك سنتين و نصفاً"

بالا بیان سے روشن تر ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امور خمسہ مذکورہ کا علم بتعلیم الٰہی حاصل ہے اور ان کے علاوہ گذشتہ و آئندہ یعنی جو کچھ ماضی میں ہوا اور جو کچھ مستقبل میں قیامت تک ہوگا سب کا علم و عرفان سرکار دو عالم ﷺ کو حاصل ہو چکا ہے۔ ان دلائل و براہین کے باوجود جو کوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ان امور

خمسہ کا علم نہ مانے اور ضد اور ہٹ سے کام لے تو وہ دین سے بے بہرہ ہے جاہل بلکہ اجہل ہے ضال و مضل ہے۔ و من یضلل اللہ فماله من هاد و اللہ یهدی من یشاء.
و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و الیه المرجع و المآب. ۱۹/۶/۱۴۱۷ھ

سنی دیوبندی میں فرق کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ (۱۳،۱۴،۱۵،۱۶): کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ مسئلہ کے بارے میں (۱) سوال بریلی اور دیوبندی میں کیا فرق ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بھی بتانا نہ بھولیں کہ اگر دیوبندی فرقہ ضالہ میں سے ہے تو اس کے اسباب و علل کیا ہیں؟ اور تعلق کس طرح کا رکھا جا سکتا ہے؟

(۲) حضور اکرم نور ہیں یا بشر؟ نور ہے تو پھر اس عبارت کی توجیہ کیا ہوگی جس میں رسول کی تعریف کی گئی ہے۔ "انسان بعثه الله لتبليغ الرسالة و الاحكام" اور سیکڑوں آیات قرآنیہ بشر کا مصداق کون ہوگا اور اس کی کیا توجیہ ہوگی مدلل تحریر کریں۔

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب تھے یا نہیں؟ اگر آپ عالم الغیب تھے تو پھر آپ قرآنی آیات کا کیا جواب دیں گے پھر عائشہ صدیقہ کی حدیث جو بخاری ص ۱۰۵ پر ہے۔ جس نے حضور کو عالم الغیب کہا اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا اس کی آپ کیا توجیہ کریں گے قرآن حدیث کے حوالہ سے مدلل تحریر کریں۔

(۴) قبروں پر اذان، بعد نماز مصافحہ کا اہتمام، سنتوں سے فراغت کے بعد اجتماعی طور پر دعاؤں کا اہتمام کیسا ہے؟ کیا شریعت سے ان سب کا ثبوت ہے؟ اگر ہے تو کہاں؟ وضاحت کریں۔ مزید اذان کے اقسام بتا کر قبر پر اذان دینے کے جواز کی دلیل کو پیش کرتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں اس طرح کے واقعات جو وجود میں آئے اسے ذکر کرنا نہ بھولیں گے۔

حافظ رضاء الرحمٰن، ندوی کپسیاوی، مدھوبنی (بہار)

۸۶/۹۲ھ

الجواب: بعون الملك الوهاب: (۱) سنی بریلوی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء مانتے اور دیوبندی نہیں مانتے اور یہ صریح کفر ہے۔ تحذیر الناس ۲ میں دیوبندی پیشوا نے اسے عوام کا خیال بتایا۔ ولا حول و لا قوۃ الا باللہ!

(۲) سنی بریلوی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ساری کائنات سے زائد مانتے ہیں اور دیوبندی شیطان لعین کے علم کو نبی علیہ السلام کے علم سے زائد مانتا ہے۔ جیسا کہ براہین قاطعہ ص ۵۱ میں ہے یہ صریح کفر ہے۔ اور قائل یقینی کافر ہے۔ استغفر اللہ من کل ذنب و اتوب الیہ۔

(۳) سنی بریلوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار گہربار کا باادب ادنیٰ غلام اپنے کو تصور کرتا ہے جب کہ دیوبندی اس دربار عالی کا سخت گستاخ ہے۔ حفظ الایمان ص ۷ میں نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں کیسی صریح شدید گستاخی لکھی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم جیسا زید و عمرو بلکہ ہر بچہ اور پاگل بلکہ تمام جانور اور چوپایوں کے لئے حاصل ہونا کہا۔ کیا ایمانی قلب ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک کرسکتے ہیں۔ اور براہین قاطعہ ص ۳۰ پر حضور پرنور سرور کائنات فخر موجودات کو دیوبند مدرسہ کا متعلم گردانتا۔ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ معاذ اللہ رب العلمین!

بالا بیان سے عیاں کہ دونوں میں فرق کیا ہے اور فرق ضالہ میں ہونے کے اسباب و علل بھی معلوم ہوگئے اور تعلقات ایسے گروہوں سے زہر قاتل سے زیادہ سخت۔ الگ رہنا از بس ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور سراج منیر بھی اور بشر و بشیر بھی۔ "قد جاءکم من اللہ نور" (پ۶، ع۷) سے نور ہونا ثابت اور "سراجا منیرا" (پ۱۲، ع۳) سے سراج منیر ہونا واضح، اسی طرح "انا بشر" (پ۱۶، ع۳) سے بشر ہونا ظاہر، اور "بشیر" (پ۶، ع۷) سے بشیر ہونا، نور ہونا بشر ہونا انسان ہونے کے منافی نہیں۔ اور نشر الطیب میں تھانوی صاحب نے نور محمدی کے بیان کا باب ہی باندھا ہے

بلکہ اپنی کتاب کو اسی بیان سے شروع کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۳) اللہ عزوجل نے نبی کریم رؤف ورحیم بشیر ونذیر سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ واجمعین کو اپنے غیوب پر اطلاع دی، زمین وآسمان کا ہر ذرہ نبی کے پیش نظر ہے۔

قال تعالیٰ: "و ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب الخ"

و قال تعالیٰ: "و علمک ما لم تکن تعلم الخ"

قال تعالیٰ: "فلایظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول"

و قال تعالیٰ: "و ما هو علی الغیب بضنین"

بخاری شریف میں ہے: "قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم مقاما اخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم."

اور مشکوٰۃ شریف میں ہے:

"فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیامة فاعلمنا احفظنا"

اسی میں ہے: "ماترک شیئا یکون فی مقامه الی یوم القیامة الا حدث به حفظه من حفظه و نسیه من نسیه"

اسی میں ہے: "علمت ما فی السموٰت و الارض"

اسی میں ہے: "فتجلی لی کل شئ و عرفت"

اسی میں ہے: "تلد فاطمة ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرک"

اسی میں ہے: "اخبرکم بما مضی و ما هو کائن بعدکم."

اشعۃ اللمعات میں ہے:

"پس ظاہر شد مرا از ہر چیز از علوم وشناختم ہمہ را"

اور مدارج النبوۃ میں ہے:

"وے صلی اللہ علیہ وسلم دانا است ہمہ چیز از شیونات واحکام الٰہی احکام صفات حق واسماء وافعال وآثار بجمیع علوم ظاہر و باطن واول وآخر واحاطہ نمودہ ومصداق فوق کل ذی علم علیم شد"

اسی مدارج میں ہے: ''از زمانہ آدم تا نفخہ اولی بروے علیہ السلام منکشف ساختند تا ہمہ احوال اورا از اول تا آخر معلوم گرددو یاران خودرا نیز از بعضی احوال خبر داد''

علامہ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں:

"و قد وردت الاخبار و اتفقت معانیها علی اطلاعه علیه السلام علی الغیب و لا ینافی الایات الدالة علی انه لا یعلم الغیب الا الله لان المنفی علمه علیه السلام من غیر واسطة اما اطلاعه علیه باعلام الله فمحقق لقوله تعالیٰ الا من ارتضی من رسول"

قصیدہ بردہ میں ہے:

فان من جودك الدنیا و ضرتها
و من علومك علم اللوح و القلم

ان قرآنی آیات واحادیث وغیرہ سے مدلل مبرہن طور پر ظاہر و باہر ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خداوند کریم جل وعلا کی عطا سے ضرور علم غیب ہے۔ ہر چیز کا علم ہے۔ ذرہ ذرہ کا علم ہے۔ انصاف پسند مؤمن ہرگز انکار نہیں کرسکتا۔ جہاں نفی ہے ذاتی کی نفی ہے اور اثبات عطائی کا ہے، ان دونوں میں نہ کوئی منافات ہے نہ تعارض۔

حدیث عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی شائم امدادیہ ص ۱۱۰ میں فرماتے ہیں:

''لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء، اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک مغیبات کا ان کو ہوتا ہے۔ اصل میں یہ علم حق ہے آنحضرت علیہ السلام کو حدیبیہ اور حضور عائشہ کے معاملات کی خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعوئی کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ علم کے لئے توجہ ضروری ہے۔''

اور لطائف رشیدیہ ص ۲۷ پر ہے:

''انبیاء علیہم السلام کو ہر دم مشاہدۂ امور غیبیہ اور تیقظ وحضور حق تعالیٰ کا رہتا ہے۔''

اور تکمیل الیقین ص ۱۳۵ میں ہے کہ:

"شریعت میں وارد ہوا ہے کہ رسول و اولیاء غیب اور آئندہ کی خبر دیتے ہیں۔ الخ"

اور تحذیر الناس ص ۴ پر ہے:

"علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علم رسول اللہ میں مجتمع ہیں۔" واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) شامی ج اص ۲۸۳ میں ہے:

"قد یسن الاذان لغیر الصلوٰۃ کما فی اذان المولود و المهموم و المصروع الی ان قال عند انزال المیت القبر قیاسا علی اول خروجه للدنیا"

اذان دینا سنت ہے غمزدہ کے، مرگی والے کے غصہ والے کے کان، میں جس جانور یا آدمی کی عادت خراب ہو اس کے سامنے۔ لشکروں کے جنگ کے وقت، آگ لگ جانے کے وقت میت کو قبر میں اتارتے وقت اس کے پیدا ہونے پر قیاس کرتے ہوئے۔ لیکن اس اذان کے سنت ہونے کا ابن حجر علیہ الرحمہ نے انکار کیا ہے جن کی سرکشی کے وقت۔

اقول: ابن حجر شافعی ہیں انھوں نے اس کی سنت کا انکار کیا ہے اذان قبر کو منع نہیں کیا ہے۔ کیسے منع کریں گے اذان ذکر خدا و رسول پر مشتمل ہے اور ذکر ہر گھڑی جائز۔ یہ اصل یاد رکھئے کہ جب منع نہیں تو جائز ہے۔

مثلاً بخاری شریف قرون اولیٰ میں تالیف نہیں ہوئی تھی، اسی طرح مسلم شریف، ابوداؤد شریف وغیرہما عالم وجود میں نہیں آئی تھی، صحابہ کرام ان کتابوں کو پڑھے نہ تھے مگر ختم درست پڑھنا ثواب کہ ذکر خیر ہے۔ کسی نے گنگوہی صاحب سے پوچھا کہ بخاری شریف کا ختم کرنا قرون ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟ تو جواب دیا:

"الجواب قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے۔ بدعت نہیں۔ رشید احمد" (فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب البدعات، ص ۸۹)

اسی کتاب میں ص ۸۸ پر ہے:

"کہ کھانا تاریخ معین پر کھلانا بدعت ہے اگرچہ ثواب پہنچے گا۔"

شاہ عبدالعزیز صاحب فتاویٰ عزیزیہ ص ۴۵ میں فرماتے ہیں:

"دوم آنکہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ فاتحہ بر شیرنی و طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضران کنند این قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا و خلفائے راشدین نہ بود اگر کسے ایں طور کند باک نیست بلکہ فائدہ احیار اموات را حاصل می شود۔"

دوسرے یہ کہ بہت سے لوگ جمع ہوں اور ختم قرآن شریف کریں اور کھانے شیرینی پر فاتحہ کر کے حاضران مجلس میں تقسیم کریں یہ قسم حضور علیہ السلام اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں مروج نہ تھی لیکن اگر کوئی کرے تو حرج نہیں، بلکہ زندوں سے مردوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

زبدۃ النصائح میں فرماتے ہیں:

"غیر از فرائض شرعیہ مقررہ ہیچ کس فرض نمی داند آری تبرک بقبور صالحین و امداد ایشاں بایصال ثواب و تلاوت قرآن و دعا خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن خوب است باجماع علما"

کوئی شخص بھی شریعت کے مقرر کردہ فرائض کے سوا غیر کو فرض نہیں جانتا ہاں صالحین کی قبروں سے برکت لینا اور ایصال ثواب اور تلاوت قرآن اور تقسیم شیرینی و طعام سے ان کی مدد کرنا باجماع علماء اچھا ہے خوب ہے۔

تھانوی، گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھوی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب اپنی کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ میں رقم طراز ہیں:

"فقیر کا مشرب اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک پر ایصال ثواب کرتا ہوں اور قرآن خوانی ہوتی ہے۔ اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہو تو مولود پڑھا جاتا ہے۔ اور ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔

اور فتاویٰ رشیدیہ میں ہے: "بہت اشیاء ہیں کہ اول مباح تھی پھر کسی وقت منع ہو گئیں مجلس عرس و مولود بھی ایسا ہی ہے۔"

مذکورات بالا سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ اگرچہ قرون اولیٰ میں بعض عمل مروج نہ تھے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان کے عامل نہ تھے پھر بھی جائز ہے۔ مستحسن

ہے، خوب اور محبوب ہے۔

۹/۱۲/۱۴۲۲ھ جمعہ مبارکہ

نور محمدی پہلے بنا

مسئلہ (۱۷): کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ سب سے پہلے کس چیز کی تخلیق ہوئی؟ کیا یہ صحیح ہے کہ سب سے پہلے آپ ﷺ کا نور پیدا کیا گیا؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ محمد مشتاق احمد البرکاتی نیپال

مدرسہ وحیدیہ فیض العلوم رہوا، وارث نگر، ضلع سمستی پور، بہار

الجواب: بعون الملك الوهاب۔ روح البیان ج:۲ ص:۳۷۰ پر ہے کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "اول ماخلق الله نوری"

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ساری خلقت سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی تخلیق ہوئی۔

اسی میں ہے:

روی عن النبی علیه السلام انه قال کنت نورابین یدی ربی قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام وکان یسبح ذالك النور وتسبیح الملائکة بتسبیحه فلماخلق الله آدم القیٰ ذلك النور فی صلبه۔

اس حدیث پاک سے ظاہر ہوا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے پروردگار کے حضور نور تھے اور اللہ کی تسبیح پڑھتے تھے اور آپ کی تسبیح کے ساتھ فرشتے بھی تسبیح پڑھتے تھے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو وہ نور آپ کی پشت میں جلوہ گر ہوا۔

اس کے جلد عاشر ص:۵۱۰ میں ہے:

قال فی فتح الرحمن کان هذا عام مولد النبی علیه السلام فی نصف المحرم وولد علیه السلام فی شهر ربیع الاول فبین الفیل

ومولده الشريف خمس وخمسون ليلة وهى سنة ستة آلاف وماۃة وثلث وستين من هبوط آدم على حكم التواريخ اليونا نية المعتمده عند المؤرخين وبين قصة الفيل والهجرة الشريفة النبوة ثلاث وخمسون سنة۔

اور اسی کے جلد اول ص:۱۱۲ میں ہے:

وكان مكث آدم وحواء فى الجنة من وقت الظهرالىٰ وقت العصر من يوم من ايام الآخرة وكل يوم من ايامها كالف سنة من ايام الدينا۔

ان مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے زمین پر تشریف لانے اور سید کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ کی درمیانی مدت چھ ہزار ایک سو ترسٹھ سال ہے اور واقعہ فیل اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے درمیان پچپن رات کا فاصلہ ہے۔ اور قصہ فیل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا درمیانی فاصلہ ترپن سال ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ آدم علیہ السلا اور حوا رضی اللہ عنہا جنت کے اندر وقت ظہر سے لے کر وقت عصر تک سکونت پذیر رہے۔ مگر یہ اوقات آخرت کے اوقات سے تھے جس کا ایک دن دنیا کے دنوں سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا بیان سے عیاں ہوا کہ دنیا کے قیام کی مدت اکیس ہزار چھ سو ستائیس برس تقریباً ہوا اس سے کم نہیں، اس سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ روح البیان جلد ثالث ص:۵۴۳ پر ہے:

عن ابى هريرة انه عليه السلام سأل جبريل عليه السلام فقال (ياجبريل كم عمرك من السنين) فقال يا رسول اللّٰه لست اعلم غيران فى الحجاب الرابع نجمايطلع فى كل سبعين الف سنة مرةً رايته اثنين وسبعين الف مرة فقال عليه السلام (ياجبريل وعزة ربى اناذالك الكوكب)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ جبریل بتاؤ تیری عمر کتنے سال ہوئے؟ عرض کیا یا رسول اللہ اس کا مجھے علم نہیں، مگر اتنا میں جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک

چمکتا تارا تھا جو ستر ہزار برس پر ایک مرتبہ طلوع کرتا تھا جسے بہتر ہزار مرتبہ میں نے دیکھا ہے۔ارشاد فرمایا اے جبریل مرے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہی ہوں۔

اور اسی میں جلد اول کے ص:۹۳ پر ہے:

روی انه صلی اللّٰه علیه وسلم حین عرج به الیٰ السماء رأی ملائکة فی موضع بمنزلة شرف یمشی بعضهم تجاه بعض فسأل رسول اللّٰه جبریل علیه السلام الی این یذهبون فقال جبریل علیه السلام لا ادری الاانی اراهم منذخلقت ولا اریٰ واحد امنهم قدرأیته قبل ذالك ثم سئلا واحدامنهم منذکم خلقت فقال لا ادری غیران اللّٰه تعالیٰ یخلق فی کل اربعة آلاف سنة کوکبا وقدخلق منذ ماخلقنی اربع مائة الف کوکب۔

یعنی جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام شب معراج آسمان پر تشریف لے گئے تو فرشتوں کی قطاریں ایک بلند مقام پر آتے جاتے دیکھیں تو جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کس طرف جارہے ہیں؟ عرض کیا اس کا مجھے علم نہیں، مگر جب سے میں پیدا ہوا ایسی ہی دیکھ رہا ہوں۔اور جس کو ایک مرتبہ دیکھ لیا ہے پھر ان میں سے کسی کو دوبارہ آتے جاتے نہیں دیکھتا ہوں۔اس کے بعد ان فرشتوں کی جماعت سے ایک سے سرکار علیہ الصلاۃ والسلام اور جبریل علیہ السلام نے پوچھا کہ بتاؤ تم کب پیدا ہوئے؟ عرض کیا مجھے خبر نہیں، ہاں اتنا جانتا ہوں کہ جب سے میں پیدا ہوا ہوں اللہ تعالیٰ ہر چار ہزار برس پر ایک تارا پیدا فرماتا ہے اور میں نے چار لاکھ تارے پیدا ہوتے دیکھے ہیں۔

اور تفسیر کبیر جلد اول ص:۱۶۴ پر ہے:

ان اللّٰه تعالیٰ یخلق کوکبا فی کل اربع مائة الف سنة فخلق مثل ذلك الکوکب منذخلقنی اربع مائة الف مرة۔

یعنی فرشتہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چار لاکھ برس پر ایک تارا پیدا فرماتا ہے پھر اسی ستارہ کے مثل جب سے مجھے پیدا فرمایا ہے چار لاکھ مرتبہ پیدا فرمایا ہے۔ان دونوں روایتوں

سے واضح ہے کہ فرشتوں کی عمر اور ان کی تعداد کا احصار (شمار) سخت دشوار بلکہ خارج از امکان اس لیے قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

وما یعلم جنود ربك الاھو۔(پ ۲۹ مدثر آیت ۳۱)

اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اقول: جب فرشتوں کی عمر کا اندازہ ہمارے مقدور سے بیروں ہے تو اول کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی عمر نوری کا اندازہ کیوں کر ممکن ہوگا کہ سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے ہی نور شریف کو پیدا فرمایا۔اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ بہشت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھے نہ عرش وکرسی، نہ زمین تھی نہ آسمان، نہ چاند وسورج اور نہ انسان وجنات۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی نور سے دیگر مخلوقات کو وجود بخشا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال یارسول اللّٰہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شئ خلقه اللّٰہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یاجابران اللّٰہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره وجعل ذالك النور یدور بالقدرة حیث شاء اللّٰہ تعالیٰ ولم یکن فی ذلك الوقت لوح ولا قلم ولاجنة ولانارو لاملك ولاسماء ولاارض ولاشمس ولا قمرولاجنی ولاانسی فلماارادالله تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذلك النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول حملة العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملائکة ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول السماوات ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنة والنار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء الحدیث بطوله۔

یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ میرے

ماں باپ حضور پر قربان مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا اے جابر بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش پیدا کئے۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے فرشتگان حامل عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین، تیسرے سے بہشت و دوزخ بنائے۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے الیٰ آخر الحدیث۔

قال الامام احمد رضا في كتابه صلوٰة الصفافي نور المصطفیٰ ان هذا الحديث رواه عبد الرزاق بن همام عن جابر الصحابی رضی الله عنه وقد رواه الامام البيهقي ايضاً فی دلائل النبوة نحو روايته واخذه بالقبول اكابر علماء الاسلام واجلة ائمة الدين واعتمدوا عليه وهم الامام القسطلانی والامام ابن حجر المكي والعلامة الزرقانی والعلامة الفاسی والشيخ عبدالحق الدهلوی وغيرهم رضی الله تعالیٰ عنهم وملأ قبورهم نورا۔

انتباہ: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور سے اور تمام عالم نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بنے کا صحیح مطلب پھر نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار حصے میں بٹنے کے اصل معنی اللہ ورسول جانے بغرض توضیح ایک ناقص مثال یوں خیال کیجئے کہ آفتاب نے ایک عظیم وجمیل آئینہ پر تجلی کی۔ آئینہ چمک اٹھا اور اس آئینہ کے نور سے دوسرے آئینے چمک اٹھے۔ پہلا آئینہ خود ذات آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے اور باقی آئینے اس کے واسطے سے پھر جس طرح وہ نور اول پر پڑا بعینہٖ آفتاب کا نور ہے بغیر اس کے کہ آفتاب یا اس کا کوئی حصہ آئینہ ہو گیا ہو یونہی باقی آئینے کہ اس آئینہ سے روشن ہوئے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

شمع سے شمع روشن ہو جاتی ہے، بے اس کے کہ اس شمع سے کوئی حصہ جدا ہو کر یہ شمع بنے، اس سے بہتر آفتاب اور دھوپ کی مثال ہے کہ نور شمس نے جس پر تجلی کی وہ روشن ہو گیا اور ذات شمس سے کچھ جدا نہ ہوا۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

اس تقریر کی مناسب مثال وہ چراغ ہے جس سے بے شمار چراغ روشن ہوئے۔ اس کے باوجود وہ اپنی حالت پر باقی ہے اور اس کے نور میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ مزید واضح مثال سورج ہے جس سے تمام سیارے روشن ہیں، جن کا اپنا کوئی نور نہیں ہے۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ سورج کا نور ان سیاروں میں منقسم ہو گیا ہے جب کہ فی الواقع ان سیاروں میں سورج ہی کا نور ہے جو سورج سے نہ تو جدا ہوا اور نہ ہی کم ہوا۔ سیارے تو صرف اپنی قابلیت کی بنا پر چمکے اور سوج کی روشنی سے منور ہوئے۔

پھر فرماتے ہیں:

وہ جو حدیث میں ارشاد ہوا کہ پھر نور کے چار حصے کئے تین سے قلم ولوح وعرش بنائے چوتھے کے پھر چار حصے کئے الخ یہ اس کی شعاعوں کا انقسام جیسے ہزاروں آئینوں میں آفتاب کا نور چمکے تو وہ ہزار حصوں پر منقسم نظر آئے گا۔ حالاں کہ نہ آفتاب منقسم ہوا نہ اس کا کوئی حصہ آئینوں میں آیا۔ اس توضیح و تمثیل سے روشن ہو گیا کہ اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اس کی ذات سے جدا ہو کر مخلوق بنے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب۔ ۱۴۱۱/۲/۱۵ ہجری

جو اپنے مسلمان ہونے کا انکار کرے اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ (۱۸): کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ جمال خان کے پاس کچھ لوگ حاضر تھے جلسہ کے سلسلہ میں باتیں ہو رہی تھیں۔ جمال نے کہا کہ میں بھوکے غریب کی شادی بیاہ میں اور یتیم کی شادی بیاہ کے علاوہ چندہ نہیں دیتا ہوں جلسہ کا چندہ

مانگنے پر کہہ دیا کہ میں مسلمان نہیں ہوں۔ عرض یہ کہ جو شخص ایسا کہے اس پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ تحریر فرمائیں کرم ہوگا بینو وتوجروا۔

سائل: جمال خان مقام جنک پور وارڈ نمبر ۸، ضلع دھنوشا (نیپال)

الجواب: بعون الملک الوھاب۔

جمال خان کا قول بہت قبیح اور کلمۂ کفر ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز اپنے فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص: ۲۶ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ ائمہ نے فرمایا ہے جو اپنے مسلمان ہونے سے انکار کرے وہ مسلمان نہیں۔ اسے توبہ اور تجدید اسلام پھر تجدید نکاح چاہئے واللہ اعلم بالصواب

۱۴۰۹/۳/۴ھ

مندر بنانا اور مراسم کفریہ کی اجازت دینا کیسا ہے؟

مسئلہ (۱۹): کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید کی بی بی ہندہ کو ایک عرصہ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ زید ہندہ کو لے کر چند عامل اشخاص کے پاس اولاد کے لئے گیا۔ لیکن زید بامرادنہ ہوا بعدہ زید ہندہ کو لے کر ایک مہاتما کے پاس پہنچا۔ مہاتما نے یہ شرط لگائی کہ تم کو اولاد ہوگی تو مندر بنانا پڑے گا۔ عرصہ کے بعد اسے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ زید اس شرط کے مطابق مندر بنوادیا۔ زید کا یہ پختہ عقیدہ ہو چکا ہے کہ اس عامل سے کچھ نہیں ہوا بلکہ ہندو مہاتما کی وجہ سے اولاد ہوئی ہے لہٰذا زید پر شریعت مطہرہ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا حکم ہے۔ والسلام مع الکرام

سائل: محمد فیروز عالم، ساکن چتری سرہا نیپال۔ ۴ ذیقعدہ ۱۴۰۸ھ

الجواب: بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب لا الٰہ الا اللہ ولاحول لاقوۃ الا باللہ والعیاذ باللہ۔

مندر بنانا بلکہ مراسم کفر کی اجازت دینا کفر ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم میں فرماتے ہیں:

سلطان اسلام ہرگز کفار کو مراسم کفر کی اجازت نہیں دے سکتا۔ کیا اجازت کفر دے کر

خود کافر ہوگا؟ شخص مذکور اور جس شخص نے اس کا مشورہ دیا یا رضا دیکھایا وہ دائرہ اسلام سے باہر ہوگیا۔ بیوی نکاح سے نکل گئی کہ شدید ترین کفر کا ارتکاب کیا۔ شان اسلام یہ ہے کہ مسلمان اس کی خاطر ساری کلفتیں ساری مصیبتیں برداشت کرے گا، آگ میں جلنا گوارہ کرے گا، مگر کفر ہرگز پسند نہ کرے گا، اس شخص پر توبہ اعلانیہ فرض ہے۔ جب تک توبہ کر کے تجدید اسلام، تجدید نکاح نہ کرے مسلمانوں پر مقاطعہ فرض ہے۔ اس سے سلام وکلام حرام، نشست وبرخواست حرام، بیمار پڑے تو عیادت حرام۔ مرجائے تو نماز جنازہ حرام اور جو لوگ رضا دیکھایا مشورہ دیا ان پر بھی توبہ تجدید اسلام اور تجدید نکاح فرض۔

نوٹ: کسی کافر ومشرک کو "مہاتما" کہنا جائز نہیں کہ مہاتما کے معنٰی ہیں "روح اعظم" جو خاص لقب ہے سیدنا جبریل امین علیہ السلام کا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۴۰۸/۱۱/۵ ہجری

درگا دیوی کے نام پر منت ماننا کفر ہے

مسئلہ (۲۰): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ بکر نے درگا کے نام پر منت مانی اور اس کو پوری کی تو بکر پر از روئے شرع کیا حکم ہے؟

عبدالشکور نوری، تاراپٹی

۹۲/۸۶ھ

الجواب: بعون الملک الوھاب: صورت مذکورہ میں بکر بلا شک وشبہ دین وایمان سے خارج ہوگیا اور اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی اور اس کی ساری نیکیاں برباد ہوگئیں۔ اس پر توبہ اور تجدید ایمان وتجدید نکاح فرض اور جب تک توبہ وتجدید نکاح نہ کرے مسلمان سلام وکلام، نشست وبرخاست اس سے بند رکھے۔ اور بلا توبہ مرے تو نہ اس کا جنازہ پڑھے اور نہ مسلمان کے قبرستان میں دفن کرے اور نہ مسلمان کا سا کفن دے اور نہ اس کی سی قبر بنائے بلکہ گڑھا کھود کر کتے کی طرح دبا دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

شب ۱۵ ررجب المرجب ۱۴۱۷ھ

مسئلہ (۲۱،۲۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں:

(۱) ہندہ نے حالت غصہ میں یہ کہا کہ (اس کی بولی ایسی بھدی گندی، کفری، بلکہ صریح کفری ہے بنابریں معرض تحریر میں نہ لائی گئی) کہ اس نے میرے پیٹ میں بچہ دے دیا ہے خالدہ نے منع کیا کہ تم ایسی بولی کیوں بولتی ہے تو ہندہ اور برا بھلا بکنے لگی۔ لہٰذا ایسی بولی سے ازروئے شرع ہندہ کے لئے کیا ہوگا؟ خلاصہ جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) زید ہندوؤں کے گھر جا کر ملنگ کے نام سے مرغا اور میرا کے نام سے خصی ذبح کرتا ہے اور فاتحہ بھی ہندوؤں کے یہاں کرتا ہے زید کو منع کیا گیا کہ ہندوؤں کے یہاں مرغا ذبح نہ کرے اور خصی بھی ذبح نہ کرے چونکہ مسلمانوں کے لئے مخصوص جگہ پر ملنگ اور میرا کا مرغا اور خصی ذبح کرنا روا نہیں لہٰذا زید نے کہا کہ یہ ہماری روزی وآمدنی ہے ہم ہندوؤں کے یہاں مرغا اور خصی جو ملنگ اور میرا کے نام ذبح کر کے فاتحہ کرتے ہیں پیر بزرگ کے نام سے ملنگ اور میرا کے نام سے نہیں آیا۔ زید کے لئے ازروئے شرع کیا حکم ہے؟ مدلل جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد ضمیر الدین، نرائن پور، ضلع سرلاہی، نیپال ۴؍ ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ

الجواب: بعون الملک الوھاب: (۱) ہندہ صورت مسئولہ میں کافرہ مرتدہ ملعونہ مردودہ ہوگئی اور اپنے شوہر پر حرام ہوگئی جب تک توبہ کر کے اسلام نہ لائے اس سے جماع حرام ہے اس جماع سے جو اولاد ہوگی ولد الحرام ہوگی۔

خط کشیدہ لفظ بول و براز سے زیادہ ناپاک وملعون وخبیث ہے جس وقت اس عورت کے منہ سے وہ ناپاک وملعون وقبیح کلمہ نکلا اسی وقت وہ مرتدہ ہوگئی اس کی عمر بھر کی نیکیاں اکارت گئیں۔ اسے حکم ہے توبۂ صادقہ کرے، نئے سرے سے اسلام لائے، کلمہ پڑھے۔ اگر ازسرنو توبہ کر کے اسلام نہیں قبول کرتی ہے تو اس سے سلام وکلام حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کی شادی وغمی میں شریک ہونا حرام، بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازہ پر جانا حرام اسے غسل وکفن دینا حرام اس کے جنازہ کی نماز حرام، اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام، مرنے کے بعد اس کا ایصال ثواب حرام، بلکہ اس

عورت کے اس کفر صریح پر مطلع ہو کر جو کوئی اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کرے اور اسے مسلمان جانے بلکہ اس کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہو جائے گا العیاذ باللہ تعالیٰ۔
شفاء امام قاضی عیاض و در مختار و رد المحتار و غیرہا میں ہے:
"من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر"
ہندہ پر فرض ہے ان ملعون مردود گندے الفاظ سے توبہ کرے اور از سرِ نو مسلمان ہو اور اس کے بعد اس کا شوہر مسلمان گواہوں کے سامنے اس سے دوبارہ نکاح کرے اب اس کے ساتھ قربت جائز ہوگی۔ و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۲) زید کا یہ فعل حرام ہے اگر ذبح غیر کے نام سے کرتا ہے تو وہ جانور جسے اس نے ذبح کیا مردار و حرام اور حرمت میں خنزیر کے برابر و لاحول و لاقوۃ الا باللہ و العیاذ باللہ.

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرتا ہے اور ذبح سے کسی دیوی، دیوتا یا بتوں کو راضی کرنا مقصود نہ ہو یعنی ذابح کی نیت کسی بت یا دیوی دیوتا پر بھینٹ چڑھانے کی نہ ہو تو جانور حلال۔ مگر اس شخص کا غیر مسلم کے یہاں جانا اور اس طرح اس کے جانور کا ذبح کرنا منع۔ اور زید کا یہ کہنا کہ ہماری یہ روزی ہے ایسے ہی ہے جیسے کوئی چور کہے کہ چوری ہماری روزی ہے۔ معاذ اللہ رب العلمین و لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم. و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب. ۱۴۱۷/۱۱/۱۲ھ

جو اعلیٰ حضرت کو نہ مانے اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ (۲۴): کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ فلاں قاسم میلاد شریف و مزار شریف پر اگربتی و موم بتی جلانے کو ناجائز بتاتے ہیں اور چادر پوشی کو بھی ناجائز کہتے ہیں۔ اس پر مولانا غلام یٰسین صاحب نے اس کو جائز کہا اور قرآن شریف سے دلیل دیا کہ کنز الایمان اس کی دلیل ہے۔ تو اس (قاسم) نے اس بات کو نہ مانا اور کہا کہ میں اعلیٰ حضرت کو نہیں مانتا ہوں اور نہ ہی قرآن کو۔ لہٰذا ایسے الفاظ استعمال کرنے

والا مسلمان رہا یا کافر؟ اگر مسلمان نہ رہا تو اس کی بیوی اس پر کیا ہوئی؟ قرآن وحدیث سے مع دلیل ومہر جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد غلام یٰسین صاحب برکاتی گرام جنکپور امام تاراپٹی، ۲۱/۳/۱۴۱۳ھ

الجواب: بعون الملک الوھاب: آج فی زمانہ جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ کو نہیں مانتا وہ سنی صحیح العقیدہ نہیں۔ اور قرآن شریف یا قرآن شریف کی کسی آیت مبارکہ کا، جو انکار کرتا ہے وہ مسلمان نہیں ایسے شخص سے نکاح باطل کہ وہ لڑکی کا کفو نہیں لڑکی کسی سنی صحیح العقیدہ ہم کفو سے اپنا نکاح کرلے اس کے پاس ہرگز ہرگز نہ جائے ایسے عقیدے والے سے طلاق کی بھی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم. یکم ربیع الاول شریف ۱۴۱۳ھ

جو دیوبندیوں کے اقوال کفریہ سے جاہل ہے اسے آگاہ کیا جائے

مسئلہ (۲۴): کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید کی شادی ململ میں لگی۔ لڑکی کے والد سے پوچھا گیا کہ وہاں تو سب دیوبندی ہیں آپ کیا ہیں؟ جواب دیا کہ میں سنی ہوں جب اس کی بارات گئی جس میں کچھ بریلوی مولوی بھی تھے نکاح ہوا، بارات واپس آئی کچھ دنوں کے بعد زید کا خسر آیا تو ان سے بکر نے پوچھا وہاں سب دیوبندی ہی ہیں یا سنی بریلوی بھی ہیں؟ تو زید کے خسر نے جواب دیا کہ سب دیوبندی ہیں۔ میں تنہا سنی ہوں۔ میں قیام فاتحہ سب کرتا ہوں اس پر بکر نے کہا آپ دیوبندی سے ملتے جلتے بھی ہیں، اس کے پیچھے نماز بھی پڑھتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ ہم لوگ میل جول کے ساتھ رہتے ہیں اس کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں، اس کی اقتدا میں نماز بھی پڑھتے ہیں، ہم تنہا ہیں کیا کریں وہ لوگ کثیر تعداد میں ہیں۔ اب یہ فرمایا جائے کہ زید کے خسر پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ نیز بارات میں شرکت کرنے والوں پر کیا حکم؟ اور زید اپنے خسر کے ساتھ کس طرح پیش آئے۔ بینوا وتوجروا

سائل: محمد ذاکر حسین، خادم الطلبہ مدرسہ انوار مصطفیٰ ضلع سرہا نیپال

۸/۱۱/۱۴۰۸ ہجری

الجواب: بعون الملك الوهاب

وہ شخص زید کا خسر محض جاہل ہے اس کو عقائد سے واقفیت نہیں ہے، اسے بتایا جائے۔ دیوبندیوں کے اقوال کفریہ سے آگاہ کیا جائے۔ اس کے بعد بھی اس کا خسر دیوبندیوں کو مسلمان جانے، اس کے پیچھے نماز پڑھے تو وہ بھی دیوبندیوں کی طرح خارج از اسلام۔ اور اس کی بیٹی جس سے زید کا نکاح ہوا وہ اپنے باپ کو جو دیوبندیوں کے مسلک سے آگاہ ہو کر دیوبندیوں کو مسلمان جانتا ہے اس کو اس کا علم ہے کہ میرے باپ کا مسلک دیوبندیوں کا مسلک ہے۔ اس کو امام ومقتدار مانتا ہے اور باپ کو اچھا جانتی ہے تو وہ بھی اسلام سے خارج۔ اس کا نکاح کسی سنی سے کیا کسی سے نہیں ہوسکتا۔ اس سے توبہ لے کر اپنا ہم مذہب بنائے پھر از سر نو نکاح کرے تو نکاح درست ہوگا۔ اور اس کے باپ کو ہرگز ہرگز اپنے یہاں نہ آنے دے اور نہ لڑکی کو اس کے یہاں جانے دے اور نہ لڑکی وہاں جانے کی رغبت رکھے۔ تب لڑکی پر اطمینان کیا جاسکتا ہے کہ اس نے سچی توبہ کی ہے اور اسلام کی خاطر اپنے باپ اور ماں کے وطن کو خیر باد کر دیا ہے۔ جو لوگ بارات گئے و نادانستہ گئے اس لئے ان سے مواخذہ نہیں ہوسکتا۔ مگر صرف قیام سلام کرنے، پڑھنے سے کوئی سنی نہیں ہوتا۔ سنی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ضروریات دین کا اقرار کرے اور ان کے منکرین وہابیہ، دیوبندیہ، چکڑالویہ، غیر مقلدین وغیرہم فرقہ باطلہ کو کافر کہے۔ کافر جانے تو سنی ہوگا ورنہ نہیں۔ بکر کا صرف اتنے ہی دریافت کر کے چھوڑ دینا اس کی جہالت ہے یا غفلت خداوند کریم ہدایت دے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد جیش صدیقی برکاتی
جامعہ حنفیہ غوثیہ جنک پور نیپال
۱۰/۱۱/۱۴۰۸ ہجری

ھذا الجواب صحیح
محمد شمس الحق رضوی
خادم مدرسہ رضویہ شمس العلوم باڑا
۱۰ ذیقعدہ ۱۴۰۸

مسئلہ: (۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲)

گنگوہی وتھانوی کی کفری عبارتوں سے آگاہ ہو کر انہیں کافر نہ جاننا کفر ہے

زوالمجد والکرم فضیلت مآب جناب مفتی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور والا! اگرچہ ہمارے علاقہ کے بڑے مدارس میں علماء اور دارالافتاء بھی قائم ہیں مگر یہاں کے علماء اور مفتیان کرام دیوبندیوں کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں اور متنازعہ مسائل میں مداہنت یا خاموشی کو راہ دیتے ہیں جو عامۃ المسلمین (بریلویوں) کو طرح طرح کے شکوک میں مبتلا کردیتے ہیں، اس لئے آپ کی خدمت عالیہ میں درج ذیل استفتاء ارسال کررہا ہوں تاکہ عامۃ المسلمین (اہل سنت وجماعت المعروف بہ بریلوی) کے لئے مشعل راہ ہو۔ براہ کرم جوابات مدلل مع حوالۂ کتب تحریر فرمائیں۔ نوازش وکرم ہوگا۔

(۱) وہ دیوبندی علماء جن پر حسام الحرمین وغیرہ میں کفر کا فتویٰ لگایا گیا مثلاً مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرفعلی تھانوی وغیرہ ان دیوبندی علماء کو محمد انصار الحق ابن عبداللطیف کافر نہیں سمجھتا ہے بلکہ اعلیٰ درجہ کا سچا پکا مسلمان تصور کرتا ہے۔ بلکہ خاندانی طور پر دیوبندی عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے، اس کے پورے گاؤں والے بھی کٹر دیوبندی عقائد سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایسی صورت میں انصار الحق کے متعلق کیا حکم ہے؟ انصار الحق کافر ہوا یا نہیں؟

(۲) محمد انصار الحق ابن عبداللطیف (مرحوم) جس کے عقیدہ کے بارے میں اوپر لکھا گیا ہے کی شادی ایک سنی بریلوی لڑکی بی بی حسین النساء سے ہوئی۔ ایسی صورت میں انصار الحق کا نکاح بی بی حسین النساء سے درست ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں تو انصار الحق سے حسین النساء کو جو اولاد پیدا ہو وہ صحیح النسب قرار پائے گی یا نہیں؟

(۳) حسام الحرمین وغیرہ کے مطابق ہم لوگ سنتے آئے ہیں کہ دیوبندی لوگ کافر ہیں اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ایسی صورت میں محمد انصار الحق کے درج بالا عقائد کو جانتے ہوئے جس سنی بریلوی عالم نے نکاح پڑھایا تو مولوی صاحب کا نکاح اور ایمان باقی رہ پایا، یا نہیں؟

(۴) مولوی عبدالحکیم صاحب عالم دین ہیں جو مسلک اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، مولوی صاحب کے خالہ زاد بھائی غلام شرف الدین کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے جو وہابیت میں علماء دیوبند سے بھی آگے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف کی بہن کی شادی غلام شرف الدین سے ان کے مذکورہ عقائد کو جانتے ہوئے ہوئی، جس میں مولوی صاحب موصوف بھی ہر طرح سے شریک رہے۔ دریں صورت یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اور مولوی صاحب موصوف پر توبہ تجدید نکاح اور تجدید ایمان لازم ہے یا نہیں؟

(۵) زید نے چند افراد پر جھوٹا الزام لگا کر مقدمہ دائر کیا جب اس کی انکوائری کے لئے داروغہ صاحب آئے تو زید کی جماعت میں بکر اور قمر نے جھوٹی گواہی دی کیا بکر اور قمر کی امامت درست ہے؟

(۶) جو شخص کسی کے کلام میں سیاق اور سباق سے الگ ہٹ کر تحریف بالکلام یا تحریف بالعبارۃ کرے اور لوگوں میں اس کو پھیلا کر جھگڑا کرے ایسے شخص کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے؟

(۷) رشوت لینے والے اور رشوت دینے والوں کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۸) زید اور عمر دونوں چچازاد بھائی ہیں۔ زید نے اپنی پھوپھی طیب النساء (جو لاولد ہے) کی تمام جائیداد اپنی طرف منتقل کرانے کی غرض سے پھوپھی کو سبز باغ دکھا کر رشوت و لالچ دے کر اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش میں حتی المقدور لگا رہتا ہے۔ صرف اس لئے کہ پھوپھی کی جائیداد سے عمر کو جو چچازاد بھائی ہے کچھ نہ مل سکے جب کہ عمر بھی اپنی پھوپھی کا خدمت گزار و فرمانبردار ہے اور ہمیشہ فرمانبرداری کے لئے تیار بھی رہتا ہے۔ ایسی صورت میں زید کا ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟ اور زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

بینوا و توجروا فقط والسلام

المستفتی: محمد کوثر امام چشتی اشرفی، مدرس مدرسہ اشرفیہ تریا نواں، سہرسہ ۹/۳/۹۵

الجواب: بعون الملک الوھاب: (۱) گنگوہی تھانوی وغیرہما کی کفری عبارتوں سے آگاہ ہو کر شخص مذکور فی السوال ان کو یعنی تھانوی یا گنگوہی یا کسی بھی گستاخ رسول علیہ

الصلوٰۃ والسلام کو کافر نہیں جانتا یا کفر میں اس کے شک کرتا ہے تو خود وہ کافر و مرتد۔ اور اخبث کفر میں مبتلا۔ العیاذ باللہ من کل البلاء۔

(۲) شخص مذکور دیوبندیوں کی کفریات ملعونہ سے مطلع ہو کر ان دیوبندیوں کو مسلمان جانتا ہے تو خود یہ مسلمان نہیں اور جب مسلمان نہیں تو اس کا نکاح باطل پھر اس سے اولاد اولادِ زنا و اولادِ حرام نسب اس سے ہرگز ہرگز صحیح نہیں۔

(۳) کافر جان کر پڑھایا تو حرام اور زنا کا دلال اور اس کے کفری عقیدہ سے آگاہ ہو کر اس کو مسلمان جانا تو خود دائرہ ایمان و اسلام سے باہر اور بیوی بھی نکاح سے باہر ساری سابقہ نیکیاں اکارت۔ پھر تجدید ایمان و تجدید نکاح کی حاجت۔ تجدید سے قبل کی اولاد میں خباثت۔

(۴) شخص مذکور فی الواقع اگر مودودی ہے تو نکاح باطل اور ایسے مجمع میں شرکت حرام حرام سخت حرام اور توبہ فرض۔ تجدید نکاح کی حاجت اس وقت ہوگی جب اس کے کفر سے باخبر ہو کر اس کو مسلمان جانا ہے۔

(۵) ایسے کی امامت بلا توبہ صحیح نہیں۔

(۶) ایسے آدمی کی بھی امامت بلا توبہ صحیح نہیں۔

(۷) رشوت لینا دینا دونوں حرام ہیں اور اس کا مرتکب فاسق۔

(۸) ان کی پھوپھی کو اختیار ہے اس امر کا کہ وہ اپنا مال جس کو دے اور زید کا اس کی خدمت کرنا اور اس کو خوش کرنے کی صورت اپنانا رشوت نہیں ہاں یہ بات حسن نیت سے ہو اور بلا وجہ اچھے مسلمان کے ساتھ بدگمانی جائز نہیں۔ ھذا ما ظھر لی و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و الیہ المرجع و المآب۔ ۱۴۱۵/۵/۱۰ھ

قرآن وحدیث کی توہین کیسی ہے

مسئلہ (۳۳): کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ذیل میں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ زید محلہ پوکھری جان تن سکیا کی مسجد کا سکریٹری ہے اور عمر اس مسجد کا امام۔ ۲۹ شعبان المعظم کو رمضان المبارک کا چاند اہل محلہ نے تلاش کیا مگر

چاند نظر نہیں آیا۔ امام صاحب نے نہ نماز تراویح پڑھائی اور نہ روزہ رکھا۔ عمر نے کہا حضور کی حدیث ہے جب ۲۹ شعبان کو چاند نظر نہ آئے تو تیس پوری کرلو۔ کل ہو کر جامع مسجد سے پتہ چلا کہ چاند ۲۹ شعبان کو ہو گیا اور محلہ پوکھری جان میں اطلاع نہ ہو سکی۔ عمر نے سکریٹری کے سامنے پھر وہی حدیث پڑھی تو سکریٹری غصہ میں آکر کہنے لگا کہ قرآن وحدیث جلائیے، پھینکئے ہمارا ایک روزہ ختم کر دیا۔ امام صاحب نے زید سے کہا آپ کے لئے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔ آپ نے قرآن وحدیث کو جلانے اور پھینکنے کا لفظ کیوں استعمال کیا اور یہ باتیں امام صاحب نے کئی آدمیوں سے کہہ دیا۔ پھر ان لوگوں نے جب زید سے یہ باتیں کہی تو زید عمر سے کہنے لگا آپ منافق ہیں میں جلانے کا لفظ کہا تھا نہ کہ پھینکنے یا جلانے کا لفظ بولا تھا۔ اب زید پر از روئے شرع کیا حکم ہے؟ اور جو اس کا ساتھ دیا اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا۔

المستفتی: محمد ابراہیم برکاتی

امام مسجد پوکھری جان تن سکیا ضلع ڈبروگڑھ آسام

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۸ ہجری

الجواب: بعون الملك الوهاب

قرآن وحدیث کی توہین کفر ہے، اگر واقعی زید نے توہین کی ہے تو تجدید ایمان وتجدید نکاح کرے۔ امام صاحب کے ایک بات پوچھنے پر ایسا سخت کلمہ کہنا جس سے ان کی دل آزاری ہو حرام قطعی ہے۔ توبہ کرے اور امام صاحب سے معافی طلب کرے یہ اس پر فرض ہے۔ جب تک امام صاحب معاف نہیں کریں گے خداوند کریم بھی معاف نہ فرمائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد حبیش صدیقی برکاتی	الجواب صحیح
جامعہ حنفیہ غوثیہ جنک پور نیپال	محمد شمس الحق رضوی
۱۰/۱۱/۱۴۰۸ ہجری	خادم مدرسہ رضویہ شمس العلوم باڑا
	۱۰ ذیقعدہ ۱۴۰۸ ہجری

بھگتی کرانے والے پر شرعی حکم کیا ہے؟

مسئلہ (۴۴): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہندہ سخت بیمار ہوئی اس کے خاطر اس کے گارجین نے بھگتی کرائی، ہندہ یہ نابالغہ لڑکی تقریبا اس کی عمر ۱۲ ؍سال ہے۔ ہندہ کا انتقال ہوگیا بے جنازہ دفن کردی گئی تو کیا ہندہ نابالغہ بھی اسلام سے خارج ہوگئی؟ کیا اب ہندہ کی نماز جنازہ اس کی قبر پڑھی جائے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ذاکر حسین نوری، ۳۰ ؍محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

۹۲/۷۸۶

الجواب: بعون الملك الوهاب: جب تک نابالغ یا نابالغہ سن شعور کو نہیں پہنچے، اچھے برے کی تمیز نہیں کرتے وہ اپنے ماں باپ کے تابع ہوتے ہیں، وہ مسلمان تو یہ بھی مسلمان، وہ کافر تو یہ بھی کافر۔ اگر ان میں کوئی مسلمان ہے تو یہ نا سمجھ بچے بھی مسلمان "فان الولد يتبع خير الابوين" مسلمان کا جنازہ پڑھایا جائے گا اور اگر نابالغ عقل وتمیز کو پہنچ گیا کفر واسلام کو سمجھا اور اس عمر میں کفر کو اختیار کیا تو وہ کافر اور اسلام اختیار کیا تو مسلمان قرار پائے گا۔ سمجھدار بچہ باپ ماں کے تابع نہ ہوتا یہی حکم نابالغہ کا ہے۔ بارہ سال کی عمر تو بہت ہے یہ تو عقل وتمیز کی عمر ہے اس حالت میں اس لڑکی نے کفر کو پسند کیا ہے، اس کے پوجا پاٹ سے راضی رہی ہے تو کافر، اس کے جنازہ کی نماز ہرگز نہیں پڑھی جائے گی۔ ہاں اگر بے ہوش تھی اس کے کفر سے واقف نہ ہوئی، نہ کسی طرح راضی ہوئی بلکہ برا جانتی رہی اور دوسرے لوگ زبردستی اس کو اس کافر کے پاس رکھا تو کافرہ قرار نہ پائے گی۔ اور اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور اس کے پھٹنے سے پہلے اس کی قبر پر پڑھا جائے گا اور اس کے گارجین بلکہ جو لوگ بھی اس کفر سے راضی ہوئے ہیں، توبہ اور تجدید اسلام ونکاح کریں۔

واللہ اعلم تعالیٰ بالصواب۔ ۱۴/۱/۱۴۱۵ھ

دیوبندیوں سے میل جول اور دوستی کا حکم

مسئلہ (۳۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مثلاً زید اپنے آپ کو اہل سنت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور دیوبندیوں سے میل جول رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ کھاتا، پیتا ہے، دوستی کرتا ہے، اس کی باتوں پر عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بھی نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، ہر کام مسلمان جیسا کرتا ہے۔ اس لئے وہ بھی مسلمان ہے۔ دیوبندیت کو سنیت کے مقابلہ میں اپنے کردار سے فروغ دیتا ہے۔ سنیت کو دبا کر دیوبندیت کو بڑھاوا دیتا ہے۔ کیا ایسا شخص حقیقتاً سنی ہوسکتا ہے۔ اگر نہیں تو شریعت کا اس پر کیا حکم ہوگا؟ مسلمانوں کا اس کے ساتھ کیسا برتاؤ ہونا چاہئے۔ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں تاکہ لوگ اس کے چھپے ہوئے نفاق اور مکر سے بچ سکیں۔

سائل محمد انظار الحق بھموادی

الجواب: بعون الملك الوهاب

دیوبندیوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح گستاخیاں کی ہیں، جن پر علماء عرب وعجم، ہندوسندھ نے ان کے بارے میں یہ فتویٰ دیا کہ کافر ومرتد ہیں۔ حتیٰ کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہوکر انہیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے۔ قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کا انکار کیا۔ اس نے لکھا کہ "آپ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ کہ آپ سب میں پچھلے نبی ہیں عوام کا خیال ہے۔ یہ مقام مدح میں ذکر کے لائق نہیں" حالانکہ اس پر امت کا اجماع ہے کہ خاتم النبیین کا معنیٰ آخر الانبیاء ہے اور جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہ مانے وہ کافر ہے۔ اگرچہ نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، حج کرے، قرآن پڑھے، پڑھائے۔ رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی نے براہین قاطعہ میں شیطان لعین کے لئے وسعت علم ثابت مانا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی وسعت کا انکار کیا۔ اور شیطان لعین کے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے زیادہ بتایا، اس میں بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی توہین ہے

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے برابر بتایا ہے۔ دونوں صورتوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے۔ اس پر بھی امت کا اجماع ہے کہ جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے وہ کافر ہے۔ شفا شریف اور اس کی شرح اور ردالمختار میں ہے:

اجمع المسلمون علیٰ ان شاتم النبی کافر من شک فی عذابہ وکفرہ کفر۔ مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے ایسا کہ جو اس کے کافر ہونے میں اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم، ص: ۹۰ پر فرماتے ہیں:

طوائف مذکورین وہابیہ، نیچریہ وقادیانیہ وغیر مقلدین و دیوبندیہ وچکڑالویہ خذلھم اللہ تعالیٰ اجمعین اس آیت کریمہ کے مصداق بالیقین اور قطعاً یقیناً کفار و مرتدین ہیں۔ ان میں ایک آدھ اگرچہ کافر فقہی تھا اور صدہا کفراس پر لازم تھے جیسے ۲ والا دھلوی مگراب اتباع واذناب میں اصلاً کوئی ایسا نہیں جو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر کلامی نہ ہوا ایسا کہ من شک فی کفرہ فقد کفر۔ جو ان کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، ان سے میل جول قطعی حرام، ان سے سلام وکلام حرام، انہیں پاس بٹھانا حرام، ان کے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت حرام، مرجائیں تو انہیں مسلمانوں کا سا غسل و کفن دینا حرام، ان کا جنازہ اٹھانا حرام، ان پر نماز پڑھنا حرام، انہیں مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام۔ ان کی قبر پر جانا حرام۔ انہیں ایصال ثواب کرنا حرام۔ مثل نماز جنازہ کفر قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین۔ اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پر ان ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فایاکم وایاھم لا یضلو نکم ولا یفتنونکم۔ ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں۔ وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ: لا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم واذا مرضوا لا تعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدو ھم ولا تصلوا علیھم

ولا تصلوا معهم۔ نہ ان کے پاس بیٹھوں، نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ، نہ ان کے ساتھ پانی پیو، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، مرجائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔ نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

رب عزوجل فرماتا ہے: ولا تصل علیٰ احدٍ منهم مات ابداً و لا تقم علیٰ قبره۔ ان میں کبھی کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا، نہ اس کی قبر پر کھڑا ہونا۔ جو ان کے اقوال پر مطلع ہوکر ان سے محبت رکھے وہ انہیں کی طرح کافر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ومن یتولهم منکم فانه منهم۔ (پ:٦ ع:١٢) تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے وہ بیشک انہیں میں سے ہے۔ اور ان کا حشر انہیں کافروں کے ساتھ ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من احب قوما حشره الله معهم۔ جو کسی قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اسی قوم کے ساتھ اس کا حشر کرے گا۔ جو ان کو عالم دین یا پیروئے سنت سمجھے قطعاً کافر و مرتد ہے۔ شفاء قاضی عیاض و ذخیرۃ العقبیٰ و بحرالرائق و مجمع الانہر و فتاویٰ بزازیہ و درمختار و غیرہا معتمدات اسفار میں ہے جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ جب اس کو مسلمان سمجھنا درکنار ان کے کفر میں شک کرنا موجب کفر ہے تو معاذ اللہ انہیں عالم دین یا پیروئے سنت سمجھنا کس درجہ اخبث کفر ہوگا و ذالك جزاء الظٰلمین۔ اللہ عزوجل سب خبثاء کے شر سے پناہ دے اور مسلمان بھائیوں کی آنکھیں کھولے۔ اور دوست دشمن پہچاننے کی تمیز دے۔ انتہیٰ ملخصاً۔

بالا بیان سے روز روشن کی طرح روشن ہوگیا کہ شخص مذکورہ فی السوال اپنے دعوے سنیت میں کاذب ہے، اسے سمجھایا جائے اگر افہام و تفہیم سے مان جائے فبہا ورنہ اس کا بھی وہی حکم ہے جو دیوبندی کا۔ نہ اس کی نماز، نہ اس کا روزہ، اس سے سلام و کلام حرام۔ علماء فرماتے ہیں جو دیوبندیوں کو ان کے عقائد سے واقف ہوکر مسلمان جانے وہ خود مسلمان نہیں مرتد ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

کفر اصلی کی ایک سخت قسم نصرانیت ہے اور اس سے بدتر مجوسیت اس سے بدتر بت

پرستی اس سے بدتر وہابیت ان سے بدتر اور اخبث تر دیوبندیت۔

اقول: تو جو شخص دیوبندیوں کی نماز دیکھ کر اچھا بتائے۔ مسلمان کہے، اور ان کے اقوال کفریہ سے دانستہ اغماض کرے تو وہ بھی کفر وارتداد میں بدتر اور خبیث تر ہوگا۔ مسلمانوں پر ایسوں سے مقاطعہ فرض ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب

۱۲/۱۱/۱۴۰۸ ہجری

کفر کرنا اور کفر پر راضی ہونا دونوں کفر ہے

۹۲/۷۸۶/۹۲

مسئلہ (۳۶): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ شیخ محمد منصور بیمار ہوئے ڈاکٹر سے علاج کروایا اور علماء سے دعا وتعویز کرایا لیکن طبیعت نادرست ہی رہی۔ کچھ لوگوں نے مشورہ بھگتئی کرانے کا دیا ہندو بھگتا کو بلوا کر اس نے بھگتئی کروائی اس میں لونگ، پھول، سپاری وغیرہ غیر اللہ کو چڑھایا۔

لہٰذا بھگتئی کرانے والے اور مشورہ دینے والے اور برضا ورغبت اس میں شریک ہونے والے پر حکم شرع کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد حبیب الرحمٰن محمد داؤد، بیلہیاں بکھری کنساڑ، وایا سرسنڈ، سیتامڑھی

۷۸۶/۹۲

الجواب: بعون الملک الوھاب۔ کفر کرنا اور کفر پر راضی ہونا دونوں کا ایک ہی حکم ہے یعنی ان کا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ مومن وہ کہ قتل پسند ہو، آگ میں جلنا پسند ہو، مرنا پسند ہو، کفر ہرگز ہرگز ہرگز کسی حال میں کسی آن میں پسند نہ ہو، بلکہ آگ میں جلائے جانے سے زیادہ ناپسند ہو۔ حدیث شریف میں ہے: "لا تشرک باللہ شیئا وان قتلت وحرقت" مشکوٰۃ شریف، ص ۱۸)

صورت مسئولہ میں جو لوگ غیر اللہ کے پوجا کے مرتکب ہوئے یا راضی ہوئے خواہ حاضر رہے یا غائب، تماشا دیکھا، یا نہ دیکھا، کیا یا کرایا سب ایمان سے خارج۔ سب پر توبہ،

تجدید اسلام فرض۔ بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی فرض۔ ہاں جو لوگ اس غیر کی پرستش سے راضی نہ ہوئے مگر محض تماشا دیکھا اور دل سے متنفر تھے تو ان پر صرف توبہ فرض کہ اس قسم کے مجمع میں شرکت بھی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب. ۱۹/۵/۱۴۱۸ھ

دیوالی منانے والے مسلمان پر کیا حکم ہے

مسئلہ (۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲)

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر قوموں کا پرب دیوالی ہوتی ہے۔ اس میں غیر قوم دیا جلا کر اپنے مکان اور جانور کے باندھنے کی جگہ پر رکھتے ہیں، اسی طرح ہمارے یہاں کے چند مسلمان دیوالی کے دن دیا وغیرہ جلا کر مکان اور جانور باندھنے کی جگہ رکھتے ہیں اور کپڑے کا گولہ بنا کر آگ جلا کر نچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں ہے۔ ہم لوگ شوق سے ایسا کرتے ہیں تو ایسا کرنا مسلمانوں کے لئے درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

(۲) غیر قوم کے بھگتا سے مسلمانوں کو جھڑانا پھونکانا اور ان کے دیوتاؤں کے لئے چڑھانے کا سامان خرید کر دینا کیسا ہے؟

(۳) غیر قوم سے دوستی کرنا، ان کے پرب وتہوار کی میٹھائی کھانا، ان کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا مسلمانوں کے لئے کیسا ہے؟ اس کا بھی جواب عنایت فرمائیں۔

(۴) شرابی مسلمانوں کے یہاں نمازی مسلمان کا کھانا پینا کیسا ہے؟

(۵) مسلمانوں کے لئے تاش کھیلنا کیسا ہے؟

(۶) ایک مسلمان عورت ہے غیر قوم سے اس کو محبت ہے اسی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کرتی ہے۔ اس کا شوہر بھی اسی پر راضی ہے، محلہ والے کو برا لگتا ہے تب بھی محلہ والے خاموش ہیں۔ اس پر کوئی کارروائی نہیں کرتے ہیں۔ محلہ والے اگر کوئی کارروائی نہیں کرتے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور اس عورت پر کیا حکم ہے؟ اس کے لئے کون سی کارروائی کی جائے۔

اس کا بھی جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

سائل: غلام مرتضٰی حسن قادری، مقام ہنومان نگر، پوسٹ درگاپٹی، ضلع مدھوبنی (بہار)

اللھم انی اعوذبک من ھمزات الشیطین۔ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

الجواب: بعون الملك الوھاب

(۱) یہ پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے دیوالی کے دن دیا وغیرہ جلاکر مکانوں پر رکھنا اور گولہ بنا کر آگ جلا کر نچانا درست ہے کہ نہیں؟ نعوذباللہ من ذالك ولاحول ولاقوۃ الاباللہ۔ یہ کیوں نہیں پوچھتے یہ افعال شنیعہ، قبیحہ اور اعمال خبیثہ کفریہ اور مراسم شرکیہ ہندویہ کتنی قباحتوں، شناعتوں، رذالتوں پر مشتمل ہیں۔ ان کے ارتکاب کرنے والوں پر شریعت حقہ کا کیا حکم؟ ایسے لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہئے، جو اتنے اشد اور اخبث کفر میں مبتلا ہیں۔ ان کی بے حیائی، بے شرمی، بے غیرتی ڈھٹائی کتنی بڑھی ہوئی ہے کہ کہتے ہیں کہ ہم ان کفریات ملعونہ مذمومہ کو شوق سے کرتے ہیں۔ حیرت ہے پھر اپنے کو مسلمان کہتے ہیں۔ ٹیکی رکھ لیں، چندن ٹیکا لگالیں اور کہیں کہ ہم شوق سے رکھتے اور لگاتے ہیں۔ بت پوجیں، مہادیو کی لنگ پوجیں اور کہیں ہم شوق سے پوجتے ہیں۔ جنو پہنیں، بجرنگ کی جے بولیں اور کہیں کہ ہم شوق سے پہنتے اور بولتے ہیں۔ گوبر کھائیں، موت پئیں، کملا نہائیں، پرنیاشی منائیں اور کہیں کہ ہم شوق سے گوبر کھاتے، موت پیتے، کملا نہاتے، پرنیاشی مناتے ہیں۔ لیلا کریں، گھنٹی بجائیں اور کہیں ہم شوق سے کرتے ہیں۔ دیوالی منائیں، ہولی کھیلیں اور کہیں ہم شوق سے مناتے ہیں اور کھیلتے ہیں۔ العیاذباللہ من ھذہ الخرافات والواھیات والخبیثین و الخبیثات۔

علمائے اعلام مشائخ عظام فقہائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ رسوم کفار اور ان کے شیطانی تہوار ہولی، دیوالی وغیرہ ان کے مذہبی شعار جو بطور پسند کریں وہ کفر صریح میں مبتلا ہو کر کافر بلا شک وشبہ ہو گئے۔ ان کی عورت ان کے نکاح سے نکل گئی۔ ان کے اگلے سارے اعمال، ساری نیکیاں اکارت گئیں۔ ساری نمازیں، سارے روزے یکسر

برباد ہوگئے۔ غضب جبار وقہر قہار وعذاب نار کے بالیقین سزاوار ہوگئے۔ بلا توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کوئی چارۂ کار نہیں۔ جب تک توبہ کر کے ازسرنو ایمان نہ لائے اسلام کا کلمہ نہ پڑھے نہ ان کی نماز نماز، نہ ان کا روزہ روزہ۔ اور نہ عورت سے صحبت جائز بلکہ عورت سے صحبت زنائے خالص اور اس صحبت سے جو بچہ ہو وہ ولدالزنا (حرامی) نہ ان سے سلام کلام جائز نہ ان کے ساتھ اٹھنا جائز نہ ان کے ساتھ کھانا پینا جائز، نہ ان کے سلام کا جواب جائز۔ نہ ان کے ساتھ برادری جائز، بیمار پڑے تو نہ پوچھنے کو جانا جائز۔ مرجائے تو نہ بطریق سنت غسل جائز، نہ ان کا جنازہ کندھے پر اٹھانا جائز، نہ مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا جائز بلکہ ٹھیلے پر اٹھا کر بستی سے دور کسی گڈھے میں اس طرح جس طرح کسی کتے کی لاش کو دبا دیتے ہیں دبا دینے کا حکم ہے۔

دلائل وبراہین ملاحظہ ہوں:

فتاوٰی رضویہ جلد ششم ص ۱۵۳ میں بحوالہ غمز العیون اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر حتیٰ قالوا فی رجل قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس والمضاجعة عندهم حال الحيض حسن فهو کافر۔

یعنی ہمارے مشائخ کا اس امر میں اتفاق ہے کہ جو شخص کافروں کے کسی فعل کفر کو اچھا خیال کیا تو وہ بلاشک وشبہ کافر ہوگیا۔ فقہائے کرام نے یہاں تک فرمایا ہے کہ جو شخص کہے کہ کھانا کھاتے وقت خاموش رہنا، کلام نہ کرنا خوب ہے مجوس کے یہاں، اسی طرح ان کے یہاں حیض کی حالت میں اپنی عورت کے ساتھ لیٹنا ان سے ہمبستر ہونا اچھا ہے تو اتنا کہنے سے ہی کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

اسی کتاب مستطاب کے ص:۷۴ پر فرماتے ہیں:

حدیث کے ارشاد پر نکتہ چینی مسلمان کا کام نہیں۔ فعل کفر میں جو دل سے شریک ہو وہ ظاہراً وباطناً کافر ہے۔

اسی فتاویٰ جلد دہم نصف آخر کے ص: ۱۲۳ پر ہولی بازی میں شریک ہونے والوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

ظاہر ہے کہ افعال شنیعہ مذکورہ سخت ملعون ہیں جس نے انہیں مستحسن جانا باتفاق ائمہ کرام کافر ہے؛

غمز العیون والبصائر میں ہے:

من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ۔

یہ لوگ تو اسلام سے خارج ہو گئے ان کی عورتیں نکاح سے نکل گئیں، ان کی بیعتیں جاتی رہیں۔ نیز جس نے ان افعال کو جائز و حلال جانا اور ان پر راضی ہوا اور ان پر معترضین سے معارضہ کیا یہ لوگ بھی اسی حکم میں ہیں کہ مشرکین کے تہوار کی خوشی منانا ان کے ایسے افعال ملعونہ میں شرکت کرنا معصیت قطعیہ ہے اور معصیت قطعیہ کا استحلال کفر ہے۔ اور جنہوں نے ان افعال ملعونہ کو ملعون و شنیع ہی جانا اور انہیں برا جا کر اپنی شیطانی مصلحت کے خیال سے شرکت کی ان کے قلب کا حال اللہ جانتا ہے، مرتکب کبائر ہوئے، مستحق عذاب نار ہوئے، سزاوار لعنت جبار ہوئے۔ مگر عند اللہ کافر نہ ہوئے۔ لیکن شرع ظاہر پر حکم فرماتی ہے۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من تشبہ بقوم فھو منھم۔ جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے گا وہ انہیں میں سے ہے۔ دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من کثر سواد قوم فھو منھم۔ جو کسی قوم کی جماعت بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔ ان پر بھی تجدید اسلام فرض ہے۔ تائب ہوں اور نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر اپنی عورتوں سے نکاح دوبارہ کریں۔ انتہیٰ کلام الامام فی ہذا المقام۔

اور دہم نصف آخر ص: ۱۷۶ پر اس سوال کے جواب میں کہ "جو مسلمان ہندو کے تہوار میں ان کی موافقت کرے اور اس کو منائے اس کے لئے کیا وعید ہے؟" فرمایا:

اگر ان کے مذہبی تہوار کو اچھا جان کر منائے گا اسلام سے خارج ہو جائے گا ورنہ فسق و معصیت ضرور ہے۔

اور ص: ۱۷۵ پر اس سوال کہ "اگر کوئی مسلمان دسہرہ کی جھنڈی کے جلسہ میں ہنود

کا شریک ہو وغیرہ وغیرہ سوالات کے جواب میں فرمایا کہ:

مراسم کفریہ کی اعانت اور ان میں شرکت ممنوع وناجائز وگناہ اور مخالفت حکم اللہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ اور اگر کسی رسم کفر کو پسند ورضا کے ساتھ ہو تو کھلا کفر ہے۔ مسلمانوں کو ایسے شخص سے میل جول منع ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین۔ اور فرماتا: ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔

اور جلد ششم، ص ۱۴۹ پر ہے:

مسلمان کو دسہرے کی شرکت حرام ہے۔ بلکہ فقہا نے اسے کفر کہا۔

اقول وباللہ فیق: جب محض تماشائی کی حیثیت سے شرکت کا یہ حکم ہے تو اس خاص دن میں دیا جلانے اور آگ سے کھیلنے کا حکم کس قدر سخت ہوگا۔ ایسے افعال کا اس دن ارتکاب کرنا ضرور صریح و فضیح اشد واخبث کفر ہے۔

اور فتاویٰ مصطفویہ ج: ا، ص: ۸۸ پر ہے:

کذالک الخروج فی لیلۃ التی یلعب فیھا کفرۃ الھند بالنیران والموافقۃ معھم فی مایفعلون تلک اللیلۃ فیلزم ان یکون کفراً۔

یعنی جو شخص دسہرے کی رات میں اپنے گھر سے نکلے گا جس رات میں ہندوستان کے لوگ آگوں سے کھیلا کرتے ہیں اور اس فعل میں انکی موافقت کرے گا تو ان پر کفر لازم آئے گا۔

اور اسی کتاب کے ص: ۸۹ پر ہے:

دسہرہ منانے والے از سر نو کلمۂ اسلام پڑھیں۔ ان پر تجدید ایمان تجدید نکاح لازم ہے۔ یہ لوگ باز نہ آئیں تو ان سے تا توبہ مقاطعہ کیا جائے۔ سلام وکلام میل جول نشست وبرخاست یک لخت موقوف کیا جائے ملخصاً۔

اور فتاویٰ عبدالحی فرنگی محلی ص: ۵۴۲ پر اس سوال کے جواب میں کہ

”برہمن لوگ شروع چیت کے مہینے میں برہمن طریق کے مطابق دریا میں پانی سے کھیلتے ہیں اور اس کو بیشو پرب کہتے ہیں جیسا کہ مجوسی کا نوروز اور ہندی لوگوں کی دیوالی۔

مسلمان لوگ بھی ان دنوں میں اس فعل کو اچھا سمجھ کر ذوق وشوق سے کرتے ہیں اس الف کے کرنے والے پر از روئے شرع کیا حکم ہے ملخصاً

جواب: ایسے لہو ولعب کفار میں اہل اسلام کا شریک ہونا حرام ہے بلکہ ان کی موافقت ورضا موجب کفر ہوتی ہے۔ حدیث میں وارد ہے:

من کثر سوادقوم فھو منھم۔

اور خزانۃ الروایات میں ہے:

فی الفصول قال الشیخ ابوبکر الطرخانی من خرج الیٰ السدۃ فقد کفر لانہ فیہ اعلان الکفروعلیٰ قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الیٰ نیروز المجوس والموافقۃ معھم فیمایفعلونہ فی ذالک الیوم من المسلمین کفروکذاالخروج الیٰ لعب کفرۃ الھند فی الیوم الذی یدعونہ بسرتھی والموافقۃ معھم فیما یفعلو نہ من تزئیین البقور والافراس والذھاب الیٰ دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج فی لیلۃ تلعب فیھا کفرۃ الھند بالنیران و الموافقۃ معھم فیمایفعلونہ فی ذلک الیوم من المسلمین کفراً انتھیٰ

اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

الخروج الیٰ نیروز المجوس والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ فی ذالک الیوم واکثرما یفعل ذلک من کان اسلم منھم فیخرج فی ذالک الیوم ویوافق معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم فیصیر بذالک کافراً ولا یشعربہ اجتمع المجوس یوم النیروزفقال مسلم خوب سیرت نہاد نہ یکفرانتھیٰ وھکذا فی الفتاویٰ المصطفویہ ج:۱ص:۹۵۔

اور ص:۵۳۳ پر ہے:

فقہا کتب فقہ میں ایسی صورت کہ اس میں تحسین اعمال کفار اور شرکت افعال کفار اور موافقت ان کی عبادت کی ہو حکم کفر لکھتے ہیں۔ اور جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہوئے جس

کا ذکر سوالات میں ہے اس پر حکم لزوم تجدید ایمان وتجدید نکاح کا دیتے ہیں۔

وفی نوادر الفتاویٰ:

ہر کہ رسوم ہنود را تحسین کند کافر گردد انتہیٰ واللہ اعلم۔

اور بہار شریعت حصہ نہم ص:۱۴۶ بحوالہ بحر الرائق:

ہولی اور دیوالی پوجنا کفر ہے کہ یہ عبادات غیر اللہ سے ہے، کفار کے میلوں، تہواروں میں شریک ہوکر ان کے میلے اور جلوس مذہبی کی شان وشوکت بڑھانا کفر ہے۔ جیسے رام لیلا اور جنم اشٹمی اور رام نومی وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا۔ یونہی ان کے تہوار کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کفار کا تہوار ہے یہ بھی کفر ہے۔ جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی منانے کے سوا کچھ نہیں، یونہی کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس ہدیہ کرنا جب کہ مقصود اس دن کی تعظیم ہو تو کفر ہے۔

اور اس کے حصہ اول ص:۵۳ پر ہے:

عمل جوارح داخل ایمان نہیں، البتہ بعض اعمال جو قطعاً منافی ایمان ہوں ان کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا جیسے بت یا چاند، سورج کو سجدہ کرنا۔ اور قتل نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبہ معظمہ کی توہین اور کسی سنت کو ہلکا بتانا یہ باتیں یقیناً کفر ہیں۔ یونہی بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زنار باندھنا، سر پر چوٹیاں رکھنا، قشقہ لگانا ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں۔ تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو ازسرنو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ انتہیٰ۔

اور تفسیر نعیمی اول پارہ:۱۳۸ زیر آیت ان الذین کفروا سواء علیهم۔ الخ:

بعض کام وہ ہیں جن کو شریعت نے دین کے انکار کا نشان قرار دیا ہے جیسے زنار باندھنا اور سر پر ہندوانی چوٹی رکھنا وغیرہ یہ کام بھی کفر ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کرنے والا بے دین ہو چکا ہے۔ یوں سمجھو کہ جو کام کفار کے دینی نشان بن چکے ہوں یعنی جن کو دیکھ کر لوگ یہ سمجھتے ہوں یہ کوئی کافر ہے ان کا کرنا مسلمانوں کے لئے کفر ہے۔

اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف ج:۱ ص ۳۷ پر قدوۃ المحدثین حال لوار الحق

والدین حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں:

ودر یجا قسم دیگر ست کہ باوجود تصدیق واقرار چیز ے کنند کہ شارع آنرا امارت وعلامت کفر ساختہ مثل سجدہ صنم وشد زنار وامثال آن پس مرتکب ایں امور نیز بحکم شرع کافر ست اگرچہ فرضا تصدیق واقرار داشتہ باشد۔

یعنی اس مقام پر کفر کی ایک دوسری قسم ہے کہ توحید ورسالت کی تصدیق واقرار کے باوجود اگر ایسی چیز کریں جس کو شارع نے کفر کی علامت ونشان قرار دی ہے جیسے بت کو سجدہ کرنا یا زنار باندھنا اور اسی جیسی دوسری چیزیں توان کاموں کا کرنے والا بھی بحکم شرع کافر ہے۔ اگرچہ فرضا تصدیق واقرار رکھتا ہو۔ انتہیٰ کلام الشیخ قدس سرہ العزیز۔

اور تفسیر روح البیان ج:۱،ص:۴۵ میں ہے:

والکفر لغة الستر والتغطية وفي الشريعة انكار ماعلم بالضرورة مجئ الرسول صلى الله عليه وسلم به وانما عدلباس الغبار وشد الزنار بغير اضطرار ونظائرهما كفراً لدلالته علىٰ التكذيب فان من صدق النبي صلىٰ الله عليه وسلم لايكاد يجترى علىٰ امثال ذلك۔

یعنی لغت میں کفر کے معنی چھپانے اور ڈھانکنے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں جن باتوں کا لانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالضرورۃ قطعی اور یقینی طور پر جانا گیا ہو ان میں سے کسی بھی بات کا انکار کرنا کفر ہے۔ اور بلا اکراہ واضطرار جنو باندھنے اور غبار پہننے اور اسی طرح کی دیگر چیزوں کو اس لیے کفر شمار کیا گیا ہے کہ یہ تکذیب اسلام کی نشانی ہیں۔ کیوں کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرے گا ان جیسے افعال کفر کی ہرگز جرأت نہ کرے گا

وهكذافي البيضاوي الشريف ص:۲۳۔

اقول وباللّٰه التوفيق۔ غبار کیا ہے، ایک کپڑے کا ٹکڑا ہے جسے ذمی کافر اپنے شانے پر لگاتے ہیں، یہ ان کا خاص نشان ہے، اس سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ اور زنار کیا ہے ایک قسم کا دھاگا ہے جسے کافر پہنتے ہیں۔ جب ان کے استعمال سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے تو دیوالی منانے، دیا جلانے، اس دن میں اس سے مکان آراستہ کرنے اور اس دن میں

آگوں سے کھیلنے میں ضرور کافروں کی موافقت ہے ایسا کرنے والا ہرگز ہرگز مسلمان نہیں رہ سکتا چاہے اس دن جس نیت سے کرے۔

الحاصل: دیوالی کے دن جن لوگوں نے یہ مذموم حرکتیں کیں وہ اسلام سے باہر ہو گئے۔ان کی بیوی نکاح سے نکل گئیں۔توبہ کر کے از سرنو اسلام لائیں۔ اسلام کا کلمہ پڑھیں اور دوبارہ اپنی عورتوں سے نکاح کریں ورنہ ان کا مکمل بائیکاٹ کریں۔حدیث صحیح میں ارشاد ہے:

ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔ ان سے دور رہو ان کو دور کرو کہیں ایسا نہ ہو گمراہ کر دیں اور فتنے میں ڈال دیں۔

دوسری حدیث میں ہے:

لاتجالسوھم ولاتواکلوھم ولاتشاربوھم واذا مرضوالاتعودوھم۔ واذا ماتوفلاتشھدوھم ولا تصلواعلیھم ولا تصلوامعھم۔نہ ان کے پاس بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ۔ نہ ان کے ساتھ پانی پیو، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، مر جائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔نہ ان پر نماز پڑھو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

یہی حکم ہر بے دین مرتدین، موجودہ پھلواروبیہ، وہابیہ، دیوبندیہ، غیر مقلدین خذلھم المولیٰ تعالیٰ اجمعین کا بھی ہے بلکہ اشد ہے۔خداوند کریم جل وعلیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقہ وطفیل ان خبثار کے شر سے مسلمانوں کو بچنے کی توفیق دے۔آمیــــــن۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین شفیع المذنبین علیہ وآلہ افضل الصلوات واجمل التسلیمات یاارحم الراحمین۔

(۲) غیر مسلم کے جھاڑ پھونک کے الفاظ اور اس کے منتر تنتر کے کلمات کفریہ شرکیہ ہوتے ہیں۔دیوی، دیوتاؤں، کالی، بھوانی، بجرنگ بلی وغیرہ سے معاذ اللہ مدد طلب کرتا ہے اور ان سے مدد مانگنا یقیناً شرک وکفر اور مدد مانگنے والا قطعاً کافر ومشرک اس سے جھاڑ پھونک کرانے میں اس کی عزت وتوقیر ہے۔اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا بحوالہ فتاویٰ ظہیریہ وتنویر الابصار ودر مختار واشباہ والنظائر فرماتے ہیں: تبجیل الکافر کفر۔

یعنی کافروں کو عزت دینا کفر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من وقر صاحب بدعۃٍ فقد اعان علیٰ ھدم الاسلام۔ جس نے بدمذہب کی توقیر کی بے شک اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔

بدمذہب کی توقیر پر یہ حکم ہے تو مشرک کی تعظیم پر کیا ہوگا اور اس میں مشرک بھگتا کا پیش رو بننا اور جو وہ کہے وہی (معاذ اللہ) کرنا یہ سب حرام حرام ہے اور کفر اس کا انجام ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن انه لکم عدو مبین۔

شیطان کے پیش رو نہ بنو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

وقال تعالیٰ: فلا تطع المکذبین۔ یعنی جھٹلانے والے کی اطاعت نہ کرو اور کافر سے بڑھ کر جھٹلانے والا کون؟

وقال تعالیٰ: وان تطع اکثر من فی الارض یضلوك عن سبیل اللّٰہ۔ زمین میں اکثر ایسے ہیں کہ اگر تو نے ان کی اطاعت کی تو وہ تجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیں گے۔

وقال تعالیٰ: یاایھاالذین اٰمنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علیٰ اعقابکم فتنقلبوا خاسرین۔ اے ایمان والو اگر تم کافروں کے کہے پر چلے تو تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل (اسلام سے) پھیر دیں گے تو پورے ٹوٹے میں پلٹو گے۔

ان کے دیوتاؤں کے لیے سامان پرستش خرید کر دینا ان کے کفر پر معاذ اللہ راضی ہونا اور کسی کے کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں: الرضا بالکفر کفر اور اعلیٰ حضرت حسام الحرمین شریفین میں فرماتے ہیں:

وقال الامام ابن حجر فی الاعلام فی فصل الکفر المتفق علیه بین ائمتنا الاعلام من تلفظ بلفظ الکفر یکفر وکل من استحسنه اورضی به یکفر۔ اور امام ابن حجر نے کتاب الاعلام کی اس فصل میں جس میں وہ باتیں گنائی ہیں جن

کے کفر ہونے پر ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے فرمایا جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اس کو اچھا بتائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔

بالا بیان سے عیاں ہو گیا کہ اس سے جھاڑ پھونک کرانا اور دیوتاؤں کے واسطے سامان فراہم کرنا اور اس کی اطاعت کرنا سب حرام حرام کفر انجام اور مخالفت حکم ذوالجلال والاکرام اور نبی علیہ والصلاۃ والسلام ہے۔ ان افعال کے مرتکب توبہ کریں، تجدید ایمان اور تجدید نکاح کریں اگر بیوی رکھتے ہوں اور حج کریں اگر کر چکے ہوں کہ پہلا باطل ہو چکا۔

غیر قوم سے دوستی کا حکم

(۳) ان سے دوستی کرنا حرام ہے۔ قال تعالیٰ:

لایتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔ (پ:۳)

مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں۔

وقال تعالیٰ: یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا اٰباء کم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان۔ ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون۔ (پ:۱۰)

اے ایمان والو اپنے باپ دادوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر ایمان پر وہ کفر پسند کریں اور تم میں جو ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

وقال تعالی: یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزواً ولعباً من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا اللّٰہ ان کنتم مؤمنین۔ (پ:٦)

اے ایمان والو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافران میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو۔

وقال تعالیٰ: یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الیھود والنصٰری اولیاء بعضھم اولیاء بعض۔ ومن یتولھم منکم فانه منھم۔ (پ:٦)

اے ایمان والو یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بنا۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔

وقال تعالیٰ: یٰایھاالذین اٰمنوا لاتتخذواعدوی وعدوکم اولیاء (پ۲۸)

اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

وقال تعالیٰ: تریٰ کثیراً منھم یتولون الذین کفروا۔لبئس ماقدمت لھم انفسھم ان سخط اللّٰہ علیھم وفی العذاب ھم خلدون۔ولوکانوایومنون باللّٰہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء ولکن کثیراً منھم فسقون۔(پ:٦ع:١٤)

تم ان میں بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں بے شک کیا ہی بری ہے وہ چیز جو خود انہوں نے اپنے لیے آگے بھیجی کہ ان پر اللہ کا غضب ہوا اور انہیں ہمیشہ ہمیشہ عذاب ہوگا اور اگر انہیں اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر ہے یہ کہ ان میں بہت سے فرمان الٰہی سے نکلے ہوئے ہیں۔

وقال تعالیٰ: لاتجدقوماً یؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخریوادون من حاد اللّٰہ ورسولہ ولوکانوا آبائھم اوابنائھم اواخوانھم اوعشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان۔(پ:٢٨ع:٣)

نہ پاؤ گے انہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ ان سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ ورسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں یہ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ ایمان نقش فرمادیا۔

یعنی مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا ورسول کے دشمن سے دوستی کریں۔ ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر کافر دین بدرینوں اور بدمذہبوں چکڑالویوں، وہابیوں، دیوبندیوں خدا ورسول کی شان اقدس میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے محبت ومودت اور اختلاط وموالات ناجائز وحرام اور خدائے قہار کے غضب کا سبب اور عذاب نار کا باعث اور نفاق کی علامت۔ ان سے یہ بھی

ثابت ہوا کہ کافر کوئی بھی ہوں ان میں باہم کتنے ہی اختلاف ہو مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ سب ایک ہیں۔ الکفرۃ ملۃ واحدۃ۔ ان آیات مقدسہ میں یہ بھی بہت شدت وتاکید کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ یہود ہوں یا نصاریٰ یا مشرکین بلکہ ہر مخالفین دین اسلام سے علیحدگی اور جدا رہنا واجب ہے کیوں کہ خدا کے دشمنوں سے دوستی کرنا ایمان دار کا کام نہیں ہاں اگر جان ومال کا خوف ہو تو ایسے وقت صرف ظاہر برتاؤ کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔ خزائن العرفان۔

تہوار کی مٹھائی اگر ان کی پوجا کی ہے تو لینا منع۔ کفار اگر اس کو بطور پرشادی بانٹ رہے ہوں جب تو ہرگز پاس نہ جائے کمافی الفتاویٰ الرضویۃ اور الملفوظ حصہ اول ص: ۱۱۵ میں ہے۔ عرض: کافر جو ہولی، دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟ ارشاد اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثار کے تہوار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھ کر۔

اقول: اس سے معلوم ہوا کہ کھانا اس کا حلال فتاویٰ عبدالحی میں ہے واقعی ان اشیاء کا کھانا جو ہنود اپنے تہوار کے موقع پر برضا، رغبت پیش کرتے ہیں جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ تہوار کے دنوں میں ہدایہ قبول نہ کریں تا کہ موافقت کا شبہ نہ رہے۔ ذخیرہ میں ہے:

لاینبغی للمومن ان یقبل ھدیۃ کافر فی یوم عیدھم ولو قبل لایعطیھم ولا یرسل الیھم انتھیٰ۔

شرابی مسلمان کے یہاں کھانے سے بچیں

(۴) شرابی مسلمان کے یہاں کھانا خلاف اولیٰ اور احتراز بہتر کمافی الفتاویٰ الرضویۃ واللہ اعلم۔

تاش۔ شطرنج کھیلنا گناہ وحرام ہے

(۵) اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت احکام شریعت حصہ سوم ص: ۱۱۱ میں فرماتے ہیں: تاش وشطرنج دونوں ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ وحرام کہ اس میں تصاویر بھی ہیں۔

ابوداؤد شریف میں ہے: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لعب بالنرد شیر فکانما غمس یدہ فی لحم خنزیر ودمہ۔ یعنی حضرت بریدہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نرد (چوسر) سے کھیلے گویا اس نے اپنا ہاتھ سور کے گوشت اور خون میں ڈال دیا۔ وعن ابی موسیٰ الا شعری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من لعب با لنر فقد عصیٰ اللہ ورسولہ۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چوسر کھیلے اس نے نافرمانی کی اللہ جل وعلیٰ کی اور اس کے رسول کی۔

اور ہدایہ میں ہے:

لقولہ علیہ السلام من لعب بالشطرنج والنرد شیر فکانما غمس یدہ فی دم الخنزیر ولا نہ نوع لعب یصد عن ذکر اللہ وعن الجمع والجماعات فیکون حراماً لقولہ علیہ السلام ما انہاک عن ذکر اللہ فھو میسر۔

اور تفسیرات احمدیہ میں ہے:

وان کان بدون القمار فالنرد حرام بالاجماع والشطرنج حرام عندنا۔

اور بہار شریعت حصہ شانزدہم ص: ۱۱۲ میں ہے:

گنجفہ، چوسر کھیلنا ناجائز ہے۔

اقول وباللہ التوفیق: شطرنج کا بھی یہی حکم ہے۔ بقول صاحب ہدایہ مسئلہ شطرنج ونرد منصوص رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں نرد منصوص ہے وجہ ممانعت وحرمت ان دونوں کی اللہ ذوالجلال کے ذکر سے غفلت اور ان کی وجہ سے حضور جماعت سے کاہلی واقع ہوتی ہے اور یہی علت تاش وگنجفہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے اس لئے یہ دونوں بھی ناجائز وحرام ہیں واللہ اعلم۔

عورت اجنبی سے ملے اور مرد راضی ہے تو بدترین قسم کی دیوثی ہے

(۶) اس عورت خبیثہ رذیلہ فاسقہ کا اس اجنبی سے میل محبت حرام اور اشد حرام اور اس

کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام درحرام اور اس کے بدگوہر شوہر بدتر از جانور کا باوصف قدرت منع نہ کرنا اوراس کی حرام کاری پر راضی ہونا اخبث ترین کمینگی اور بدترین قسم کی دیوثی ہے اور ایسے پر جنت حرام اور اللہ کی لعنت ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

ثلاثة لا يدخل الجنة ابدا الديوث والرجلة من النساء ومد من الخمر۔ تین شخص کبھی جنت میں نہ جائیں گے دیوث اور مردانی وضع بنانے والی عورت اور شرابی۔

دوسری حدیث میں رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا يدخل الجنة ابدا الديوث والرجلة من النساء ومدمن الخمر۔ تین شخص کبھی جنت میں نہ جائیں گے۔ دیوث اور مردانی وضع بنانے والی عورت اور شرابی۔

تیسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا يدخل الجنة العاق لوالديه والديوث ورجلة النساء۔

تین شخص جنت میں نہ جائیں گے اپنے ماں باپ کو ایذا دینے والا اور دیوث اور مردانی وضع بنانے والی عورت۔

اور فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ثلاثة قد حرم الله عليهم الجنة مد من الخمر والعاق لوالديه والديوث الذى يقر فى أهله الخبث۔

تین شخصوں پر اللہ نے جنت حرام فرمادی شرابی اور ماں باپ کو ایذا دینے والا اور دیوث (بھڑوا) کہ اپنے اہل میں گندی بات پر قرار رکھے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: ثلاثة لا ينظر الله اليهم يوم القيامة العاق لوالديه والمرأة المترجلة المتشبهة بالرجال والديوث۔

تین شخصوں پر اللہ روز قیامت نظر رحمت نہ فرمائے گا ماں باپ کو آزار دینے والا اور مردانی عورت مردوں کی وضع بنانے والی اور دیوث۔

اس بدشخص کا اس کو اس طرح آوارہ چھوڑے رہنا حرام قطعی ہے، عورت مرد دونوں

اپنی اپنی خباثتوں سے جلد از جلد توبۂ خالص کریں پھر کسی بھی اجنبی سے نہ وہ ملے اور نہ ملنے دے۔ محلہ والے کا خاموش رہنا بھی جائز نہیں اگر منع کرنے پر قدرت رکھتے ہوں۔

حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

من رأى منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وليس وراء ذالك حبة خردل من ايمان۔

یعنی کوئی شخص کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو اسے روکنے کی طاقت ہو تو ہاتھ سے زبردستی روکے اور ہاتھ سے روکنے کی قوت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اس کو اس کی برائی سے خلاصی دے اور اگر زبان سے بھی باز رکھنے کی قوت وطاقت نہیں تو کم از کم دل سے برا جانے اس کے بعد رائی کے دانہ برابر بھی ایمان کا درجہ اور حصہ نہیں۔

وقال تعالیٰ:

كانوالا يتناهون عن منكر فعلوه لبئس ماكانوا يفعلون۔ (پ:۲)

جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔

اس کے تحت خزائن العرفان میں ہے:

آیت سے ثابت ہوا کہ نہی منکر یعنی برائی سے لوگوں کو روکنا واجب ہے اور بدی کو منع کرنے سے باز رہنا سخت گناہ ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے اول تو انہیں منع کیا۔ جب وہ لوگ باز نہ آئے تو پھر علماء بھی ان سے مل گئے اور کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ان کے عصیان وتعدی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی زبان سے ان پر لعنت اتاری انتہیٰ۔

نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا واجب ہے

وقال تعالیٰ: ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون

بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون۔

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری باتوں سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

اس آیت کریمہ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فرضیت بصراحت ثابت ہے۔

وقال تعالیٰ: والمومنون والمؤ منات بعضهم اولیاء بعض۔یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر ویقیمون الصلوٰة ویوتون الزکوٰة ویطیعون الله ورسوله۔(پ:۱۰)

اور مسلمان مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں۔

وقال تعالیٰ: فلو لا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیة ینهون عن الفساد فی الارض الا قلیلا ممن انجینا منهم۔ واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه وکانوا مجرمین ۔(پ:۱۲،ع:۱)

تو کیوں نہ ہوئے تم سے اگلی سنگتوں میں ایسے جن میں بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہوتا کہ زمین میں فساد سے روکتے ہاں ان میں تھوڑے تھے وہی جن کو ہم نے نجات دی اور ظالم اس عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا اور وہ گنہگار تھے۔

یعنی اگلی امتوں میں ایسے خیر و صلاح نہ ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد و گناہ سے روکتے اس لئے ہم نے انہیں ہلاک و برباد کر دیا اور جو لوگ انبیاء پر ایمان لائے اور گناہ کے کاموں سے لوگوں کو منع کرتے رہے ہم نے ان کو ہلاکتوں سے بچا لیا۔

ابوداؤد شریف میں ابن جریر سے مروی:

قال سمعت النبی صلی الله عیله وسلم یقول مامن رجل یکون فی قوم یعمل فیهم بالمعاصی یقدرون علیٰ ان یغیروا علیه فلا یغیروا الا اصابهم الله بعقاب من قبل ان یموتوا۔

یعنی حضرت ابن جریر نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم علیہ والصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے

آپ فرماتے تھے کہ کوئی کسی قوم میں رہ کر برے عمل کرتا ہے اور قوم اس کو قدرت کے باجود برے عملوں سے نہ روکے تو اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس کے مرنے سے پہلے ہی ان سب پر نازل فرمادے گا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بروں کو برائی سے نہ روکا جائے تو عذاب آخرت سے پہلے عذاب دنیا میں گرفتار ہونا پڑے گا کہ استطاعت تھی تو روکا کیوں نہیں۔

عن خالدوانا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الناس اذارأوا الظالم فلم یاخذواعلیٰ یدیہ أوشك ان یعمهم الله بعقاب وقال عمرو عن هشیم وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مامن قوم یعمل فیهم بالمعاصی ثم یقدرون علیٰ ان یغیرو اثم لم یغیروا الا ان یوشك ان یعمهم الله بعقاب۔

حضرت خالد سے ہے فرمایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب لوگ ظالم کو دیکھیں پھر اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عذاب میں ان سب کو پکڑے (یعنی جو ظالم نہ ہو وہ بھی گرفتار عذاب ہوگا) اور حضرت عمرو نے ہشیم سے روایت کی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی قوم ایسی نہ ہوئی جس میں گناہ کیا جائے اور وہ قوم قدرت کے باوجود گناہ سے مانع نہ ہو مگر قریب ہی اللہ ان سب پر عذاب نازل فرمائے گا۔

اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے:

واللہ لتامرون بالمعروف ولتنهون عن المنکرولتاخذن علی یدی الظالم ولتاطرن علیٰ الحق اطرآ اولتقصرنه۔

خدا کی قسم ضرور ضرور تم بھلائی کا حکم کرو اور ضرور بالضرور ہر بری باتوں سے منع کرتے رہو اور ضرور ضرور ظالم کا ہاتھ پکڑ کر حق کی طرف پورے طور پر جھکاؤ اور حق پر ہی اس کو ضرور بالضرور جمائے رکھو۔

یعنی زبردستی اس ظالم یا خلاف شرع کام کرنے والے کو حق وانصاف پر مجبور کرو۔

اور ترمذی شریف جلد ثانی ص: ۴۰ پر ہے:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لتامرون بالمعروف ولتنھون عن المنکر اولیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عذاباً منہ فتدعونہ فلا یستجب لکم۔

یعنی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ضرور بالضرور تم بھلائی کی تعلیم دیتے رہو گے اور برائی سے لوگوں کو روکتے رہو گے یا قریب کہ اللہ اپنی طرف سے تم پر عذاب بھیجے پھر تم اس سے دعائیں کرتے رہو اور وہ شرف قبول سے مشرف نہ فرمائے۔

اسی حدیث کے تحت حاشیہ پر ہے:

قولہ او لیوشکن اللہ الخ ای حد الا مرین واقع البتۃ اما الا مرو النھی واما انزال العذاب وعدم استجابۃ الدعافی دفعہ بحیث لا یجتمعان ولا یر تفعان فان کان الامرو النھی لم یکن عذاب وان لم یکونا کان عذاب عظیم (لمعات)

بالا بیان سے روز روشن کی طرح روشن ہوگیا کہ محلہ والوں پر بحسب القدرت اس عورت کو اس سخت تر آفت سے بچانا فرض ہے اور کوئی بھی کوشش جس حد تک جائز ہو ضرور کرے جتنے مسلمانوں کی کوشش سے کام چلے چلایا جائے اور اس بے غیرت مرد کو بھی غیرت دلا کر استقامت کی راہ پر لایا جائے۔ آ گیا فبہا ورنہ مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ سلام کلام، نشست برخاست، اکل و شرب سب بالکل ترک کردیں۔

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع المآب

جیش محمد صدیقی برکاتی، جامعہ حنفیہ غوثیہ جنک پور دھام (نیپال)

ھذا من العالم المطاع وما علینا الا الاتباع

احمد حسین البرکاتی، خادم الجامعۃ الحنفیہ الغوثیۃ جنکفور (نیپال)

۲۴ من جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ ہجری

سنی عالم کسی دیوبندی کا نکاح پڑھا دے تو اس کیا حکم ہے؟

۸۶/۹۲ ھ

مسئلہ: (۴۳،۴۴)(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ ہمارے اس علاقہ میں عوام کچھ سنی خیال کے ہیں، لیکن پکے نہیں اور دیوبندی بھی ہیں اس کا بھی وہی حال ہے لیکن ان لوگوں میں پرانی رشتہ داری ہونے کی وجہ سے اور اب تک سنی عالم یہاں نہ ہونے کی وجہ سے دونوں فرقوں میں شادی بیاہ کا رشتہ ہوتا ہے اور سنی عالم اس خیال سے کہ آگے چل کر دھیرے دھیرے سمجھ لیں گے، پھر رشتہ داری چھوڑ دیں گے نکاح پڑھاتا ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اس صورت میں اس نکاح خواں پر کوئی جرم عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ عوام میں دیوبندیوں کی محبت گھٹی میں پل چکی ہے اس لیے اس عالم سنی کا خیال ہے کہ جب تک نرمی سے کام لیا جائے اگر یہ بوڑھے نہیں سدھریں گے تو آگے ان کی اولاد درست ضرور ہوگی۔ اس ماحول میں رشتہ داری اور سنی عالم کا نکاح پڑھانا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ دونوں فریق اپنے عقیدے میں کچے ہیں، دین مغلوب ہے، رشتہ داری غالب ہے۔ جواب سے نوازیں عین نوازش ہوگی۔ اگر نرمی نہ برتی جائے تو عوام ساری دیوبندی بن جائیں گی۔

حمل کی حالت میں نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) ایک کنواری لڑکی کو حمل ہے ایام حمل کے زمانہ میں نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یا کیا نکاح صرف اس لڑکا سے ہوسکتا ہے جس کا حمل ہے اور دوسرے سے نہیں یا اس کا برعکس جواب سے نوازیں فقط والسلام یکم محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

عطاالرضا قادری

موضع گلاب گڈھ ڈاکخانہ کوٹری، بیاس وایا ماجرہ ضلع سرمور (ہماچل پردیش)

۸۶/۹۲ھ

الجواب: بعون الملك الوهاب

(۱) کبرائے دیابنہ تھانوی، گنگوہی، انبیٹھی، نانوتوی نے سرکار ذی وقار سلطان والا جار باذنہ تعالیٰ دونوں عالم کے مالک ومختار، حبیب خدا سردار انبیاء علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء کی شان ارفع واعلیٰ میں صریح گستاخیاں کی ہیں۔ اول الذکر نے حفظ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں پاگلوں چوپاؤں کے علم سے تشبیہ دی۔ دوم اور سوم نے شیطان کے علم کو براہین قاطعہ میں حضور پرنور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ بتایا۔ اور چہارم نے تحذیر الناس میں حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونے کا انکار کیا اور عوام کا خیال بتایا۔ یہ ایسی صریح گستاخیاں ہیں جن کی صحیح تاویل ممکن ہی نہیں۔ بنا بریں علمائے عرب وعجم ہند وسندھ، مصر وشام نے بالاتفاق ان مذکورہ بالا دیوبندی پیشواؤں کے بارے میں نام بنام فتویٰ صادر فرمایا کہ یہ سب کے سب بے دین کفار ومرتدین ہیں اور جو ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہوکر ان کے کافر ہونے اور مستحق عذاب ہونے میں ادنیٰ شک وتردد کرے وہ بھی کافر ہے۔ تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع والیقین محض باطل اور زنائے خالص۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: لاھن حل ولا ھم یحلون لھن۔ نہ (مسلمان عورتیں) انہیں حلال (یعنی کافروں کو) اور نہ وہ کافر مرد انہیں (مسلمان عورتوں) کو حلال۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین۔ اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

وقال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ومالکم من دون اللّٰہ من اولیاء ثم لا تنصرون۔ اور ان ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ خدا کے نافرمانوں کے ساتھ یعنی کافروں، مرتدوں، بے دینوں اور گمراہوں کے ساتھ میل جول، رسم وراہ، مودت ومحبت، مجالست ومناکحت،

مشاربت ناجائز وحرام۔ دیوبندی پکے ہوں یا کچے آخر ہیں تو دیوبندی اور جب کہ دیوبندی پیشواؤں کی محبت ان کی گھٹی میں پل چکی ہے تو کچے کیوں کر ہوں گے۔ کچھ وہ کہ بتایا جائے اسے کہ دیوبندیوں کے یہ کفری گندے عقیدے ہیں تو ہٹ نہ کرے فوراً تائب ہو جائے، عالم ناصح فریب خوردہ اور سنی مسلمانوں کو فریب دیتا ہے۔ دیوبندی عقیدے والے خواہ کچے ہوں یا پکے مرتد ہیں اور مرتد کا نکاح تمام عالم میں کسی سے نہیں ہوسکتا، نہ مسلم سے نہ کافر سے، نہ اصلی سے نہ اس کے ہم مذہب کسی مرتد سے۔

عالمگیری ج:۲،ص ۸ میں ہے:

لایجوز للمرتدان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة وکذالك لایجوز نکاح المرتدة مع احدکذافی المبسوط۔

کیا یہ ناصح اپنی بیٹی یا بہن یا پھوپھی کسی کچے ہندو یا کچے یہودی یا کچے مجوسی یا کچے عیسائی کے نکاح میں دینا اس امید پر گوارہ کریں گے کہ بعد میں کچھ ہندو، یہودی، مجوسی، عیسائی سدھر جائیں گے؟ معاذ اللّٰہ رب الغلمین ولا حول ولا قوة الاباللّٰہ العلی العظیم۔ ہرگز گوارہ نہ کریں گے تو دیوبندی جوان سب میں بدتر ہیں گستاخ خداو رسول ہیں تو ان کے نکاح میں دینا اور نکاح پڑھانا کیوں کر درست ہوگا۔ دیوبندی مسلک والے تو کھلے مرتد ہیں جس کا حکم شرع میں بہت سخت ہے۔

حدیث شریف میں بدمذہبوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتواکلوھم ولا تشاربوھم ولاتناکحوھم۔ یعنی ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور نہ پانی پیو اور بیاہ شادی نہ کرو۔

فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ج:۵،ص:۱۴۸ اور فتاویٰ افریقہ ص:۱۰۳ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں:

یایھاالناس ضرب مثل فاستمعوا له۔ اے لوگو ایک مثل کہی گئی اسے کان لگا کر سنو۔ ان اللّٰہ لایستحي من الحق۔ بے شک اللہ عزوجل حق بات فرمانے میں نہیں شرماتا۔ ایحب احدکم ان تکون کریمة فراش کلب فکرھتموہ۔ کیا تم میں کسی کو

پسند آتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے تم اسے بہت برا جانو گے (پھر فرماتے ہیں) اب اتنا معلوم کرنا ہے کہ بدمذہب کتا ہے یا نہیں؟ ہاں! ضرور بلکہ کتے سے بھی بدتر وناپاک تر۔ کتا فاسق نہیں اور یہ اصل دین ومذہب میں فاسق ہے، کتے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب شدید کا مستحق ہے۔ میری نہ مانو سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث مانو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اصحاب البدع کلاب اھل النار۔ بدمذہبی والے جہنمیوں کے کتے ہیں۔

امام دارقطنی کی روایت یوں ہے:

قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اھل البدع کلاب اھل النار۔ بدمذہب لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں۔

ابو نعیم حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اھل البدع شر الخلق والخلیقۃ۔ بدمذہب سب آدمیوں سے بدتر سب جانوروں سے بدتر ہیں۔

لاجرم حدیث میں ان کی مناکحت سے ممانعت فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتجالسوھم ولاتشاربوھم ولاتواکلوھم ولاتناکحوھم۔ بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھوان کے ساتھ پانی نہ پیو نہ کھانا کھاؤ، ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔ انتہی کلام الامام اعلیٰ حضرت ملخصاً۔

مذکورہ بالا بیان سے روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ نکاح خواں ضرور سخت مجرم اور اس کا خیال باطل وعاطل اور آیات صریحہ اور احادیث نبویہ اور ارشادات ائمہ کا کھلا مخالف۔ توبہ کرے اور قرآن وحدیث کے خلاف قیاس کرنے سے باز آئے۔ دیوبندیہ، وہابیہ، رافضیہ، قادیانیہ، خارجیہ وغیرہا فرق باطلہ کوئی بھی کسی طرح رشتہ داری کے لائق نہیں، ان سب سے جدا رہنا فرض۔ ہاں جس کے راہ یاب ہونے کی امید ہو اسے افہام وتفہیم کیا ج

اے اگر سمجھ گیا فبہا ورنہ دوری رہنا لازم وواجب۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲) ہاں ہوسکتا ہے اس لڑکا سے بھی جس کے زنا سے حمل قرار پایا اور دوسرے سے بھی مگر دوسرا جب تک بچہ پیدا نہ ہوجائے ہمبستر نہیں ہوسکتا اور لڑکا جس کا حمل ہے وہ بعد نکاح حالت حمل میں بھی ہم بستر ہوسکتا ہے۔

عالمگیری ج:۲،ص:۷ میں ہے:

یجوزان یتزوج امرأۃ حاملا من الزنا ولا یطاء حتی تضع وفی مجموع النوازل اذاتجوزامرأۃ قدزنی ھوبھا وظھربھا حبل فالنکاح جائزعندالکل ولہ ان یطأھا عندالکل وتستحق النفقۃ عندالکل کذا فی الذخیرۃ۔

اور درمختار ج:۲،ص:۳۱۷ پر ہے:

لونکحھا الزانی حل لہ وطئھا اتفاقاوالولدلہ ولزمہ النفقۃ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

۲۲/۲/۱٤۱۰ ھجری

جو مسلمان کفر کرتا تھا اور اب اسے چھوڑ دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ (۴۵): کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں جیسا کہ کوئی شخص مسلمان ہے اور وہ ہندوانہ رسم ورواج سے یعنی بھگتی کرتا تھا وہ بھوت وغیرہ پوجتا تھا اس کو مرنے سے سال بھر قبل اس کو فالج ماردیا تھا۔ اب وہ سال بھر سے بھگتی بھی چھوڑ دیا تھا اور ہمیشہ خدا کا نام ساتھ ہی ساتھ کلمہ کا ورد توبہ استغفار بھی کیا کرتا تھا تو اب ایسے شخص کے بارے میں کیا عقیدہ رکھا جائے کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ اس شخص کے یہاں محفل میلاد شریف یا دعوت میں جائے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس شخص کے نماز جنازہ پڑھنے پڑھانے والے دونوں کو تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ کوئی عالم دین ہے اور جانتے ہیں کہ فلاں شخص کا نماز جنازہ پڑھنے سے تجدید نکاح کرنا ہوگا اور پہلے اسے انہوں

نے منع نہیں کیا۔ انہیں کے پاس سے چند لوگ اٹھ کر نماز جنازہ میں شامل ہوئے لیکن انہوں نے منع نہیں کیا جب لوگ نماز جنازہ پڑھ کر میت کو دفن کر کے لوٹے تو انہوں نے فتویٰ دیا کہ سب لوگوں کو ایجاد نکاح کرنا ہوگا ایسے فتویٰ دینے والے پر کیا عقیدہ رکھا جائے کیا شریعت کے اعتبار سے ان کے جنازہ میں شامل ہونے والے پر ضروری ہے کہ ایجاد نکاح کرے یا نہیں اس کو لے کر گاؤں میں بہت وبال پھیلا ہوا ہے جواب جلد عنایت فرمائیں۔

عبدالجلیل

مقام کھٹونا پوسٹ ملنگوا ضلع سرلاہی (نیپال)

کفر وایمان سے متعلق چند ضروری باتیں

۸۶/۹۲ھ

الجواب: بعون الملک الوھاب

جواب مسئلہ سے قبل چند کلمات ذہن نشیں کریں:

(۱) مسلمان کو مسلمان کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے۔

(۲) جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔

(۳) خاتمہ پر بنا روز قیامت اور ظاہر پر مدار حکم شرع ہے۔ مثلاً یہودی یا نصرانی یا بت پرست یا وہابی یا دیوبندی یا پھلواروی مر گیا تو ہم کو اللہ ورسول کا حکم یہی ہے کہ اسے کافر ہی جانیں، اس کی زندگی میں اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے لیے ہیں۔ مثلاً میل جول شادی بیاہ نماز جنازہ، کفن دفن جب اس نے کفر کیا تو فرض ہے کہ ہم اسے کافر ہی جانیں اور خاتمہ کا حال علم الٰہی پر چھوڑیں۔

(۴) جو کسی کافر کے لیے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور یا کسی مردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی کہے وہ خود کافر ہے۔

(۵) بعض اعمال جو قطعاً منافی ایمان ہوں ان کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا جیسے بت یا چاند یا سورج کو سجدہ کرنا اور قتل نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبہ معظمہ کی توہین اور

کسی سنت کا ہلکا بتانا یہ باتیں یقیناً کفر ہیں یونہیں بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زنار باندھنا، سر پہ چوٹیا رکھنا قشقہ لگانا ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو از سر نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔

(۶) ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین ہیں اور کسی ایک ضروری دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو ضروریات دین وہ مسائل دین ہیں جن کو ہر خاص وعام جانتے ہوں جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت انبیاء کی نبوت جنت و نار حشر ونشر وغیرہ۔ ایسے ہی بعض اعمال کفریہ کا ارتکاب کفر ہے۔ جیسے منڈپ کو پوجنا بھگتی کرنا۔

(۷) افعال شرکیہ اور اعمال کفریہ کے مرتکبین بے دین کافرین اور بدترین مرتدین ہیں ایسے لوگ بے توبہ صادقہ مریں تو نہ ان کے لیے نماز جنازہ نہ مسلمانوں کا سا کفن نہ غسل نہ دفن اور نہ ان کے واسطے مسلمانوں کا مدفن۔

(۸) توبہ کرنے والے پر یہ بھی ضروری ہے کہ جس گناہ میں وہ مبتلا ہوا اس خاص گناہ سے توبہ کرے، مثلاً وہابی ہے تو وہابیت سے، دیوبندی ہے تو دیوبندیت سے، پھلواری ہے تو پھلواریت سے، یہودی ہے تو یہودیت سے، نصرانی ہے تو نصرانیت سے، مرتد کا مرید ہے تو اس کی بیعت سے، بت پرست ہے تو اس کی پوجا سے اور بھگتی کرنے والا ہے تو بھگتی کرنے سے۔

(۹) اعلانیہ گناہ کی توبہ اعلانیہ فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذا اعملت بسیئة فاحدث عندها توبة السر بالسر و العلانیة بالعلانیة۔ جب تو گناہ کر بیٹھے تو فوراً توبہ کر خفیہ کی خفیہ اور اعلانیہ کی اعلانیہ۔

(۱۰) کسی کافر مرتد کے عادتاً توبہ کرنے، استغفر اللہ استغفر اللہ پڑھنے سے اس کا اسلام ثابت نہ ہوگا بلکہ ایسے لوگ نماز بھی پڑھیں روزہ رکھیں حج بھی کریں زکوٰۃ بھی دیں جب بھی ان کا اسلام ثابت نہ ہوگا جب تک اس خاص کفر سے ان کی توبہ تجدید ایمان ثابت نہ ہو۔

(۱۱) کافر مرد کا اسلام لانا اور توبہ کرنا دو عادل مرد مومن کی شہادت کے بغیر ثابت

نہیں ہوسکتا، جو یوں شہادت پیش کریں کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس بات پر مطلع ہوا کہ مثلاً اس نے بت پوجنے بھگتی کرنے یا دیوبندیت یا وہابیت یا پھلواریت سے بیزار ہو کر ندامت کے ساتھ توبہ کی اور اب میں اس کی خبر دیتا ہوں۔ (عامۂ کتب عقائد)

بتوں اور بھوتوں کی پوجا یقیناً کفر ہے

اب جواب مسئلہ سنیں: شخص مذکور فی السوال جب بتوں اور بھوتوں کی پرستش کی اور بھگتی کو اپنا شیوہ اور پیشہ بنایا تو قطعاً یقیناً اجماعاً بلاشک وشبہ کافر و مرتد ہو گیا۔ عورت رکھتا تھا وہ بھی نکاح سے نکل گئی، اس درمیان کی اس کی اولاد و اولاد زنا قرار پائے گی۔ ایسے مرتد کے ساتھ میل جول سلام وکلام حرام، اسے پاس بیٹھانا حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام۔ بیماری میں اس کی عیادت حرام، بے توبہ صادقہ مرنے پر مسلمانوں کا سا غسل وکفن دینا حرام، اس کا جنازہ اٹھانا حرام، اس کی نماز جنازہ حرام، مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام، اس کے لیے ایصال ثواب حرام۔ بلکہ دانستہ نماز جنازہ پڑھنے اور دعائے مغفرت کرنے والے ایمان سے خارج قرار پائیں گے۔ دانستہ شریک ہونے والے پر توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضرور فرض ولازم۔

فتاویٰ رضویہ ج:۶، ص:۱۲۱ پر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ایک غیر مقلد کی نماز جنازہ ایک غیر مقلد عالم کے پیچھے پڑھنے والے حنفی امام کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

اس شخص کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں اور اس پر توبہ وتجدید اسلام لازم ہے اور اگر عورت رکھتا ہے تو بعد توبہ وتجدید اسلام نکاح بھی کرے۔

اور خزائن العرفان میں زیر آیت کریمہ: ولا تصل علی احد منهم مات ابداً۔ الخ۔ (پ ۱۰ توبه آیت ۸٤)

صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

کافر کے جنازے کی نماز کسی حال میں جائز نہیں اور کافر کی قبر پر دفن وزیارت کے لیے کھڑے ہونا بھی ممنوع ہے۔ جس شخص کے مومن یا کافر ہونے میں شبہ ہو اس کے جنازہ

کی نماز نہ پڑھی جائے۔ جب کوئی کافر مرجائے اور اس کا ولی مسلمان ہو تو اس کو چاہیے کہ بطریق مسنون غسل نہ دے بلکہ نجاست کی طرح اس پر پانی بہادے اور نہ کفن مسنون دے بلکہ اتنے کپڑے میں لپیٹ دے جس سے ستر چھپ جائے اور نہ سنت طریقہ پر دفن کرے نہ بطریق سنت قبر بنائے صرف گڑھا کھود کر دبا دے ملخصاً۔

وقال اللہ تعالیٰ:

ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولوکانوا اولی قربیٰ من بعد ماتبین لھم انھم اصحٰب الجحیم۔ (پ ۱۱ توبہ ۱۱۳)

نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جب کہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔

اور اگر اس نے توبہ صادقہ خالصہ کرلی یعنی اعمال ماضیہ اور افعال گزشتہ مثلاً بتوں کی پوجا اور بھگتی وغیرہ مشرکانہ کافرانہ طور طریقے جن کا وہ مرتکب تھا، انہیں جانتا ہوا نفرت کرتا، بیزاری دیکھلاتا، ندامت کا اظہار کرتا ہوا اس عزم بالجزم کے ساتھ توبہ صحیحہ کرلیا تھا کہ آئندہ ہرگز ہرگز ان افعال خبیثہ کا ارتکاب نہ کرے گا اور یہ توبہ بالا علان کیا ہو یا کم از کم دو مرد مومن عادل کے سامنے۔ اور بعد توبہ تادم مرگ کوئی قول وفعل ایمان کے منافی نہ پایا گیا ہو تو مسلمان، اس کی نماز جنازہ اور اس کے لیے مجلس ایصال ثواب جائز وروا۔

باوصف قدرت منع نہ کیا تو گنہگار ہے توبہ کرے۔ تجدید نکاح اس صورت میں ہے کہ وہ بے توبہ مرا۔ اور اس کے مشرکانہ افعال کا علم رکھتے ہوئے جو لوگ شریک جنازہ ہوئے اور دعاے مغفرت کی اور جو لوگ نادانستہ شریک ہوئے ان پر صرف توبہ ہے۔ تجدید نکاح نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماٰب۔ ۱۴۱۱/۳/۲۰ ہجری

جو دیوبندی ہونے کی خواہش ظاہر کرے وہ کافر ہے یا مسلمان؟

مسئلہ: (۴۶) کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ زید پکا سنی تھا، یا ہے لیکن قریب قریب دو ماہ سے کئی جگہ پر کئی مرتبہ یہ بولتا ہے کہ اگر کوئی شخص میرا

ساتھ دیتا تو میں سنی عقیدہ بدل کر دیوبندی ہو جاتا اس لئے کہ دیوبندی اس جگہ تعداد میں زیادہ ہے اور تعلیم میں بھی زیادہ ہے۔ اور روپے وغیرہ میں بھی زیادہ بڑھا جاتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص ساتھ دیدیتا تو میں سنیت عقیدہ سے بدل کر دیوبندی ہو جاتا۔ ایسے شخص کے یہاں کھانا پینا، آنا جانا، شادی بیاہ، سلام وکلام کرنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کہ ایسے شخص کو دیوبندی کہا جائے گا یا سنی وہ صاف صاف لکھ کر عنایت فرمائیں۔ فقط

محمد اشفاق الرحمٰن خاں، کوئلی، سیتامڑھی، بہار

۹۲/۷۸۶

الجواب: بعون الملك الوهاب: اگر زید دیوبندیت سے آگاہ ہے کہ دیوبندیت فی الحقیقت اہانت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہے تو اس کفر قبیح کی خواہش کرتے ہی کافر و مرتد ہوگیا۔ اب اس سے سلام وکلام حرام، اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام، اس سے لین دین حرام، اس کے یہاں برادری حرام، بیمار پڑے تو عیادت حرام، مرے تو جنازہ حرام۔ اسی طرح اس کا جنازہ اٹھانا حرام، مسلمانوں کے قبرستان میں اس کا دفن کرنا حرام اور اس کی بیوی بھی اس پر حرام ہوگئی اور اس حالت کفر کی صحبت سے جو بچہ پیدا ہوگا حرامی ہوگا۔ جب تک توبہ اور تجدید ایمان ونکاح نہ کرے اس کا مکمل بائیکاٹ ہر مسلمان پر فرض۔ اور اگر وہ عقائد کفریہ دیوبندیہ سے آگاہ نہیں ہے تو اسے آگاہ کیا جائے اس کے بعد بھی ہٹ کرے تو اس کا وہی حکم ہے جو مذکور ہوا۔ اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح بہر صورت اس پر فرض ہے۔ بقول اس کے دیوبندی کی تعداد زیادہ اور ان کے پاس مال ودولت بھی زیادہ ہے تو اس سے بتایا جائے کہ دیوبندیوں سے زیادہ تو ہندوؤں کی تعداد ہے اور ان سے مال دولت بھی زیادہ۔ اور ہندوؤں سے زیادہ امریکہ اور لندن میں عیسائی زیادہ اور ان سے مال ودولت بھی زیادہ اور علم دنیا بھی زیادہ اور ان سب سے زیادہ مال ودولت نمرود وقارون وفرعون وہامان کو تھا۔ نوح علیہ السلام کے ماننے والوں کی تعداد بہت کم تھی اور نہ ماننے والوں کی زیادہ۔ ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام وغیرہم

انبیائے کرام علیہم السلام کے نہ ماننے والوں کی تعداد زیادہ تھی اور مال و دولت بھی زیادہ۔ تو کیا یہ لوگ حق پر تھے۔ و لاحول و لاقوۃ الا باللہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ، معاذ اللہ رب العلمین من ہذہ الھفوات و اللغویات. و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و الیہ المرجع و المآب. ۱۲/۵/۱۴۱۴ھ

امام حسین کی شان گھٹانے اور بتوں کی شان بڑھانے والے کا حکم

۸۶/۹۲ھ

مسئلہ (۴۷): کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں:

کیا ایسے لوگوں سے خلط ملط، سلام و کلام جائز ہے جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کو گھٹائیں اور معبودان باطل کی شان بڑھائیں اور ہندوؤں کے دیوی و دیوتاؤں کی ہمہ تن تعریف کریں اور شہید اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دیں اور صاحب محرم الحرام جیسے پاک ہستیوں کے بارے میں یہ کہیں کہ لو پیسے اور بد جانور کا گوشت خرید کر لے آؤ۔ آج محرم کی دسویں تاریخ اسی سے منائی جائے گی۔ ساتھ ساتھ علمائے ربانی کی شان میں گستاخی کے الفاظ بول کر بھولے بھالے مسلمانوں میں انتشار پیدا کر کے علماء کے خلاف گروپ تیار کریں۔ سمجھانے پر یہ کہے میں نہیں ہوں مسلمان مجھے نہ چاہئے اسلام دھرم۔ بلکہ خانہ خدا کی بے حرمتی کرے اور نمازیوں کو غلط بہتان باندھ کر عوام کو نماز سے الگ کرے۔ اور کچھ لوگوں کو الٹا سلٹا کہہ کر چپکے سے ہندوؤں سے مل کر مسجد کی زمین رجسٹری کرائے جس سے نمازیوں کو مسجد میں جانے میں دشواری ہو رہی ہے اور چہار دیواری نہ ہونے کی وجہ سے مسجد کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ مسجد کے پورے کمپاؤنڈ کو لکھوالیا رجسٹری آفس میں جا کر، مسجد کی صحن کو بنوانے کی لئے چہار دیواری کی بنیاد رکھی گئی تو پولس کے ذریعہ مسجد کے متولی اور امام دونوں کو پکڑوا کر بند کروا کر پوری زمین لے لی۔ ایسے عالم میں خاموش ہو کر بیٹھ جانا پڑا ایسے ناجائز و حرام کام کرنے والے پر اور کفریہ کلمات بولنے والے

پر کیا حکم ہے؟

علمائے کرام ومفتیان عظام کا کیا فتویٰ ہے؟ برائے کرم ومہربانی فتویٰ جلد از جلد ارسال فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ بینوا و توجروا.

المستفتی: محمد صغیر احمد صغیر القادری نوریگاؤں بیکاس سمیتی، تربھون نگر، وارڈ۔ ۷، ضلع سرلاہی، نیپال، یکم ذی القعدہ ۱۴۱۴ھ

۸۶/۹۲ء

الجواب: بعون الملک الوھاب: شخص مذکور فی السوال اگر واقعی ویسا ہی ہے جیسا استفتاء میں اس کے بارے میں بیان کیا گیا تو وہ یقیناً قطعاً اجماعاً اسلام سے خارج اور ایسے بے دین کافرین ومرتدین سے ہو گیا کہ جو شخص اس کے ان کفریات ملعونہ پر آگاہ ہو کر اسے کافر نہ جانے تو وہ بھی اسی کی طرح کافر ومرتد، اسلام سے خارج۔ العیاذ باللہ و لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم. ایسے شخص سے سلام وکلام حرام، اس کے ساتھ نشست وبرخواست حرام، مواکلت ومناکحت حرام، بیمار پڑے تو عیادت حرام، مرے تو جنازہ اٹھانا حرام، جنازہ پڑھنا حرام، مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا حرام۔ جب تک ایسا شخص توبۂ صادقہ نہ کرے مسلمان اس مردود، ملعون، مخذول کا مکمل بائیکاٹ کرے اور اس سے دور رہے، نہ اس کے پاس جائے اور نہ اس کو پاس آنے دے۔ "ایاکم و ایاھم لایضلونکم و لا یفتنونکم." کی عملی تفسیر بنا رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب. ۱۴۱۴/۱۲/۸ھ

مسئلہ (۴۸)

مسلک پھلواریت کی حمایت کرنے والا پیری مریدی کے لائق نہیں

مورخہ ۱۷ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ

ازطرف: یار محمد خاں یار قادری برکاتی رضوانی

صدر الشریعہ جلالۃ العلم حاج الحرمین حضرت علامہ قاضی اعلیٰ ومفتی اعظم نیپال مدظلہ

العالی دامت برکاتہم العالیہ والقدسیہ.......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد ہدیہ سلام مسنون یہ فقیر سراپا تقصیر عرض پرداز ہے کہ آپ کی محبت اور بندہ نوازی کا بہت بہت شکرگزار ہوں کہ آپ نے روضہ عرس شریف کے موقع پر دعوت سے واپسی پر چند منٹوں کے لئے سواری کو میری غریب خانقاہ کے نزدیک روک کر اور پھر سواری سے اتر کر مجھ ناچیز کو ملنے کا موقع دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت سی رحمتوں اور عنایتوں کے ملنے اور عطا ہونے کا موقع دے۔ آمین ثم آمین!

علاوہ ازیں ایک مسئلہ مندرجہ ذیل ہے، جواب سے مشرف فرمائیں۔ بینوا و توجروا.

اگر کوئی پیر طریقت یا عالم دین جو کھلے عام پھلواری کی صداقت کا اعلان کرتا ہو اور اپنی اس جماعت سے جو کہ پھلواروی ہوگئی ہو ایسے مریدوں کے گھر جاتا آتا، کھاتا پیتا، اور چندے نذرانے لیتا ہو اور نیز اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہو قابل اکرام واحترام رہ جاتا ہے یا نہیں؟ جواب سے مطلع فرمائیں اور یہ صرف اس لئے لکھ رہا ہوں کہ اس دور فتنہ میں اپنے آپ، اہل وعیال اور ہم جنسوں کو اس فتنہ عظیم سے بچنا اور بچانا مقصود ہے۔ اللہ شاہد ہے کہ میں کسی کے پیچھے نہیں پڑتا ہوں۔ فقط والسلام، باقی خیریت ہے۔

دعا گو: الفقیر یار محمد خاں یار عفی عنہ قادری رضوانی، خانقاہ روضۃ الانوار، روضہ شریف

۹۲/۸۶ء

الجواب: بعون الملک الوھاب مسلک پھلواروییت کی حمایت کرنے والا نہ پیری مریدی کے لائق ہے اور نہ کسی احترام واکرام کے قابل پھلواروییت، صلح کلیت کا نام ہے اور صلح کلیت کفر وارتداد ہے۔ معاذ اللہ رب العلمین و لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم. توجو شخص اس کے مسلک سے آگاہ ہو کر اس کی حمایت کرے اسے صحیح بتائے وہ بھی اسی میں سے ہے۔ حدیث شریف میں ایسے شخص کے بارے میں ارشاد ہے: "ایاکم و ایاھم لایضلونکم و لایفتنونکم" و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب. ۱۲/۸/۱۴۱۳ھ

مسئلہ: (۴۹ تا ۶۳)

چند پیروں سے مرید ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

۹۲/۷۸۶

جناب مولانا صاحب! السلام علیکم

ہم لوگ خیریت سے رہ کر آپ کی خیریت نیک چاہتے ہیں۔ مجھے اتنا طریقہ اور لکھنا نہیں آتا ہے۔ معاف کیجئے گا۔

(۱) ایک پیر سے مرید ہو کر پندرہ برس تک وہ پیر کی خدمت کرتا رہا اور اسی سلسلہ میں پورا دشواش تھا مگر ایک مرید بھائی نے کہا کہ یہ پیر ٹھیک نہیں ہے۔ ہم لوگوں کو دوسرے پیر سے مرید ہونا پڑے گا ورنہ ہم لوگ گنہگار رہوں گے اور دنیا بھر کی بات بتایا۔ اس کے بعد وہ بھی حاجی وارث علی کے روضہ مبارک کی چادر پکڑ کر مرید ہوا اور میں بھی چادر پکڑ کر مرید ہوا اب کیا کروں دو پیر یا تین کرنا ماننا کیسا ہے؟ اگر غلطی ہو گئی ہے تو اب کیا کریں۔

میاں بیوی الگ الگ سلسلہ سے مرید ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) اگر بیوی جمال سلسلے سے اور شوہر وارثی سلسلہ سے مرید ہے تو اس میں کیا فرق ہے ہم میاں بیوی دو جگہ دو پیر سے مرید ہیں اب کیا کریں؟

مرید ہونے کا کیا فائدہ اور اس کا ثبوت کہاں؟

(۳) مرید ہو کر کیا فائدہ نماز، روزہ شریعت کے مطابق ہو جاتا ہے۔ دینے والا اللہ ہے پھر دوسرے سے کیوں مانگیں؟ مرید ہونے کا کیا مطلب؟ مرید ہونا کہاں لکھا ہے؟ اگر مرید نہ ہوئے تو کوئی گناہ ہے؟

گھر کے افراد الگ الگ پیر سے مرید ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) ایک گھر میں بڑا لڑکا ایک پیر سے، بہو دوسرے پیر سے، منجھلا لڑکا اور پیر سے مرید ہو تو کیسا ہے؟

نماز نہ پڑھنے والا ولی ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۵) شیخ، سید، مغل، پٹھان کون ہیں؟ یہ سب کیسے ہوئے ہیں؟ ان کی پہچان کیا ہے؟ پانچ وقت کی نماز نہ پڑھنے والا ولی بن سکتا ہے؟، پیر بن سکتا ہے؟ سید بن سکتا ہے؟

ولی اور پیر کیسے بنا جائے؟

(۶) ولی اللہ، پیر بزرگ بننے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ میرے سات بچے ہیں ۴ر لڑکے، ۳ر لڑکی بڑے لڑکے کی شادی ہوگئی ہے ابھی چھ بچے ہیں جن کی شادی کرنی ہے مگر میرا دل دنیا چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہونا چاہتا ہے میرے سوا کمانے والا اور کوئی نہیں میں کیا کروں؟

پیر اور اللہ و رسول سے ملنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

(۷) مجھے اپنے پیر سے ملنا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے میں کیا کروں؟

جو پیر کو اللہ کہے اس کا کیا حکم ہے؟

(۸) اپنے پیر کو اللہ کہے سب کام عبادت سب کچھ پیر کے ذمہ لگائے اور دعا مانگنے میں کیسے مانگے؟ اور پیر کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے کہتے ہیں۔ مرید کے مرنے کے بعد اس کی قبر میں پیر اپنے مرید کی مدد کرتے ہیں۔ مرید ہونے والے مسلمان اور بے مرید مسلمان ان دونوں سے کیسا سلوک کرنا چاہئے؟ ان دونوں میں جھگڑا ہو تو کس کا ساتھ دیں؟

پیر کیسے بنا جا سکتا ہے؟

(۹) میں پیر صاحب بننا چاہتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے؟

ماں باپ ناراض ہو تو کیا کیا جائے؟

(۱۰) میری بیوی کو میرے ماں باپ سے بالکل میل ملاپ نہیں ساس سسر بہو کو دیکھ

نہیں سکتے اور بہو بھی۔ میں سوچتا ہوں کہ اس بیوی کو گھر سے نکال دوں لیکن میری ماں مجھ سے بھی محبت نہیں کرتی ہے؟ مجھ سے اور میری بیوی سے اور میرے بچے سے ہر دم ناراض رہتی ہے۔ اب میں کیا کروں؟

دیوبندی وہابی اور سنی میں کیا فرق ہے؟

(۱۱) دیوبندی وہابی اور سنی میں کیا فرق ہے؟ دیوبندی وہابی سے کیسا سلوک کرنا ہے؟ سلام وکلام اور شادی کرنا ایک ساتھ نماز پڑھنا ان لوگوں سے محبت کرنا کھانا کھانا کیسا ہے؟

محرم کے ان رسومات کا کیا حکم ہے؟

(۱۲) محرم میں تعزیہ بنانا، مٹی لانا، کیلا کاٹنا، چار تاریخ کی صبح دلدل کا مرغا ذبح کر کے فاتحہ دینا اور تاشہ اور ڈھولک بجانا، تلوار کھیلنا لیسن لے کر مرثیہ گانا، جلوس نکالنا اور اس تاریخ کو مغرب کے وقت کربلا میں لے جا کر تعزیہ کو توڑ تاڑ کر گڈھے میں ڈالنا یہ سب کیسا ہے؟

محرم کی تاریخ میں کیا کرنا چاہیے؟

(۱۳) محرم کی تاریخ لگ جائے تو محرم کی تاریخوں میں کون سی عبادت کرنی چاہیے اور حضرت امام حسن وحضرت امام حسین اور پنجتن پاک سے ملاقات اور ان کی زیارت ان سے بات چیت کیسے کرے؟

صدقۂ فطر کی رقم ان مصارف میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

(۱۴) صدقۂ فطر کی رقم مدرسہ میں بچوں کو تعلیم دینے والے حافظ صاحب کی تنخواہ میں دی جاتی ہے اور غریبوں کو بھی دی جاتی ہے۔ کیا صحیح ہے؟

سود پر قرض لینا مجبوری میں کیسا ہے؟

(۱۵) میں اپنے ساڑھو سے تجارت کے واسطے ساٹھ ہزار روپے سودی لیا تھا آٹھ سال ہوگئے اس کی ادا کی کوئی صورت دیکھائی نہیں دیتی سودی رقم سے میں نے کاروبار کیا

میری مجبوری ہے۔ عالم دین دار کہتے ہیں مسلمان سود کے روپئے سے کاروبار کرے اور کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت اور دعا قبول نہیں کرتا ہے۔ اب میں نماز، روزہ اور ذکر کروں یا نہیں کروں؟ قرض ادا کرنے کی کوئی صورت آج تک نہ دکھائی دے رہی ہے۔ اب میں کیا کروں؟

جناب مولانا صاحب میں آپ کو بہت دکھ دیا مجھے اب معاف کرنا

میرا پتہ: محمد شفیع وارثی وانگ بازار، وارڈ-۳، سیانگجہ، ۲۰۵۱/۲/۲۲ بکرمی

پیری کے شرائط

۸۶/۹۲ھ

الجواب: بعون الملك الوهاب: پیری کے لئے چار شرطیں ضروری ہیں: (۱) پیر سنی ہو عقیدہ اس کا صحیح و درست ہو گمراہ، بدمذہب، وہابی، دیوبندی، تبلیغی، قادیانی، خارجی، ناصبی وغیرہم خذلہم اللہ تعالیٰ نہ ہو۔ (۲) عالم دین ہو فقہ کا جانکار ہو۔ عقائد اہل سنت سے پورا پورا واقف ہو کفر و اسلام و ضلالت و ہدایت کے درمیان خوب خوب فرق جانتا ہو۔ جاہل نہ ہو کہ جاہل براہ جہالت صدہا کلمات و حرکات جن سے کفر لازم آتا ہے کر بیٹھتا ہے اور اسے خبر نہیں ہوتی۔ (۳) پیر فاسق معلن نہ ہو متشرع ہو نماز کا پابند ہو۔ عمداً بلا عذر جماعت کا تارک نہ ہو، داڑھی ایک مشت سے کم نہ کرتا ہو خلاف شرع اس کا کوئی قول و فعل نہ ہو، فرائض و واجبات اور سنن رواتب کا کم از کم عامل ہو۔ (۴) اس کا سلسلہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک صحیح صحیح پہنچتا ہو بیچ سے کہیں منقطع نہ ہو۔

اب آپ ان مذکورہ شرطوں کو سامنے رکھیں اور دیکھیں کہ جس پیر کی آپ نے پندرہ برس خدمت کی ہے اس کے اندر وہ مذکورہ بالا چار شرطیں پائی جاتی ہیں یا نہیں اگر پائی جاتی ہیں اور چاروں کا جامع ہے تو ایسی صورت میں دوسرا پیر بنانا ٹھیک نہیں اور اگر اس پیر کے اندر وہ چاروں شرطیں نہیں ہیں یا ان میں سے ایک بھی کم ہے تو دوسرا پیر بنانا ضروری ہے۔ اور ایسے کی پیری سے جدا ہو جانا لازم کہ وہ پیری کے لائق نہیں۔ پیر نا اہل تھا آپ اس سے

بیعت توڑ کر الگ ہو گئے ٹھیک کیا، مگر حضرت وارث علی شاہ کے روضہ اور اس کی چادر پکڑ کر سمجھا کہ ہم مرید ہو گئے غلط ہے نادرست ہے، صحیح نہیں ہے، جہالت ہی جہالت ہے۔ چادر سے رہنمائی نہیں ہوتی اور پیر رہنما ہوتا ہے اور چادر کے اندر وہ چاروں شرطیں مفقود ہیں تو کوئی اس کو پکڑ کر مرید کیسے ہو سکتا ہے؟ ایسا کرنا حماقت ہی حماقت ہے۔ لہٰذا آپ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ، صحیح الاعمال جامع شرائط اربعہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر مرید ہو جائیں۔ اور اگر وہی پیر جس کی بیعت میں پندرہ سال رہے لائق بیعت ہے متقی و پرہیزگار ہے اس کے اندر مذکورہ بالا شرطیں پائی جاتی ہیں تو انہیں کو پیر بنائیں بدلنے کی حاجت نہیں۔

(۲) حضرت وارث علی شاہ کی عقیدت کی بنا پر اپنے کو کوئی وارثی کہہ سکتا ہے مگر ان کا کوئی سلسلہ نہیں، ان کا کوئی صحیح خلیفہ نہیں، ان کا سلسلہ منقطع ہے۔ بعض لوگ ان کا فوٹو رکھتے ہیں اس کو اگر بتی سونگھاتے ہیں یہ حرام ہے بچنا چاہئے۔ شوہر کا پیر کوئی اور ہو اور بیوی کا کوئی اور اس میں کوئی حرج نہیں، مگر ضروری ہے کہ جسے پیر بنایا جائے وہ پیری کے لائق ہو۔

(۳) اچھے پیر سے مرید ہونے میں بہت فائدے ہیں اور وہ دنیا و آخرت میں کارآمد ہوتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کے محبوبوں کے دفتر میں نام لکھ جانا، ان سے سلسلہ متصل ہو جانا کیا سعادت نہیں ہے؟ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم" محبوبان خدا ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس عقیدت و ارادت سے بیٹھنے والا بد بخت نہیں رہتا۔ مولانا رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند

اچھے پیر نقائص قلب مثلاً ریا، نام نمود، حسد و کینہ، تکبر و حب مدح و شہوات نفس امارہ و مکاید شیطان وغیرہ سے آگاہ ہوتے ہیں، وہ اپنے مریدوں کو ان سے بچاتے ہیں، لائق مرید مسائل شرعیہ میں ان کی طرف رجوع لاتے ہیں۔ آج کل ٹوپی پاجامہ اور عمامہ میں بہت سے شیطانی گروہ گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں تو اگر آپ کا کوئی جامع شرائط پیر ہوگا تو ان کے مکروفریب سے وہ آگاہ کرتا رہے گا۔ تو ان کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ بد عقیدگی سے بچتے رہیں گے اور ایمان سلامت رہے گا اور وہی پیر نماز و روزہ کے مسائل حج و زکوٰۃ

کے مسائل اور دیگر شرعی مسائل صحیح صحیح بتائیں گے۔ قرآن شریف میں ہے: "فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون" اگر تمہیں معلوم نہیں ہے تو اچھے جانکار سے مسائل پوچھو۔ تو اچھے پیر سے بہتر کون ہے کہ اس سے مسائل شرعیہ پوچھا جائے۔

جب دینے والا اللہ ہے تو دوسرے سے کیوں مانگیں؟

یہ صحیح ہے اور ضرور صحیح ہے کہ سب کچھ کا دینے والا حق تعالیٰ ہے۔ مگر اس نے ذرائع اور اسباب پیدا فرمائے ہیں اگر آپ پیاسے ہیں تو پانی کے پاس جاکر پیاس بجھائیں۔ بھوکے ہیں تو کھانا کھائیں اور اگر کھیت سے کچھ چاہتے ہیں تو ہل بیل اور مزدور کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اولاد کی حاجت ہے تو نکاح کی ضرورت پڑتی ہے۔ علم سیکھنا ہے تو علم والے کی۔ کوئی کاریگری جاننی ہے تو کسی کاریگر کی حاجت ہوتی ہے۔ غرض بے ذریعہ وواسطہ کے کسی چیز کا حاصل کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی اس کے حصول کے لئے اسباب پیدا فرمائے ہیں تو ان اسباب سے اعراض کرنا محرومی کا باعث ہوگا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے منصب دیا، حکومت دی، دولت دی، علم دیا اپنی ضرورتوں میں لوگ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں کوئی اسے ناجائز نہیں کہتا۔ باپ سے بیٹا یا بیٹا سے باپ مانگا کرتا ہے، کوئی آپ سے مانگتا ہے اور آپ ضرورت پڑنے پر دوسروں سے مانگتے ہیں اس سے کوئی منع نہیں کرتا۔ پھر روحانی دنیا میں مرید اپنے پیر سے کچھ طلب کرے اور یہ سمجھ کر طلب کرے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے دھنی بنایا ہے، انہیں حاجت روائی کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ اور اللہ والوں سے مانگنا غیر سے مانگنا نہیں کہلاتا۔ ایک صحابی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں وضو کے وقت پانی اور مسواک پیش کیا ان کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مانگ لو مجھ سے جو مانگنا ہے تو انھوں نے جنت میں ساتھ رہنا مانگا تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے علاوہ کی بھی خواہش ہے؟ قرآن شریف میں ہے: "تعاونوا علی البر و التقوی" ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں۔ ان سے ثابت ہوا کہ نبی سے اور نبی کے سچے غلاموں سے مدد مانگنا جائز ہے۔ مثنوی شریف میں ہے:

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

پیری مریدی کا ثبوت

قرآن شریف کے چھبیسواں پارہ سورہ فتح میں ہے:

"لقد رضی اللّٰہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ"

ترجمہ: اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے آپ سے مرید ہو رہے تھے۔

اسی پارہ کے اسی سورہ میں ہے:

"ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ط ید اللّٰہ فوق ایدیھم."

وہ جو آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

سیدنا عبادہ ابن صامت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بایعنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی السمع و الطاعۃ فی العسر و الیسر و المنشط و المکرہ و ان لا تنازع الا مراھلہ."

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری، ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور طاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون و چرا نہ کریں گے۔

ان سے ثابت ہوا کہ مرید ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اسی لئے بزرگان دین سیدنا غوث اعظم پیران پیر دستگیر اور خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہما اور حضرت باقی باللہ و مجدد الف ثانی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ حضرات مرید ہوتے آئے۔ تو اگر مرید ہونا کوئی فائدہ اور مطلب نہ رکھتا تو بزرگان دین کیوں مرید ہوتے؟ ضرور اس کا عظیم فائدہ ہے۔ جو لوگ اس سے اعراض کرتے ہیں اور بلاوجہ سمجھتے ہیں اور اس کا کوئی فائدہ نہیں سمجھتے ایسے لوگوں کا پیر شیطان رجیم ہوتا ہے۔

اعلیٰحضرت قدس سرہ فتاویٰ افریقہ ص ۱۴۲ پر فرماتے ہیں:

"بے پیر کا پیر شیطان ہے۔" عوارف شریف میں ہے: "روی عن ابی یزید انه قال من لم یکن له استاذ فامامه الشیطان" یعنی سیدنا بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا کہ فرماتے ہیں: جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے۔ اور رسالہ مبارکہ امام اجل ابوالقاسم قشیری میں ہے: "یجب علی المرید ان یتادب بشیخ فان لم یکن له استاذ لا یفلح ابدا هذا ابو یزید من لم یکن له استاذ فامامه الشیطن" یعنی مرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیرا کبھی فلاح نہ پائے گا یہ ہے ابو یزید کہ فرماتے ہیں: جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے۔ پھر فرمایا: "سمعت الاستاذ ابا علی الدقاق یقول الشجرة اذا نبتت بنفسها من غیر غارس فانها تورق و لکن لا تثمر کذلك المرید اذا لم یکن له استاذ یاخذ منه طریقته نفسا نفسا فهو عابد هواه لایجد نفاذا." یعنی میں نے حضرت ابو علی دقاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ پیڑ جب بے کسی بونے والے کے آپ سے اگے تو پتے لاتا ہے مگر پھل نہیں دیتا یونہی اگر مرید کے لئے پیر نہ ہو جس سے ایک ایک سانس پر راستہ سیکھے تو وہ اپنی خواہش نفس کا پجاری ہے راہ نہ پائے گا۔ حضرت سیدنا میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں:

چو پیرت نیست پیر تست ابلیس — کہ راہ دین زدست از مکر و تلبیس

بالا بیان سے ظاہر کہ کسی اہل کو پیر بنانا ضروری ہے پھر اگر اس سے انکار بر بنائے وہابیت ہے تو ضرور گناہ ہے۔ اور اگر پیر بنانا جائز سمجھتے ہیں اور لائق نہ ملا یا ملا مگر غفلت و سستی سے نہ مرید ہوئے تو گناہ نہیں مگر محرومی ضرور ہے۔

(۴) اگر سب کے پیر صحیح ہیں یعنی جامع شرائط سنی صحیح العقیدہ، صحیح العمل عامل بالسنۃ اور ان کا سلسلہ متصل ہے منقطع نہیں ہے تو سب کی بیعت درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

شیخ، سید، مغل اور پٹھان کا وجود اس طرح ہوا

(۵) ہندوستان و نیپال میں حقیقۃً شیخ کے لقب کی اصطلاح ان شرفا کے لئے جن کا

سلسلہ نسب سیدنا صدیق اکبر یا فاروق اعظم یا عثمان غنی وامثالہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تک منتہی ہو۔ شیخ صدیقی، شیخ فاروقی، شیخ عثمانی وہ اپنے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح جن کا نسب امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما سے جاملتا ہے وہ یہاں کے عرف واصطلاح میں سید ہیں۔

اسی طرح افغانستانی مسلمان وہ اپنی بہادری کے باعث خان، مغل، پٹھان کہلائے اور شرفار میں ان کا شمار ہوا۔ ان کی خاص پہچان کچھ نہیں۔

تارک نماز فاسق ہے، مردود الشہادہ ہے، مستحق عذاب نار وقہر قہار ہے ایسا شخص ہرگز ہرگز ولی نہیں نہ پیری مریدی کے لائق نہ تعظیم وتکریم کا اہل بلکہ سزا کا مستحق۔

(۶) اس کے لئے ضروری ہے تقویٰ وطہارت کی راہ اختیار کرے، اپنا قول وفعل چال چلن شریعت کے مطابق کرے، بری باتوں سے دور رہے، خواہشات نفسانی سے الگ ہوجائے، کسی اہل سے مرید ہوجائے، وہ اجازت وخلافت دے تو پیر ہوسکتا ہے۔ بچوں کی کفالت جائز طریقہ پر ہو تو وہ عبادت کے منافی نہیں بلکہ وہ بھی عبادت ہے۔

(۷) آپ کسی پیر کامل کا دامن تھامئے اور درود شریف کی کثرت کیجئے ممکن کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرم فرمائیں اور زیارت نصیب ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار دنیا میں ممکن نہیں، ہاں دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خاص رہا اور امور آخرت میں ہر سنی مسلمان کے لئے ممکن بلکہ واقع۔ اور قلبی دیدار خواب میں دیگر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے لئے بھی حاصل ہے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو بار زیارت نصیب ہوئی۔

پیر کو اللہ کہنے والا کافر ومرتد ہے

(۸) جو کسی پیر کو اللہ کہے وہ کافر ومرتد ملعون ومردود ہے۔ اسی طرح وہ بھی کافر ومرتد ملعون ومردود ہے جو عبادت، روزہ، نماز، حج وزکاۃ اپنے اوپر فرض نہ جانے اور سمجھے کہ پیر کے ذمہ چلا گیا اور ہم پر فرض نہ رہا۔ لاحول و لاقوۃ الا باللہ۔

العیاذ باللہ و لاحول و لاقوۃ الا باللہ۔ اگر پیر کامل ہو تو دنیا و آخرت قبر و حشر سب میں ان کی مدد ممکن اور بلا تاویل پیر کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ کہنا روا نہیں، بلکہ کفر ہے۔ جو حق پر ہو اس کا ساتھ دیں، مرید ہو یا نہیں ہو دونوں سے اچھا سلوک کریں، دعا قرآن و حدیث سے کریں۔ دعائے جامع: "ربنا اٰتنا فی الدینا الخ" ہے وہی کریں۔

(۹) اس کا جواب نمبر ۶ میں گزر چکا ہے۔

ماں باپ سے محبت اور ان کی خدمت کریں

(۱۰) ماں باپ سے آپ محبت کریں، ان کی خدمت کریں، ان کو دکھ کی بات نہ کہیں، ان کے پاؤں کے نیچے جنت جانے، ان سے نہ الجھیں، غلطی کی معافی مانگیں، بیوی کو حکم کریں کہ وہ اپنی ماں اور باپ کی طرح ان کو جانیں، ان کی خدمت سے نہ اکتائے، ان کا کہنا مانے۔ ممکن ہے کہ راضی ہو جائیں۔ اور اگر بلاوجہ ناراض رہتے ہیں تو ان کا وبال ان کے سر ہے۔ اللھم ھدایۃ الحق و الصواب واللہ اعلم بالصواب۔

سنی اور وہابی میں فرق

(۱۱) دیوبندی، وہابی رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کے گستاخ ہیں، ان کی عظمت سے جلتے ہیں، ان کی توہین کرتے ہیں۔ اس لئے علمائے عرب و عجم نے ان وہابی، دیوبندی کو ان کی توہین کے باعث کافر و مرتد کہا ہے۔ ان سے میل جول، شادی بیاہ، سلام و کلام سب ناجائز و حرام۔ اور سنی رسول کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مداح کو کہتے ہیں اور ان سے سچی محبت کرنے اور ان کے گن گانے والے کو کہتے ہیں اور ان کے گستاخ سے نفرت و عداوت رکھنے والے کو کہتے ہیں۔ سنی صحیح العقیدہ ہی درحقیقت مسلمان ہیں۔

(۱۲) یہ سب لغویات واہیات و خرافات ہیں ان سے بچنا شرعاً ضروری ہے۔ اسلام ان کی اجازت نہیں دیتا، یہ سب گناہ کی باتیں ہیں۔ ہاں تلوار چلانا لاٹھی سیکھنا ایک اچھا فن

ہے بلا ڈھول باجے کے اسے سیکھنا چاہئے مگر کھیل تماشے کے طور پر نہیں۔

(۱۳) شہیدان کربلا کے نام قرآن شریف کی تلاوت کرنی چاہئے، نوافل پڑھ کر ان کے نام ایصال ثواب چاہئے، ان کے نام غریبوں کو کھانا، پیاسوں کو پانی اگر ممکن ہو تو شربت پلانا چاہئے۔ اگر پنجتن پاک سے آپ کی محبت و عقیدت سچی ہے تو ضرور اس کا ثمرہ ملے گا، ملاقات بات ہو یا نہ ہو۔ زیارت ان کے کرم و نوازش پر چھوڑیں۔ آپ کی طہارت جتنی ہوگی قربت اتنی ہی ہوگی، اپنی حد سے آگے بڑھنے کی زحمت نہ کریں۔ جو فرائض و واجبات ہیں سنن و مستحبات ہیں ان کو ادا کریں جن کا شریعت آپ کو مکلف نہ کیا ان کے پیچھے مت پڑیں ورنہ نقصان اٹھائیں گے۔

(۱۴) صدقۂ فطر کی رقم تنخواہ میں دینا ناجائز و حرام ہے اس سے صدقہ فطر ادا نہ ہوگا اس کے مصارف غربا، و مساکین اسلام وغیرہ ہیں۔

(۱۵) بلا ضرورت شدیدہ سودی قرض لینا ضرور حرام ہے۔ قرض ادا کرنے کی نیت رکھیں۔ روزہ نماز الگ فرض ہے ان کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا۔ فرض آپ پر باقی نہ رہے گا۔ اس لئے ہرگز ہرگز نماز روزہ یا کسی دوسرے فرض کے تارک نہ بنیں۔ سود لینا دینا جدا گناہ، نماز کا چھوڑنا الگ گناہ، روزہ کا چھوڑنا الگ گناہ۔ اسی طرح کسی فرض و واجب کا ترک کرنا جدا جدا گناہ ہے۔ تو اگر آپ فرائض و واجبات کو ادا کریں گے تو گناہ سے بچ جائیں گے اور ذمہ میں قرض نہ رہے گا۔ قبول کرنا نہ کرنا وہ اللہ عزوجل کی مشیت پر چھوڑیں۔ اس سے بحث کی حاجت نہیں ہر ناجائز سے بچنے کی کوشش چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و الیہ المرجع و الماٰب

جامعہ حنفیہ غوثیہ وارڈ-۲ جنکپور (نیپال)، شب جمعہ مبارکہ، ۱۳/۱/۱۴۱۵ھ

وہابیت سے جو توبہ کرلے اس کی بیٹی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

۸۶/۹۲ھ

مسئلہ (۶۴): کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں

کہ زید سنی صحیح العقیدہ ہے اور عمرو وہابی ہے۔ عمرو نے زید سے کہا کہ آپ اپنے لڑکے کی شادی میری لڑکی سے کردیجئے۔ زید نے اس کے جواب میں کہا کہ آپ وہابی ہیں میں سنی ہوں اور میرے مسلک میں ہے کہ وہابی اور دیوبندی کے گھر میں شادی کرنا ناجائز وحرام ہے لہٰذا میں شادی نہ کروں گا۔ لیکن پھر دوبارہ زید نے کہا کہ شادی تو کروں گا لیکن ایک شرط ہے۔ عمرو نے کہا کون شرط؟ زید نے کہا میں اپنے مسلک کے مطابق چلوں گا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ سے رشتہ داری بالکل ختم کرلوں گا۔ ہاں جب تک کہ آپ سنی صحیح العقیدہ نہ بن جائیں۔ عمرو نے اس شرط کو مان لیا زید نے اپنے لڑکے کی عمرو کی لڑکی سے شادی کردی اور اس کے زوجہ کو گھر لانے کے بعد اس لڑکی کو سنی صحیح العقیدہ بنا کر دوبارہ نکاح کیا ایسا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور ایک دو ہفتہ کے بعد عمرو بھی سنی صحیح العقیدہ ہوگیا۔ اب اس کے یہاں آنا جانا کھانا، پینا رہنا وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔ حضرت مفتی اعظم نیپال صاحب سے گزارش ہے اس کا جواب جلد مرحمت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد اسرائیل وجابر ورضوان وشوکت علی
متعلم مدرسہ دارالعلوم قادریہ رشیدیہ، مجوزہ اسلامی یونیورسٹی
جلیشور، ضلع مہوتری (نیپال)

وہابیت سے سچی توبہ کرلے تو اس سے دینی معاملہ جائز ہے

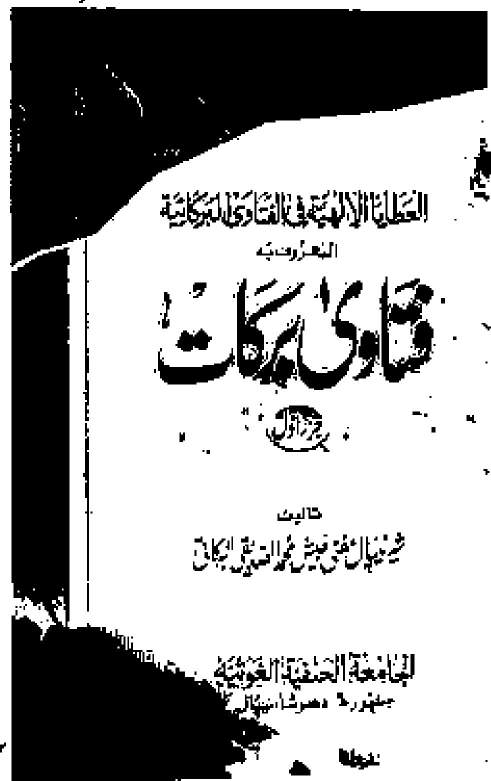
۸۶/۹۲ھ

الجواب: بعون الملک الوہاب

عمرو جب اپنی وہابیت سے سچی توبہ کرلی اور دین اسلام، وہابیت کو براجان کر قبول کرلیا اور جماعت وہابیہ وگروہ دیابنہ کو باطل وکافر جاننے لگا اسی طرح دیگر فرقہائے باطلہ کو تو اس صورت میں اس کے یہاں آنے جانے میں حرج نہیں اور نہ کھانے پینے، رہنے سہنے میں کوئی مضائقہ۔ واللہ اعلم بالصواب ۵/۴/۱۴۱۱ھجری







MAJMAUL BARAKAT ACADEMY
Khanqahe Barakat Luhna Sharif, Nepal
Mobile: +977-9815826344